ہم طہارت کیسے حاصل کریں؟

وضو، غسل اور طہارت کے دیگر اہم مسائل کا قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل بیان

تالیف

ڈاکٹر سعید بن علی بن وہف القحطانی

ترجمہ
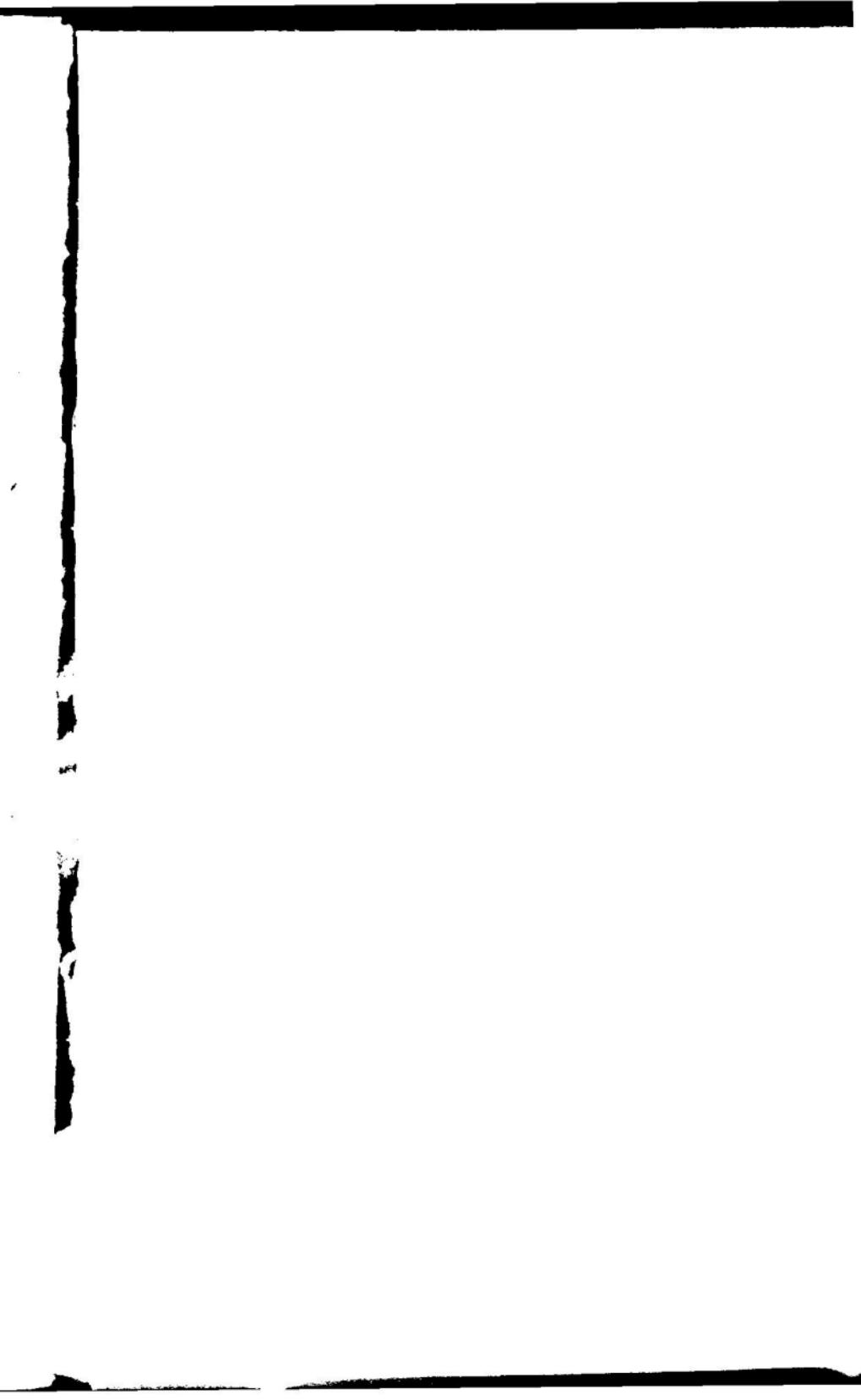
محمد عرفان محمد عمر المدنی

نظر ثانی

ابو اسامہ نیاز احمد انصاری　　عبد الباسط عبد العزیز المدنی

المكتب التعاونی للدعوۃ والارشاد وتوعیۃ الجالیات بمحافظۃ السلیل

ھاتف ٠١٧٨٢٠٥٤٠ فاکس ٠١٧٨٢٥٦٠٦

تحت اشراف وزارۃ الشئون الاسلامیۃ والاوقاف والدعوۃ والارشاد

فہرست مضامین

مقدمہ

ان الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور أنفسنا وسيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادی له وأشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدا عبده ورسوله صلى الله عليه وعلى آله وأصحابه ومن تبعهم باحسان الی يوم الدين وسلم تسليما كثيرا أما بعد:

تمام تعریف اللہ عزوجل کے لئے ہے، ہم صرف اسی کی تعریف کرتے ہیں، اور اسی سے مدد اور بخشش کے طلبگار ہیں، ہم اپنے نفسوں، اور خراب أعمال کی برائیوں سے اس کی پناہ چاہتے ہیں، جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ہے، اور جسے اللہ گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اور محمد ﷺ اللہ کے بندہ اور اس کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ آپ پر، آپ کے آل وأصحاب اور تا قیامت آنے والے آپ کے تمام پیروکاروں پر درود وسلام نازل فرمائے۔(آمین)

زیر نظر کتاب طہارت جو کی نماز کی کنجی اور نصف ایمان ہے، کی فضیلت اس کے مفہوم، اور اس کے أحکام کے متعلق ہے، اس کتاب میں، میں نے ان تمام مسائل کو

قرآن وحدیث کے دلائل کی روشنی میں بیان کیا ہے، جو ایک مسلمان کو طہارت وپاکیزگی حاصل کرنے میں پیش آسکتے ہیں. اس کتاب میں جو کچھ صحیح اور درست ہے وہ خالص اللہ کا فضل وکرم ہے، اور اگر کوئی غلطی اور خامی ہے تو وہ میرے اور شیطان کی طرف سے ہے، اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ اس سے بری ہیں. (۱)

کتاب میں بیان کردہ اختلافی مسائل میں جہاں بھی ہمیں کوئی اشکال ہوا اسے میں نے امام علامہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ کے سامنے پیش کیا، اور آپ کی ترجیحات کو داخل کتاب کیا، اللہ تعالی آپ کو اس نوازش کا بہترین اجر عطا فرمائے اور آپ کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے (۲)

میں نے اس کتاب میں پیش کردہ معلومات کو درج ذیل نو فصلوں میں تقسیم کیا ہے، اور ہر فصل کے ضمن میں اس سے متعلق مسائل کو عموما نمبروار بیان کیا ہے.

پہلی فصل: طہارت کا مفہوم اور اس کی اقسام

دوسری فصل: اقسام نجاست اور ان کی صفائی اور ازالہ کے واجب ہونے کا بیان.

تیسری فصل: فطرت کی سنتیں اور اس کی اقسام.

---

(۱) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اسوہ پر عمل کرتے ہوئے میں نے یہ دعا کی ہے، دیکھئے سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب فیمن تزوج ولم یسم صداقا حتی مات (۲۱۱۶) اور شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے دیکھئے صحیح سنن ابی داؤد ۲/۳۹۷

(۲) کبھی ملاقات اور سوالات کے ذریعہ آپ کی ترجیحات کو معلوم کیا، اور کبھی آپ کی تالیفات کے ذریعہ.

چوتھی فصل: قضائے حاجت کے آداب.

پانچویں فصل: وضوء کا بیان.

چھٹی فصل: موزہ، پگڑی، پٹی پر مسح کرنے کا بیان.

ساتویں فصل: غسل کا بیان.

آٹھویں فصل: تیمّم کا بیان.

نویں فصل: حیض، نفاس، استحاضہ، سلس البول کا بیان.

ہم اللہ رب العالمین سے اس کے اسماء حسنی اور بہترین واعلی صفات کے وسیلہ سے دعاء گو ہیں، کہ میری اس متواضع کوشش میں برکت عطا فرمائے، اسے خالص اپنی رضا اور خوشنودی کے لئے بنائے، اسے مولف، قاری، ناشر سب کے لئے حصول جنت کا ذریعہ بنائے، اور جن ہاتھوں میں بھی یہ کتاب جائے اس کے لئے نفع بخش بنائے، بیشک وہی بہترین سوال کرنے کے لائق، اور سب سے زیادہ امیدوں کو پورا کرنے والا ہے، وہی میرے لئے کافی اور میرا بہترین محافظ ہے، ہر طرح کی تعریف میرے اللہ کے لئے ہے جو پوری کائنات کا پالنہار ہے، اور کامل درود وسلام ہو قائد بشریت ہمارے نبی محمد ﷺ، آپ کے آل واصحاب اور تا قیامت آپ کے تمام پیروکاروں پر.

مؤلف

بروز دوشنبہ ۱۴۱۵/۱۲/۸ھ

پہلی فصل

طہارت کا مفہوم

طہارت کا لغوی مفہوم: عربی زبان میں ظاہری اور باطنی گندگی سے صفائی و پاکی حاصل کرنے کو طہارت کہتے ہیں.

طہارت کا شرعی مفہوم: مباح پانی یا مٹی سے حدث (وضوء یا غسل کو واجب کرنے والے امور) کو رفع کرنا، اور نجاست و پلیدگی کو زائل کرنا شرعا طہارت کہتے ہیں. یعنی طہارت بدن وغیرہ سے اس وصف کو زائل کرنے کو کہتے ہیں جو نماز وغیرہ کی ادائیگی کے لئے مانع ہو.(۱)

طہارت کے اقسام

طہارت کی دو قسمیں ہیں: معنوی اور حسی:

پہلی قسم معنوی طہارت: معنوی طہارت سے مقصود توحید اور اعمال صالحہ کے ذریعہ شرک اور معاصی سے پاکی اور صفائی حاصل کرنی ہے،، معنوی طہارت، حسی طہارت سے زیادہ اہم اور ضروری ہے بلکہ معنوی طہارت کے بغیر، حسی طہارت بے سود ہے، یہی وجہ ہے کہ مشرک ظاہری صفائی و ستھرائی کے باوجود شرک کیوجہ سے نجس ہوتا ہے ارشاد باری تعالی ہے ﴿انما المشرکون نجس﴾ (۲) بے شک مشرک بالکل ہی ناپاک ہیں.

(۱) دیکھئے مغنی لابن قدامہ ۱/۱۲اور توضیح الأحکام من بلوغ المرام لعبد اللہ البسام ۱/۸۷

(۲) سورہ توبہ: ۲۸

جبکہ ایک مومن حسی پلیدگی کے باوجود معنوی طور پر پاک اور صاف ہوتا ہے، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے (ان المومن لا ینجس)(۱) مومن نجس نہیں ہوتا ہے.

بنابریں ہر مکلّف کو چاہئے کہ پہلے اپنے دل کو شرک، شک کی غلاظتوں سے اخلاص، توحید اور یقین کے ذریعہ پاک کرے، اور نفس کو گناہوں کی پلیدگی، اور حسد، کینہ، خیانت، فریب، گھمنڈ، تکبر، خود پسندی اور ریاکاری جیسے تمام گناہوں سے سچی توبہ کر کے صاف کرے.

یہی باطنی طہارت ایمان کا نصف اول ہے اور نصف ثانی حسی طہارت ہے.

دوسری قسم حسی طہارت: اس سے مراد حدث (ناپاکی) اور نجاستوں سے صاف رہنا ہے، حسی طہارت ایمان کا نصف ثانی ہے، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے (الطہور شطر الایمان) (۲) پاکی آدھا ایمان ہے.

حسی طہارت پانی کے ذریعہ وضوء اور غسل کر کے حاصل کی جاتی ہے، اور پانی نہ ہونے کی صورت میں تیمّم سے حاصل کی جاتی ہے. اور کپڑا بدن اور جائے نماز سے نجاست کو زائل کر کے حاصل کی جاتی ہے.(۳)

(۱) بخاری (۲۸۳) کتاب الغسل باب عرق الجنب وأن المسلم لا ینجس۔ مسلم (۳۷۱) کتاب الحیض باب الدلیل علی أن المسلم لا ینجس.

(۲) مسلم (۲۲۳) کتاب الطهارة باب فضل الوضوء.

(۳) دیکھئے الشرح الممتع لابن عثیمین ۱/۱۹

طہارت دو چیزوں سے حاصل کی جاتی ہے

ا۔ **پانی:** طہارت حاصل کرنے کے لئے پانی بنیادی ذریعہ ہے، خواہ وہ پانی بارانی ہو یا زمین سے نکلا ہو، اگر وہ اپنی اصلی خلقت میں باقی ہے تو پاک ہے، اسے حدث (ناپاکی) کو رفع اور نجاست کو زائل کرنے کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے، اسی طریقہ سے اگر اس کے اوصاف ثلاثہ رنگ، بو، مزہ میں سے کوئی وصف پاک چیز کے ملنے سے بدل جائے تب بھی وہ پاک ہے جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے (الماء طهور لا ينجسه شيء)(۱) پانی پاک کرنے والا ہے اسے کوئی چیز نجس نہیں کرتی ہے.

چشمہ، کنواں، ندی، وادی، سمندر پگھلا ہوا برف ہر طرح کے پانی کا یہی حکم ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے سمندری پانی کے بارے میں فرمایا: (هو الطهور ماؤه الحل ميتته)(۲) اس کا پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردہ حلال ہے.

آب زمزم کے بارے میں علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (أن رسول الله ﷺ دعا بسجل من زمزم فشرب منه وتوضأ)(۳)

---

(۱) صحیح صحیح سنن ابوداؤد (٦٧) کتاب الطهارة باب ماجاء فی بئر بضاعة والترمذی ح (٦٦) والنسائی ح(٥٢٣)

(۲) صحیح صحیح سنن ابوداؤد (٨٣) کتاب الطهارة باب الوضوء بماء البحر والترمذی (٦٩) والنسائی ح(٣٣١) وابن ماجہ ح(٣٨٦)

(۳) حمد (زوائد المسند) ٧٦/١ شیخ البانی نے اسے حسن کہا ہے ملاحظہ ہو ارواء الغلیل ٤٥/١ ح(١٣)

آپ ﷺ ایک ڈول آب زمزم منگوایا جس سے آپ نے کچھ پیا اور کچھ سے وضوء کیا.

پانی میں اگر نجاست گرنے سے اس کے اوصاف ثلاثہ: رنگ، بو، مزہ میں سے کوئی وصف بدل جائے تو بالاجماع نجس ہے، اسے طہارت کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں ہے.(۱)

۲۔ پاک مٹی: اگر پانی کا استعمال تمام اعضائے طہارت یا چند اعضائے طہارت کے لئے ممکن نہ ہو، خواہ پانی کے دستیاب نہ ہونے کیوجہ سے ہو یا پانی استعمال کرنے سے نقصان کا خطرہ ہو، ان تمام صورتوں میں پاک مٹی پانی کے قائم مقام ہے، بنا بریں تیمّم کے ذریعہ طہارت حاصل کیا جائے گا.(۲)

(البتہ اگر کچھ پانی میسر ہے اور اس کے استعمال سے کوئی خطرہ نہیں ہے تو جتنے اعضاء کی پانی سے طہارت ممکن ہے اتنے کی پانی سے طہارت حاصل کی جائے گی اور بقیہ کے لئے تیمّم کیا جائے گا)

---

(۱) دیکھئے فتاوی ابن تیمیہ ۲۱/ ۳۰ اور سبل السلام ۱/ ۲۲

(۲) دیکھئے منہاج السالکین للعلامہ عبد الرحمن بن ناصر السعدی ص (۱۳)

دوسری فصل نجاست کے اقسام اور انکے صاف کرنے کا طریقہ

نجاست: اس گندگی اور پلید کو کہتے ہیں جس سے ہر مسلمان کو بچنے کے لئے کہا گیا ہے، اور اگر کپڑے اور بدن وغیرہ پر لگ جائے تو اس کا صاف کرنا واجب ہے.

ارشاد باری تعالی ہے ﴿وثیابك فطهر﴾ (۱) اپنے کپڑوں کو صاف رکھا کر.

ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ویسئلونك عن المحیض قل هو أذی فاعتزلوا النساء فی المحیض ولا تقربوهن حتی یطهرن فاذا تطهرن فأتوهن من حیث أمركم الله ان الله یحب التوابین ویحب المتطهرین﴾ (۲)

[البقرة ۲۲۲] وہ لوگ آپ سے حیض کے متعلق سوال کرتے ہیں تو کہہ دیجئے یہ گندگی ہے لہذا حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ ہاں جب وہ پاک ہو جائیں (یعنی غسل کر لیں) تو ان کے پاس اس راستے سے جاؤ جہاں سے اللہ تعالی نے تمہیں حکم دیا ہے بیشک اللہ تعالی بہت توبہ اور خوب پاکی حاصل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے.

---

(۱) سورة مدثر آیت/ ٤

(۲) سورة بقرة آیت/ ۲۲۲

نجاست کے چند اقسام اور ان کی طہارت کا طریقہ

ا۔ انسان کا پیشاب اور پاخانہ:

انسان کا پیشاب اور پاخانہ نجس ہے اسے درج ذیل طریقوں سے صاف کرنا چاہئے

ا: شیر خوار لڑکی اور لڑکا کے پیشاب کے صاف کرنے کا طریقہ:

شیر خوار لڑکی کا پیشاب اگر کپڑے پر لگ جائے تو اس کا دھلنا ضروری ہے جبکہ شیر خوار لڑکے کا پیشاب اگر کپڑے پر لگ جائے تو اس پر صرف چھینٹے مارنا ہی کافی ہے ،اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (بول الغلام ینضح (۱) بول الجاریۃ یغسل)(۲) لڑکے کے پیشاب آلود کپڑے پر چھینٹا مارا جائے گا اور لڑکی کے پیشاب آلود کپڑے کو دھلا جائے گا .

یہ تفریق اس وقت تک ہے جب تک دونوں کھانا نہ کھاتے ہوں ،اور جب کھانا کھانے لگیں تو دونوں کے پیشاب کو دھلا جائے گا (۳)

---

(۱) پانی سے بھگونے اور چھڑکنے کو نضح کہتے ہیں بنابریں جو شیر خوار بچہ ابھی کھانا نہ کھاتا ہو اس کے پیشاب آلودہ کپڑے پر پانی چھڑک لینا کافی ہے بایں طور کہ پورے پیشاب کی جگہ کو پانی پہونچ جائے اسے نچوڑنے اور رگڑنے کی ضرورت نہیں ہے دیکھئے نہایہ فی غریب الحدیث ۶۹/۵ القاموس المحیط ص (۳۱۳) المصباح المنیر ۶۰۹/۲ الشرح الممتع ۳۷۲/۱

(۲) مسند احمد ۷۶/۱ صحیح سنن ابوداؤد: کتاب الطہارۃ باب بول الصبی یصیب الثوب ح (۳۷۷) ترمذی ح (۶۱۰) ابن ماجہ ح (۵۲۵) شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے دیکھئے ارواء الغلیل ۱۸۸/۱ ح (۱۶۶)

(۳) صحیح: صحیح سنن ابوداؤد: کتاب الطہارۃ باب بول الصبی یصیب الثوب ح (۳۷۷)

ب۔ گندگی آلود جوتی کی صفائی:

اگر جوتی میں گندگی لگ جائے، تو اسے زمین پر رگڑ کر صاف کر لینا چاہئے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (اذا وطیء أحدکم بنعلیہ الأذی فان التراب لہ طھور)(۱) جب تم میں سے کوئی چلتے ہوئے اپنی جوتی میں گندگی لگا دے تو مٹی اسے پاک کر دیتی ہے.

ج۔ گندگی آلود عورت کے پلو کی صفائی:

عورت کا پلو اگر لمبا ہے اور وہ گندی جگہ پر چلتی ہے جس کی وجہ سے کچھ گندگی اس کے پلو میں لگ جاتی ہے، لیکن اس کے بعد وہ صاف مٹی پر چلتی ہے جس سے وہ گندگی صاف ہو جاتی ہے، تو وہ پاک ہو جاتا ہے، اسے دوبارہ دھلنے کی ضرورت نہیں ہے چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایسے پلو کے بارے میں فرمایا (یطھرہ ما بعدہ)(۲) یعنی گندگی کے بعد آنے والی مٹی اس کو پاک کر دیتی ہے.

د۔ گندگی آلود زمین اور فرش کی صفائی:

اگر زمین یا فرش پر پیشاب یا پاخانہ لگ جائے تو پہلے پاخانہ کو اس جگہ سے ختم کرنا چاہئے پھر اس جگہ پانی بہایا جائے، اور اگر پیشاب ہے تو اس پر بکثرت پانی ڈالنا چاہئے حتی کہ اس کا اثر ختم ہو جائے .

(۱) صحیح: صحیح سنن ابوداؤد: کتاب الطھارۃ باب فی الأذی یصیب النعل ح (۳۸۵)

(۲) صحیح: صحیح سنن ابوداؤد: کتاب الطھارۃ باب فی الأذی یصیب الذیل ح (۳۸۳) ترمذی ح (۱۴۳)

جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مسجد میں پیشاب کرنے والے دیہاتی کے بارے میں فرمایا(دعوہ وأھریقوا علی بولہ سجلا من ماء أو ذنوبا من ماء فانما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین)(۱) چھوڑ دو(یعنی پیشاب مکمل کر لینے دو)اور اس کے پیشاب کی جگہ ایک ڈول پانی بہادو تمہیں لوگوں پر آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا گیا ہے سختی کرنے والا نہیں.

قضائے حاجت کے بعد پیشاب اور پاخانہ کی جگہ کو پانی یا ڈھیلا سے صاف کیا جائے گا جیسا کہ اس کی تفصیل ان شاء اللہ آگے آرہی ہے

۲۔ ماہواری کے خون کا صاف کرنے کا طریقہ:

ماہواری کا خون نجس ہے، حیض آلود کپڑے کو کافی اہتمام کے ساتھ مل مل کر صاف کرنا چاہئے جیسا کہ آپ ﷺ نے اس سلسلہ میں فرمایا ہے(تحتہ ثم تقرصہ بالماء ثم تنضحہ ثم تصلی فیہ)(۲) عورت پہلے اسے کھرچ ڈالے پھر اس پر پانی ڈال کر(اپنی انگلیوں سے)مل کر صاف کرے پھر اس پر مزید پانی بہائے، پھر اسے پہن کر نماز پڑھے.

---

(۱) بخاری: کتاب الوضوء باب صب الماء علی البول فی المسجد ح(۲۲۰) ومسلم: کتاب الطہارۃ باب وجوب غسل البول...ح(۲۸٤)

(۲) بخاری: کتاب الوضوء باب غسل الدم ح(۲۲۷) ومسلم: کتاب الطہارۃ باب نجاسۃ الدم...ح(۲۹۱)

۳۔ کتے کا برتن میں منہ ڈالنے سے برتن کے صاف کرنے کا طریقہ:(۲)

کتا نجس ہے، اگر وہ کسی برتن میں منہ ڈال دے تو وہ برتن نجس ہو جاتا ہے، اسے سات بار دھلنا چاہئے جس میں سے پہلی (یا آخری) بار مٹی سے ہو، اللہ کے رسول ﷺ نے

(۱) جانور اور درندوں کے جھوٹا کھانا و پانی کے پاک اور ناپاک ہونے میں تفصیل ہے، بایں طور کہ جانور دو طرح کے ہوتے ہیں: پاک اور ناپاک، اور ناپاک جانور بھی دو طرح کے ہوتے ہیں، ایک جو بالاتفاق نجس عین ہیں: اور یہ کتا اور خنزیر ہیں، نجس عین جانور سے سب کچھ نکلنے والا نجس ہے. نجس جانوروں کی دوسری قسم مختلف فیہ ہے، جیسے گدھا، خچر درندہ پرندے جیسے باز چیل اور درندہ جانور جیسے بھیڑیا، چیتا، شیر وغیرہ اس دوسری قسم نجس جانوروں کا جھوٹا اکثر اہل علم کے نزدیک پاک ہے کیونکہ (چشمہ، تالاب، حوض وغیرہ پر یہ جانور آتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے) عموماً ان سے بچنا مشکل ہوتا ہے. (دیکھئے فتاوی دائمی کمیٹی برائے فتاوی ۳۸۰/۵، مغنی ۶۸/۱ اور شرح ممتع ۳۹۶/۱) دوسری قسم پاک جانوروں کی ہے، ان کا جھوٹا اور پسینہ پاک ہے، ان پاک جانوروں کی تین قسمیں ہیں، (۱) انسان، یہ بذات خود پاک ہے اور اس کا جھوٹا بھی پاک ہے، کیونکہ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مومن نجس نہیں ہوتا ہے، اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا کہ تیرا حیض تیرے ہاتھوں میں نہیں ہے (۲) وہ جانور جن کا گوشت کھایا جاتا ہے، یہ بذات خود پاک ہیں اور ان کا جھوٹا بھی بالاجماع پاک ہے، سوائے جلالہ (نجاست خور ماکول اللحم جانور) کے اس کا شمار نجس جانوروں کی دوسری قسم میں ہوگا (۳) بلی اس کا جھوٹا پاک ہے کیونکہ اس سے بچنا مشکل ہوتا ہے یہ گھروں میں گھومنے والی ہوتی ہے.

خون نکلنے اور نہ نکلنے کے اعتبار سے بھی جاندار چیزوں کی دو قسمیں ہیں، (۱) جنہیں زخم لگنے پر خون نہیں بہتا ہے (۲) جنہیں زخم لگنے پر خون بہتا ہے، پہلی قسم جنہیں زخم لگنے پر خون نہیں بہتا ہے وہ دو طرح کے ہوتے ہیں (۱) جو پاک چیزوں سے پیدا ہوتے ہیں جیسے مکھی اور بعض کیڑے مکوڑے ایسے جاندار مردہ اور زندہ دونوں حالت میں پاک ہوتے ہیں (یعنی اگر یہ کپڑا وغیرہ پر لگ جائیں تو انہیں دھلنے کی ضرورت نہیں) البتہ اگر مکھی کسی برتن میں گر جائے تو اس کو اس میں ڈبو کر نکال دینا چاہئے کیونکہ اس کے ایک ڈنک میں شفا اور دوسرے میں بیماری ہوتا ہے،، دوسرے وہ جو ناپاک چیزوں سے پیدا ہوتے ہیں جیسے جھینگر وغیرہ جو نالیوں کی نجاست سے پیدا ہوتے ہیں، ایسے جانور مردہ زندہ ہر حال میں نجس ہیں.

دوسری قسم: جنہیں زخم لگنے پر خون بہتا ہے، ان کی تین قسمیں ہیں (۱) وہ جانور جن کا مردار کھانا حلال ہے جیسے مچھلی، ٹڈی اور وہ تمام آبی جانور جو صرف پانی ہی میں رہتے ہیں یہ مردہ زندہ سب پاک ہیں (۲) وہ ماکول اللحم جانور جن کا مردار کھانا حلال نہیں ہے یا وہ آبی جانور جو خشکی پر رہتے ہیں جیسے مینڈھک اور گھڑیال وغیرہ ایسے جانور مرنے کے بعد نجس ہو جاتے ہیں (۳) انسان یہ موت اور زندگی دونوں حالت میں پاک ہے (دیکھئے مغنی ۵۹/۱ـ۶۳ شرح ممتع ۷۴/۱ـ۷۷ـ۳۹۳ـ۳۹۷ـ۴۲۸)

(مذکورہ تفصیل پاک ہونے کے بارے میں ہے حلال ہونے کے بارے میں نہیں ان میں بیشتر پاک تو ہیں لیکن حلال نہیں. مترجم)

فرمایا:(طهور اناء احدكم اذا ولغ فيه الكلب أن يغسله سبع مرات أولا هن بالتراب)(۱) جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال دے تو اس کی پاکی کے لئے اسے سات بار دھلے جس میں سے پہلی بار مٹی سے ہو، اور ایک روایت میں ہے (فليرقه ...) تو اسے (پانی کو) بہا دینا چاہئے

۴۔ بہتا خون، خنزیر کا گوشت، مردار

بہتا خون، خنزیر کا گوشت، مردار (یعنی وہ ماکول اللحم جانور جسے غیر شرعی طریقہ پر ذبح کیا گیا ہو یا ذبح کرنے سے پہلے مر گیا ہو) سب نجس ہیں، ارشاد باری تعالی ہے ﴿قل لا أجد فی ما أوحی الی محرما علی طاعم يطعمه الا أن يكون ميتة أو دما مسفوحا أو لحم خنزير فانه رجس أو فسقا أهل لغير الله به﴾ (۲) آپ کہہ دیجئے کو جو کچھ احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے ان میں تو میں کوئی حرام نہیں پاتا کسی کھانے والے کے لئے جو اس کو کھائے، مگر یہ کہ وہ مردار ہو، یا کہ بہتا ہوا خون ہو، یا خنزیر کا گوشت ہو کیونکہ وہ بالکل ناپاک ہے یا جو شرک کا ذریعہ ہو کہ غیر اللہ کے لئے نامزد کر دیا گیا ہو ۔

---

(۱) مسلم: كتاب الطهارة، باب حكم ولوغ الكلب ح (۲۷۹)

(۲) سورہ انعام آیت: ۱۴۵

جس جانور کا گوشت ذبح کرنے کے بعد کھانا حلال ہے، اس کا چمڑا دباغت (رنگنے) کے بعد پاک ہوجاتا ہے(۱) (خواہ اس کے چمڑے کو مرنے کے بعد ہی کیوں نہ نکالا گیا ہو) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا (اذا دبغ الاھاب فقد طھر) (۲) جب چمڑے کو دباغت دے دیا جائے تو پاک ہوجاتا ہے.

البتہ دوطرح کے مردار جانور حلال ہیں ایک مچھلی دوسری ٹڈی اور دوطرح کے خون بھی حلال ہیں ایک کلیجی دوسری تلی، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا (احل لنا میتتان ودمان: أما المیتتان فالحوت والجراد، وأما الدمان

(۱) ہمارے استاذ گرامی شیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالی بلوغ المرام کی شرح میں حدیث نمبر ۲۰ کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ: جن جانوروں کا گوشت نہیں کھایا جاتا ہے، ان کا چمڑا دباغت کے بعد پاک ہوتا ہے کہ نہیں، اس سلسلہ میں علماء کا اختلاف ہے ایک جماعت کا کہنا ہے کہ سارے چمڑے حتی کہ درندوں کے بھی چمڑے دباغت کے بعد پاک ہوجاتے ہیں، جب کہ دوسری جماعت کا کہنا ہے کہ دباغت سے صرف ماکول اللحم جانوروں کے ہی چمڑے پاک ہوتے ہیں، لیکن سب سے بہترین اور دلائل کے قریب قریب تر یہ ہے کہ دباغت سے صرف ماکول اللحم جانوروں کے ہی چمڑے پاک ہوتے ہیں، اگر چہ دوسرے قول کے اندر بھی مضبوطی ہے (مزید دیکھئے فتاوی ابن تیمیہ ۲۱/۹۰-۹۶ وزاد المعاد ۵/۷۵۴-۷۵۶ وشرح ممتع ۱/۷۵)

(۲) مسلم: کتاب الحیض: باب طھارۃ جلود المیتۃ بالدباغ ح(۳۶۶) رہی عبداللہ بن عکیم کی حدیث (ان النبی ﷺ کتب الینا لا تنتفعوا من المیتۃ باھاب ولا عصب) (اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں یہ پیغام بھیجا کہ مردار کے چمڑے اور پٹھوں سے تم استفادہ نہ کرو) جسے ابوداؤد ح(۴۱۲۸) ترمذی ح(۱۷۲۹) نسائی ح(۴۲۴۹) ابن ماجہ ح(۳۶۱۳) نے روایت کیا ہے، اور شیخ البانی نے ارواء الغلیل ۱/۷۶-۷۷ میں اسے صحیح کہا ہے، تو کچھ علماء کے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے، جسے صحیح مسلم کی مذکورہ حدیث کے مقابلہ میں نہیں پیش کیا جاسکتا ہے، اور اگر صحیح ثابت ہوجائے اور یہ ثابت ہوجائے کہ یہ حدیث میمونہ رضی اللہ عنہا کہ سابقہ حدیث کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے، تو اس حدیث کو بلا دباغت دیئے ہوئے چمڑے پر محمول کیا جائے گا یعنی دباغت دیئے ہوئے چمڑے سے کسی طرح کا استفادہ کرنا جائز نہیں ہے، اور میمونہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو رنگے ہوئے چمڑے پر محمول کیا جائے گا بایں طور دونوں حدیث میں تطبیق ہوجاتی ہے، اسی کو شیخ ابن باز، بلوغ المرام کی شرح میں ح ۲۳/ اور شیخ ابن عثیمین نے شرح ممتع کے اندر راجح قرار دیا ہے نیز دیکھئے تلخیص الحبیر ۱/۴۷

فالکبد والطحال)(۱) ہمارے لئے دو مردار اور دو خون حلال کئے گئے ہیں :رہی دو مردار چیزیں تو وہ ایک مچھلی دوسری ٹڈی ہے، اور رہے دو خون تو وہ ایک کلیجی دوسری تلی ہے.

۵۔ودی

یہ ایک سفید گھاڑا گدلا قسم کا پانی ہے جو پیشاب کے بعد نکلتا ہے، یہ پانی نجس ہے، اس کے نکلنے بعد عضو خاص کو دھلنا چاہئے، اور اگر کپڑے میں لگا ہے تو کپڑے کو بھی دھلنا چاہئے پھر وضوء کرے.(۲)

٦۔مذی

یہ ایک سفید لیس دار (پتلا) پانی ہے، جو عموما ہم بستری کے بارے میں سوچنے یا بیوی سے دل لگی کرنے کے بعد نکلتا ہے، یہ بھی نجس ہے، لیکن چونکہ اس سے بچنا مشکل ہے اس لئے اس کی طہارت میں قدرے تخفیف ہے چنانچہ آپ ﷺ نے ایسے شخص کے بارے میں فرمایا: (فلیغسل ذکرہ وأنثییہ ولیتوضأ وضوئه للصلاۃ)(۳) اسے چاہئے کہ اپنے عضو خاص اور فوطوں کو دھل لے اور نماز

(۱) احمد فی المسند ۹۷/۲ وابن ماجة کتاب الصید باب صید الحیتان والجراد ح(۳۲۱۸) ح(۳۳۱٤) والدارقطنی ح(٤٦٨٧)

(۲) مغنی لابن قدامہ ۲۳۳/۱ شیخ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فوطوں کا دھلنا مذی کے ساتھ خاص ہے، ودی کے لئے اس کا حکم نہیں ہے.

(۳) صحیح سنن ابوداود، کتاب الطہارۃ، باب فی المذی ح(۱۹۰۔۱۹۲) اصل حدیث بخاری ح(۲٦۹) اور مسلم ح(۳۰۳) میں ہے.

کی طرح وضو کرے.

اگر جسم پر کہیں مذی لگ گئی ہے تو اس جگہ کو بھی دھل لے البتہ اگر کپڑے پر لگی ہے، تو وہاں ایک چلو پانی لے کر چھینٹے مار لینا کافی ہے.()

سھل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے بہت زیادہ مذی آنے کی وجہ سے اکثر غسل کرنا پڑتا تھا، میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے اس کا ذکر کرتے ہوئے اس کے بارے میں سوال کیا، تو آپ نے فرمایا: تمہارے لئے تو صرف وضوء کافی ہے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ کپڑے پر جہاں مذی لگ گئی ہو اس کو کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (یكفيك أن تأخذ كفا من ماء فتنضح به ثوبك حيث ترى أنه قد أصاب منه)(۱) تمہیں اتنا ہی کافی ہے کہ پانی کا ایک جلو لے کر اپنے کپڑے پر اس جگہ چھینٹے مار دو جہاں تمہیں معلوم ہو کہ مذی لگ گئی ہے.

۷۔ منی

منی اس پانی کو کہتے ہیں جو قضائے شہوت کے وقت لذت کے ساتھ زور سے نکلتی ہے اور جس کے نکلنے پر غسل واجب ہو جاتا ہے.

صحیح قول کے مطابق منی پاک ہے (۲) البتہ اگر منی تر ہے تو اس کا دھونا اور اگر خشک ہو

---

(۱) حسن صحیح سنن ابوداؤد كتاب الطهارة باب في المذى ح(۲۱۰) ترمذی ح(۱۱۵) وابن ماجه ح(۵۰۶)

(۲) دیکھئے شرح النووي على صحيح مسلم ۳/۱۹۷-۱۹۹ اس کا فتویٰ ہمارے استاذ شیخ ابن باز رحمہ اللہ دیتے تھے

گئی ہے تو اس کا کھرچنا مستحب ہے.

عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک آدمی کو منی لگنے سے کپڑے کو دھوتے ہوئے دیکھا تو اس سے کہا: تمہارے لئے اتنا ہی کافی تھا اگر تم منی کو دیکھتے ہو تو اسے دھل لیتے اور اگر نہیں دیکھتے ہو تو، تو اس کے اردگرد پانی چھڑک لیتے، میں اللہ کے رسول ﷺ کے کپڑے سے منی کھرچ دیتی تھی، اور آپ اسی میں نماز پڑھتے تھے(۱).

ایک دوسری روایت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: (وانی لاحکہ من ثوب رسول الله ﷺ یابسا من ظفری)(۲) کہ میں خشک منی کو آپ ﷺ کے کپڑے سے کھرچ دیتی تھی. مزید آپ فرماتی ہیں کہ (ان رسول الله ﷺ کان یغسل المنی ثم یخرج الی الصلاۃ فی ذلك الثوب وأنا أنظر الی أثر الغسل فیه)(۳) اللہ کے رسول ﷺ منی کو کپڑے سے دھل دیتے تھے پھر اسی کپڑے میں نماز کے لئے نکلتے تھے اور میں دھونے کے نشانات آپ کے کپڑے میں دیکھتی تھی.

۸۔ جلالہ

نجس خور جانور کو جلالہ کہتے ہیں ایسے جانور کے گوشت اور دودھ کی طہارت اور

(۱) مسلم کتاب الطهارة باب حکم المنی ح(۲۸۸)

(۲) مسلم کتاب الطهارة باب حکم المنی ح(۲۹۰)

(۳) مسلم کتاب الطهارة باب حکم المنی ح(۲۸۹)

حلال ہونے کے لئے ضروری ہے، کہ انہیں اتنے دنوں تک باہر جانے سے روکے رکھا جائے جتنے دنوں میں ان کی طہارت کا یقین ہو جائے.(بایں طور کہ اس سے نجاست اور بدبو زائل ہو جائے).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ(نهى رسول الله ﷺ عن لحوم الجلالة وألبانها)(۱) اللہ کے رسول ﷺ نے نجس خور جانور کا دودھ پینے اور اس کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے.

چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب نجس خور جانور کا گوشت کھانا چاہتے تھے تو اسے تین دن تک قید رکھتے تھے پھر اس کا گوشت کھاتے.(۲)

نیز عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ(نهى عن الجلالة في الابل أن يركب عليها أو يشرب من ألبانها)(۳) اللہ کے رسول ﷺ نے نجس خور اونٹ پر سواری اور اس کا دودھ پینے سے منع فرمایا ہے.

(یاد رہے یہاں نجس خور جانور سے مراد وہ جانور ہیں جن کا گوشت اصلا کھایا جاتا ہے لیکن نجاست خوری کی وجہ سے انہیں جلالہ کہا گیا ہے جیسے اونٹ یا مرغی وغیرہ، رہے وہ جانور جن کا گوشت اصلا کھایا نہیں جاتا ہے تو وہ مراد نہیں ہیں).

---

(۱) صحیح سنن ابو داؤد، کتاب الأطعمة ح(۳۷۸۵) ترمذی ح(۱۸۲٤) ابن ماجہ ح(۳۱۸۹)

(۲) مصنف ابن ابی شیبہ، جس کا لفظ اس طرح ہے (أنه كان يحبس الدجاجة الجلالة ثلاثا) کہ وہ جلالہ مرغی کو تین دن تک روکتے تھے (پھر کھاتے تھے) دیکھئے ارواء الغلیل ح(۲۵۰۵)

(۳) حسن صحیح سنن ابو داؤد، کتاب الأطعمة ح(۳۷۸۷)

۹۔ چوہیا

اگر چوہیا گھی میں گر جائے خواہ گھی سائل ہو یا جامد تو چوہیا کو اور اس کے ارد گرد گھی کو نکال کر پھینکنے کے بعد باقی گھی کو کھایا جا سکتا ہے، بشرطیکہ گھی کے اوصاف ثلاثہ ، رنگ ، بو، مزہ میں سے کوئی وصف نہ بدلا ہو، اور اگر بدل گیا ہے تو پوری گھی کو پھینکنا پڑے گا ، میمونہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں : کہ اللہ کے رسول ﷺ سے گھی میں گری ہوئی چوہیا کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: (ألقوها وما حولها فاطرحوه وكلوا سمنكم)(۱) چوہیا کو اور اس کے ارد گرد گھی کو نکال کر پھینک دو اور اپنا گھی کھالو.

بہر حال اگر گھی جمی ہوئی نہیں ہے تو اس کا حکم پانی کا حکم ہے چوہیا کے گرنے سے اگر اس کے اوصاف ثلاثہ، رنگ، بو، مزہ میں سے کوئی وصف بدل جاتا ہے، تو وہ نجس ہے، اور اگر نہیں بدلتا ہے تو وہ پاک ہے اس کا استعمال کرنا جائز ہے.(۲)

۱۰۔ غیر ماکول اللحم کا پیشاب وگوبر

جن جانوروں کا گوشت نہیں کھایا جاتا ہے ان کا پیشاب اور گوبر نجس ہے

جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (نهى رسول الله ﷺ أن

---

(۱) بخاری: كتاب الوضوء باب ما يقع من النجاسات في السمن والماء ح (۲۳۵)

(۲) دیکھئے فتاوی ابن تیمیہ ۲۱/ ۱۹۔ اسی قول کو شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے بھی بلوغ المرام کی شرح میں راجح قرار دیا ہے

یتمسح بعظم أو ببعر)(۱) اللہ کے رسول ﷺ نے ہڈی اور لید سے استنجاء کرنے سے منع فرمایا ہے.

اسی طرح آپ ﷺ کے پاس جب لید استنجاء کرنے کے لئے لائی گئی تو آپ ﷺ نے اسے پھینک دیا اور فرمایا: یہ نجس ہے.

البتہ وہ جانور جن کا گوشت کھایا جاتا ہے، تو ان کا پیشاب اور گوبر دونوں پاک ہے کیونکہ آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کو اونٹ کا پیشاب پینے کا حکم دیا تھا (۳) (اگر نجس ہوتا تو آپ انہیں پینے کا حکم نہ دیتے)

اسی طرح مسجد نبوی کی تعمیر سے پہلے آپ ﷺ بکریوں کے باڑ میں نماز پڑھ لیتے تھے جو ان کے پیشاب اور مینگنیوں سے خالی نہیں ہوتا ہے. (۴)

۱۱۔ دوران نماز کپڑے پر گندگی ہونے کا علم

دوران نماز اگر کپڑے، یا بدن، یا جائے نماز پر گندگی ہونے کا علم ہوتا ہے، تو ایسی صورت میں نمازی کو کیا کرنا چاہئے اس میں تفصیل ہے:

۱۔ دوران نماز اگر گندگی ہونے کا علم ہو اور بلا کشف شرمگاہ اس کے ازالہ کا امکان ہو تو گندگی زائل کر کے نماز جاری رکھے اس کی نماز صحیح ہے .

---

(۱) مسلم کتاب الطهارة باب الاستطابة ح (۲٦۲).

(۲) بخاری کتاب الوضوء باب لا يستنجى بروث ح (۱٥٦).

(۳) بخاری کتاب الوضوء باب ابوال الابل والدواب .... ح (۲۳۳) مسلم ح (۱٦٧۱).

(٤) بخاری کتاب الوضوء باب ابوال الابل والدواب .... ح (۲۳٤) مسلم ح (٥۲٤).

۲ر اگر دوران نماز گندگی کے زائل کرنے سے کشف شرمگاہ کا امکان ہو تو نماز توڑ دے اور گندگی زائل کر کے دوبارہ از سر نو نماز پڑھے.

۳ر اگر نماز سے فراغت کے بعد گندگی ہونے کا علم ہو تو اس کی نماز صحیح ہے، دوبارہ نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے.

مذکورہ تفصیل کی دلیل ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس میں ہے کہ ایک دن آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو نماز پڑھائی، دوران نماز آپ نے اپنی جوتیاں نکال کر بائیں طرف رکھ لیں، صحابہ کرام نے جب آپ کو جوتیاں نکالتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے بھی اپنی جوتیاں نکال دیں، نماز سے جب آپ ﷺ فارغ ہوئے، تو آپ ﷺ نے ان سے دریافت کیا کہ تم لوگوں نے اپنی جوتیاں کیوں اتارں دیں؟، انہوں نے کہا ہم نے دیکھا کہ آپ نے اپنی جوتیاں اتار دی ہیں، تو ہم نے بھی اتار دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: واقعہ یہ ہے کہ جبریل میرے پاس آئے تھے، انہوں نے مجھے خبر دی کہ تمہارے جوتیوں میں نجاست لگی ہے (تو میں نے انہیں نکال دیں)، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مسجد آئے، تو پہلے اپنی جوتیوں کو دیکھ لے، اگر ان میں کوئی نجاست لگی ہے، تو اسے زمین پر رگڑ دے پھر ان میں نماز پڑھے.(۱)

(۱) صحیح مسند امام احمد ۳/ ۹۲۰۲۰ صحیح سنن ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ فی النعل ح(۴٦٨)

یہ تفصیل تو ازالہ نجاست کے متعلق تھی، لیکن اگر کسی کو دوران نماز یا نماز سے فراغت کے بعد یاد آئے کہ اس نے بلا وضوء نماز پڑھی ہے، یا جنابت لاحق تھی اور غسل نہیں کیا ہے، تو ہر دو حالت میں اس کی نماز شروع ہی سے باطل ہے، اسے وضوء یا غسل جس کی بھی ضرورت ہو اس سے فارغ ہو کر دوبارہ نماز پڑھنی چاہئے، کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے (لا تقبل صلاۃ بغیر طہور) (۱) بغیر طہارت کے نماز نہیں ہوتی ہے.

۱۲۔ شراب

جمہور علماء کے نزدیک شراب نجس ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہر طرح کی بہنے والی نشیلی چیز نجس ہے، کیونکہ اللہ رب العالمین نے قرآن مجید میں شراب کو (رجس) کہا ہے اور (رجس) کا معنی نجاست کے ہوتا ہے، جس سے بچنا ضروری ہے، اور وہ چیز جس سے مطلقا بچنے کا حکم دیا جائے وہ چھونے اور پینے وغیرہ سب کو عام ہوتا ہے، اسی طرح آپ ﷺ نے اسے اونڈیلنے کا حکم دیا ہے، اور ان شراب پر لعنت بھیجی ہے (۲) (مذکورہ چیزیں شراب کے نجس ہونے کی دلیل ہے).

شیخ شنقیطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ دلائل کی بنا پر جمہور علماء کے نزدیک

مسلم: کتاب الطهارة باب وجوب الطهارة للصلاة ح(۲۲٤)

شرح العمدة فی الفقه لشیخ الاسلام ابن تیمیه ص(۱۰۹)

(٤) بخاری

شراب نجس عین ہے، لیکن جیسا کہ قرطبی نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ جمہور علماء کے خلاف ربیعہ، لیث، مزنی رحمہم اللہ اور چند متاخرین بغدادی علماء شراب کی طہارت کے قائل ہیں، ان کا استدلال ہے کہ آیت کریمہ (۱) میں شراب کے ساتھ مذکور دیگر اشیاء: جوا، تھان، اور فال نکالنے کے پانسے گوکہ ان کا استعمال حرام ہے لیکن نجس عین نہیں ہیں. (اس لئے شراب بھی نجس نہیں ہے).

جمہور ان کے استدلال کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ: لفظ (رجس) مذکورہ تمام چیزوں کے نجس عین ہونے پر دلالت کرتا ہے، اب جسے اجماع یا نص شرعی اس حکم سے خارج کردے وہ خارج ہوجائے گا، اور جسے نہ خارج کرے اس پر نجاست کا حکم باقی رہے گا، کیونکہ جیسا کہ اصول فقہ میں یہ قاعدہ ہے کہ عام کے چند افراد کو اگر کسی مخصص کی بنیاد پر خارج کردیا جائے، تو عام کا حکم باقی افراد سے ساقط نہیں ہوتا ہے.

بنابریں آج کل کلونیا نامی نشہ آور عطر جو کافی رواج پذیر ہے، نشہ آور ہونے کیوجہ سے نجس ہے، اسے استعمال کرکے نماز پڑھنی جائز نہیں ہے، ہماری اس بات کی تائید اللہ کے اس قول (فاجتنبوہ) سے بھی ہوتی ہے، کیونکہ اس میں مطلق بچنے کا حکم دیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شراب اور مذکورہ اشیاء سے کسی طرح کا فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں ہے.

---

(۱) یاأیہا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون) سورہ مائدہ۔ ۹۰

بہر حال کسی انصاف پسند حق کے متلاشی کے لئے یہ زیب نہیں دیتا ہے کہ، مذکورہ عطر کے نشہ آور ہونے کے باوجود اسے استعمال کرے، اس کی خوشبو سے لطف اندوز ہو اور اسے پسند کرے، جب کہ اللہ تعالی نے صراحت کے ساتھ قرآن میں کہا ہے کہ (فانہ رجس) وہ نجس ہے.

اسی قول کی تائید اللہ کے رسول ﷺ کے شراب کے حرام ہونے کے بعد اسے اونڈیل دینے کے فرمان سے بھی ہوتا ہے، کیونکہ اگر شراب میں پینے کے علاوہ کوئی اور منفعت ہوتی تو آپ ﷺ اسے ضرور بیان فرمادیتے اونڈیلنے کا حکم نہ دیتے، جیسا کہ آپ ﷺ مردار کے چمڑے سے استفادہ کرنے کا حکم دیا ہے.(۱)

۱۳۔سونا اور چاندی کے علاوہ ہر طرح کا برتن مباح ہے

ہر طرح کا برتن استعمال کرنا مباح اور جائز ہے(۲) سوائے ان برتنوں کے جن

---

(۱) معمولی تصرف کے ساتھ دیکھئے اضواء البیان فی ایضاح القرآن بالقرآن ۲/۱۲۹ نیز دیکھئے شرح ممتع ۱/۲۶۳ جس میں شیخ ابن عثیمین نے شراب کے عدم نجاست کو راجح قرار دیا ہے، لیکن شیخ ابن باز نے جمہور کے قول کی تائید کرتے ہوئے شراب کی نجاست کو راجح قرار دیا ہے، اور شیخ کے نزدیک برائے خوشبو بھی نشہ آور چیز کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس طرح سے شراب استعمال کرنے، اس کی خرید وفروخت اور اس کے پینے کی راہ ہموار ہوتی ہے.

(۲) حتی کہ کافروں کا برتن بھی استعمال کرنا جائز ہے، خواہ وہ اہل کتاب ہوں یا غیر اہل کتاب ہوں، کیونکہ اللہ نے ہمارے لئے اہل کتاب کا ذبیحہ حلال کیا ہے، اسی طرح آپ ﷺ نے خیبر میں زہریلی بکری کو کھایا جسے ایک یہودی عورت نے آپ کو ھدیہ کیا تھا، اور مشرک عورت کے مشکیزہ سے پانی استعمال کیا ہے، یہ مذکورہ حدیثیں اس بات کی دلیل ہیں کہ کافروں کا برتن ہمارے لئے استعمال کرنا جائز ہے، رہی بخاری کی ح (۵۴۹۶) اور مسلم ح (۱۹۳۰) میں ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث (لا تأکلوا فیھا الا أن لا تجدوا غیرھا فاغسلوھا وکلوا فیھا) (اہل کتاب کے برتنوں میں نہ کھاؤ، البتہ اگر ان برتنوں کے (بقیہ اگلے صفحہ

کی حرمت دلیل سے ثابت ہے جیسے سونا چاندی کا برتن یا وہ برتن جن میں سونا چاندی (زیادہ مقدار میں) لگا ہو، البتہ اگر کسی برتن میں ٹوٹ جانے کی وجہ سے اسکی درستگی کے لئے تھوڑا چاندی کا تار لگا ہو تو اس کے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے (۱)

جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (لا تشربوا فی آنیة الذهب والفضة ولا تأكلوا فی صحافهما فانها لهم فی الدنیا ولكم فی الآخرة)(۲) سونا چاندی کے برتنوں میں نہ پیا کرو اور ان کے پلیٹوں میں کھاؤ، دنیا میں یہ کافروں کے لئے ہے اور آخرت میں صرف تمہارے لئے ہے۔

۱۴۔ خلاصہ

بنیادی طور پر ہر چیز پاک اور مباح ہے، اور شک سے یقین زائل نہیں ہوتا ہے، بنا بریں اگر پانی یا کپڑا یا جگہ کے نجس ہونے کے بارے میں شک ہو تو اسے پاک مانا جائے گا، اسی طرح اگر کسی چیز کے پاک ہونے کا یقین ہو پھر اسے نجاست کے لاحق ہونے کا شک ہو تو یقین پر عمل کیا جائے گا، اسی طرح اگر کسی چیز کے نجس

(اگلے صفحہ کا بقیہ) علاوہ کوئی برتن نہ پاؤ تو اسے دھل لو پھر اس میں کھاؤ، تو اس حدیث کے بارے ہمارے شیخ ابن باز رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ اس حدیث میں دھونے کا حکم استحبابی حکم ہے، البتہ اگر مسلمان کو برتن میں شراب یا خنزیر کے گوشت کے اثرات دیکھے تو ایسی صورت میں دھونا واجب ہے، شرح ممتع ۱/۶۹

(۱) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کا پیالہ ٹوٹ گیا تو آپ نے شگاف کی جگہ پر چاندی کا تار لگالیا، دیکھئے بخاری، کتاب فرض الخمس، باب ما ذكر من درع النبی ﷺ ح(۳۱۰۹)

(۲) بخاری، کتاب الأطعمة، باب الأكل فی اناء مفضض ح(۵۴۲۶) ومسلم ح(۲۰۶۷)

ہونے کا یقین ہو پھر اس کے پاک ہونے کا شک ہو تو یقین پر عمل کرتے ہوئے اسے نجس سمجھا جائے گا، اسی طرح اگر حدث کے لاحق ہونے کا یقین ہو، اور اس سے طہارت کے بارے میں شک ہو تو یقین پر عمل کرتے ہوئے دوبارہ طہارت حاصل کرنی ضروری ہے.

اسی طرح اگر نماز کی رکعت یا بیت اللہ شریف کے طواف یا بیوی کو طلاق کی تعداد میں شک ہو تو یقین یعنی کم والی تعداد پر عمل کیا جائے گا.

بہر حال یہ اسلام کا یہ بہت عظیم اصول ہے، (کہ معلوم حالت پر عمل کیا جائے اور شک کو ترک کر دیا جائے)

یہی وجہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جسے دوران نماز کچھ نکلنے کا خیال ہوتا تھا (لا ینصرف حتی یسمع صوتا أو یجد ریحا) وہ نماز سے باہر نہ نکلے تا آنکہ آواز سن لے یا بدبو محسوس کر لے. (یعنی اسے ہوا کے خارج ہونے کا یقین ہو جائے) (۱)

---

(۱) بخاری، کتاب الوضوء، باب من لا یتوضأ من الشك حتی یستیقن ح(۱۳۷) ومسلم ح (۳۶۱)

تیسری فصل فطرت کی سنتیں

- اکثر علماء کرام کا کہنا ہے کہ فطرت کی سنتوں سے مراد انبیاء کرام کے طریقے اوران کی سنتیں ہیں.
- ان طریقوں میں سے کچھ واجب ہیں، اور کچھ مستحب، اور جو دونوں طرح کی سنتوں کو ایک ہی حدیث میں ذکر کیا گیا ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے(۱) (یعنی اس سے ان کے احکام میں یکسانیت لازم نہیں آتی ہے).
- ان سنتوں میں سے چند سنتیں ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں:.
- ختنہ: مرد کے عضوتناسل کے سپاری کوڈھانپے ہوئے چمڑے کو کاٹنا بایں طور کہ سپاری کھل جائے ، اورعورتوں کی شرمگاہ میں مدخل ذکر کے بالائی حصہ میں گھٹلی کے مانند بڑھے ہوئے گوشت کو جو مرغے کی کلغی کے مشابہ ہوتا ہے، کے کاٹنے کو ختنہ کہا جاتا ہے.

عورتوں کے ختنہ میں مستحب ہے کہ پورے گوشت کو نہ کاٹا جائے کیونکہ عورتوں کے ختنہ کا مقصد تقلیل شہوت ہے، جومعمولی حصہ کو کاٹنے سے بھی حاصل ہو جاتا ہے(۲)، آپ ﷺ نے مدینہ کی ایک ختنہ کرنے والی عورت سے فرمایا:(اذا خفضت

---

(۱)دیکھئے شرح نووی علی صحیح مسلم ۱۴۸/۳

(۲)دیکھئے شرح نووی علی صحیح مسلم ۱۴۸/۳

فأشمی ولا تنهکی فانه أسری للوجه وأحظی عند الزوج)(۱) جب تم ختنہ کرو تو تھوڑا کاٹو، زیادہ نہ کاٹو، ایسا کرنا چہرے کی تروتازگی، اور شوہر سے زیادہ لذت کا باعث ہے.

علماء کرام کے صحیح قول کے مطابق مردوں کے لئے ختنہ کرنا واجب ہے، اور عورتوں کے لئے مستحب (۲)

ابراہیم علیہ السلام نے (۸۰) سال کی عمر میں کلہاڑی سے اپنا ختنہ کیا تھا.(۳)

اسی طرح آپ ﷺ نے ایک صحابی کے اسلام قبول کرنے بعد ان سے فرمایا: (الق عنك شعر الكفر واختتن) کفر کا بال نکال دو اور ختنہ کرو.

۲۔ زیر ناف بال مونڈنا.

۳۔ بغل کے بال اکھاڑنا.

۴۔ ناخن تراشنا.

۵۔ مونچھ کترنا، اور یہ واجب ہے (۴).

مذکورہ پانچوں چیزوں کی دلیل ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے جس

(۱) تاریخ الخطیب البغدادی ۵/۳۲۷۔۳۲۸ والطبرانی فی الاوسط، اور لفظ طبرانی کے ہیں شیخ البانی رحمہ اللہ نے حدیث کے مختلف سندوں کو جمع کرنے کے بعد حدیث کو صحیح کہا ہے دیکھئے سلسلہ صحیحہ ۲/۳۵۷.

(۲) دیکھئے مغنی لابن قدامہ ۱/۱۱۵ اور شرح ممتع ۱/۱۳۳.

(۳) بخاری کتاب أحادیث الأنبیاء باب (واتخذ الله ابراهيم خليلا) ح (۳۳۵۶) ومسلم ح (۲۳۷۰).

(۴) جیسا کہ زید بن ارقم کی حدیث میں آگے آرہا ہے.

میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (الفطرۃ خمس أو خمس من الفطرۃ، الختان والاستحداد، ونتف الابط وتقليم الأظافر وقص الشارب)(۱) فطری پانچ چیزیں ہیں (یا آپ ﷺ نے فرمایا) پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں: ختنہ کرنا، موئے زیر ناف صاف کرنا، بغل کے بال اکھاڑنا، ناخن تراشنا، اور مونچھ کترنا.

مذکورہ چیزوں کو چالیس دنوں سے زیادہ نہیں ترک کرنا چاہئے.

انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: ہمارے لئے، مونچھ کترنے، ناخن تراشنے، بغل کے بال اکھاڑنے، مَوئے زیر ناف صاف کرنے میں چالیس دن مقرر کردیا گیا ہے کہ ہم انہیں ان سے زیادہ نہ ترک کریں.(۲)

٦۔ داڑھی بڑھانا

مندرجہ ذیل دلائل کی روشنی میں داڑھی بڑھانا واجب ہے

ا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا (خالفوا المشركين، وفروا اللحى وأحفوا الشوارب)(۳) مشرکوں کی مخالفت کرو داڑھی بڑھاؤ اور مونچھ کترنے میں مبالغہ کرو!

---

(۱) بخاری کتاب اللباس، باب قص الشارب ح (۵۸۸۹) ومسلم ح (۲۵۷)

(۲) مسلم کتاب الطھارۃ باب خصال الفطرۃ ح (۲۶۸)

(۳) بخاری کتاب اللباس، باب تقلیم الأظافر ح (۵۸۹۲)

ب۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (جزوا الشوارب وأرخوا اللحى خالفوا المجوس)(۱) مونچھوں کو کاٹو اور داڑھی کو بڑھاؤ، مجوس کی مخالفت کرو!

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (أنهكوا الشوارب وأعفوا اللحى)(۲) مونچھوں کو کترنے میں مبالغہ کرو! اور داڑھی کو بڑھاؤ.

جو لوگ مونچھ نہیں کاٹتے ہیں ان کے بارے میں سخت وعید ہے، زید بن اُرقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (من لم يأخذ شاربه فليس منا)(۳) جو اپنی مونچھ کو نہ کاٹے وہ ہم میں سے نہیں ہے

۷۔مسواک کرنا

مسواک کرنا ویسے ہمہ وقت مستحب ہے، جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:: (السواك مطهرة للفم ومرضاة للرب)(۴) مسواک منہ کی صفائی اور رب کی خوشنودی کا سبب ہے.

لیکن مندرجہ ذیل اُوقات میں زیادہ مستحب ہے:

---

(۱) مسلم کتاب الطهارة باب خصال الفطرة ح (۲۶۰)

(۲) بخاری، کتاب اللباس، باب اعفاء اللحیۃ ح (۵۸۹۳) ومسلم ح (۲۵۹) الفاظ صحیح بخاری کے ہیں.

(۳) صحیح ،صحیح سنن نسائی کتاب الطهارة باب قص الشارب ح (۱۳) وترمذی ح (۲۷۶۱)

۱۔ نیند سے بیدار ہونے کے بعد

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (کان النبی ﷺ اذا قام من اللیل یشوص فاہ بالسواک)(۱) اللہ کے رسول ﷺ جب رات کو بیدار ہوتے تھے تو اپنا منہ مسواک سے صاف کرتے تھے.

۲۔ ہر وضو کے وقت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (لولا أن أشق علی امتی لأمرتھم بالسواک عند کل وضوء)(۲) اگر میری امت پر دشوار نہ ہوتا تو میں انہیں ہر وضوء کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا

۳۔ ہر نماز کے وقت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (لولا أن أشق علی امتی لأمرتھم بالسواک عند کل صلاۃ)(۳) اگر میری امت پر دشوار نہ ہوتا تو انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا.

۴۔ گھر میں داخل ہونے کے وقت

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ (أن النبی ﷺ کان اذا دخل

(۱) بخاری کتاب الوضوء باب السواک ح (۲٤٥) ومسلم ح (۲٥٥)

(۲) بخاری نے کتاب الصیام، باب السواک الرطب ... میں اس حدیث کو معلق صیغہ جزم کے ساتھ روایت کیا ہے، اور ابن حزم وغیرہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے

(۳) بخاری کتاب الجمعۃ باب السواک یوم الجمعۃ ح (۸۸۷) ومسلم ح (۲٥۲)

بيته بدأ بالسواك)(۱) اللہ کے رسول ﷺ جب اپنے گھر میں تشریف لاتے تھے تو مسواک کرتے تھے.

۵۔ دانت اور منہ کی صفائی کی ضرورت کے وقت

منہ میں بدبو پیدا ہو جائے یا منہ بدمزہ ہو جائے یا دانت کھانے پینے سے زرد ہو جائے تو مسواک کرنا مستحب ہے (۲) کیونکہ مسواک کی مشروعیت حقیقت میں منہ کی صفائی اور پاکی کے لئے کی گئی ہے، لہذا جب منہ میں بدبو پیدا ہو جائے، تو اس کا صاف کرنا نیند سے بیدار ہونے کے بعد مسواک کرنے سے زیادہ ضروری ہے. (۳)

٦۔ تلاوت قرآن مجید کے وقت

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: بندہ جب مسواک کرتا ہے پھر نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے، تو فرشتہ اس کے پیچھے کھڑا ہو جاتا ہے، اس کی قرءات سنتا ہے، اور اس آدمی سے قریب ہوتا چلا جاتا ہے، یہاں تک کہ پڑھنے والے کے منہ پر اپنا منہ رکھ دیتا ہے، اس کے بعد جو کچھ اس کے منہ سے قراءت کی آواز نکلتی ہے، وہ فرشتہ کے پیٹ میں چلی جاتی ہے، لہذا تم تلاوت قرآن کے لئے اپنے منہ کو صاف کر لیا کرو. (۳)

---

(۱) مسلم کتاب الطهارة باب السواك ح (۲۵۳)

(۲) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے مسواک کی اہمیت کے بارے سنا تو میں اس وقت سے سونے سے پہلے سونے کے بعد، کھانے کے پہلے اور کھانے کے بعد مسواک کرنے لگا.

(۳) حسن، صحیح الترغیب والترهیب ۹۱/۱

۷۔ مسجد کے لئے گھر سے نکلنے سے پہلے

زید بن خالد الجھنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (ما كان رسول الله ﷺ يخرج من بيته لشيء من الصلاة حتى يستاك)(۱) اللہ کے رسول ﷺ جب بھی کسی نماز کے لئے گھر سے نکلتے تھے، تو پہلے مسواک کر لیتے تھے

زبان کا مسواک کرنا مستحب ہے، ابو موسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آیا تو آپ کو دیکھا کہ (يستاك على لسانه)(۲) آپ اپنی زبان پر مسواک کرتے تھے. اسی طرح مستحب ہے کہ داہنی طرف سے مسواک شروع کیا جائے، جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے (أن النبي ﷺ كان يعجبه التيمن فى تنعله وترجله وطهوره وفى شأنه كله)(۳) کہ اللہ کے رسول ﷺ جوتی پہنے، کنگھی کرنے، وضوء کرنے، اور دیگر تمام امور میں داہنی طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے.

اسی طرح مستحب ہے کہ بائیں ہاتھ سے مسواک کیا جائے، کیونکہ مسواک کرنا گندگی صاف کرنے کے قبیل سے ہے لہذا استنجاء کی طرح اسے بھی بائیں ہاتھ سے کرنا چاہئے (۴)

---

(۱) حسن، صحیح الترغیب والترھیب ۹۰/۱.

(۲) بخاری، کتاب الطھارۃ، باب السواک ح (۲۴۴) ومسلم ح (۲۵۴).

(۳) بخاری، کتاب الوضوء، باب التیمن فی الوضوء ح (۱۶۸) ومسلم ح (۲۶۸).

(۴) شرح العمدۃ فی الفقہ ص (۲۲۴). شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ افضل ہے کہ بائیں ہاتھ سے مسواک کیا جائے، جیسا کہ امام احمد سے ابن منصور کوسج نے روایت کیا ہے، اور کسی امام نے ان کی مخالفت نہیں کی ہے دیکھئے فتاوی ۱۰۹/۲۱ .

۸۔ براجم کا دھلنا:

براجم سے مراد انگلیوں کے جوڑ کی پشت کی گرہیں ہیں (۱)، اور کچھ علماء نے کہا ہے کہ براجم سے مراد جوڑ اور گرہیں دونوں ہیں (چونکہ یہاں میل اور گندگی اکٹھا ہو جاتی ہے اس لئے ان کا دھلنا فطری سنت ہے) اس طرح اسی حکم میں جسم کے وہ سارے اعضاء شامل ہیں جہاں جہاں گندگی اکٹھا ہو جاتی ہے، جیسے کان وغیرہ کی سلوٹیں. (۲)

۹۔ ناک میں پانی ڈال کر صاف کرنا

آگے اس کی تفصیل ان شاء اللہ آرہی ہے.

۱۰۔ استنجاء کرنا یا وضوء کے بعد شرمگاہ پر چھینٹے مارنا.

اس کی بھی تفصیل آگے ان شاء اللہ آرہی ہے.

مذکورہ ساری فطری سنتوں کی دلیل عائشہ رضی اللہ عنھا سے مروی یہ حدیث ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: دس چیزیں پیدائشی سنت ہیں: مونچھ کترنا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، بغرض صفائی ناک میں پانی ڈالنا، ناخن تراشنا، انگلیوں کے جوڑ کی پشت کی گرہوں کو دھلنا، بغل کے بال اکھاڑنا، زیر ناف بال کا صاف کرنا، استنجاء کرنا (۳)

---

(۱) دیکھئے فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ ۲۱/۳۳۸

(۲) دیکھئے شرح النووی ۳/۱۵۰

(۳) مسلم، کتاب الطہارۃ، باب خصال الفطرۃ ح (۲۶۱)

مصعب (راوی حدیث) دسواں بھول گئے لیکن وہ کہتے ہیں کہ ممکن ہے کہ وہ کلی کرنا ہو، قاضی عیاض کہتے ہیں کہ شاید دسواں ختنہ کرنا ہو جیسا کہ دوسری حدیث میں پانچ سنن فطرت کے ساتھ اس کا ذکر کیا گیا ہے، اور یہی زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے.(۱)

سنن فطرت کی دو طرح ہیں: قلبی اور عملی

قلبی فطرت: اس سے مراد اللہ کی معرفت اس کی محبت اور اس کی محبت کو دوسروں پر ترجیح دینا ہے.

عملی فطرت: اس سے مراد یہی مذکورہ سنن فطرت اور ان کے ہم معنی دیگر اعمال ہیں قلبی فطرت سے نفس روح اور دل کی صفائی ہوتی ہے، جبکہ عملی فطرت سے جسم کی صفائی ہوتی ہے، اور ان میں سے ہر ایک کی دوسرے سے نشو ونما ہوتی ہے.(۱)

---

(۱) دیکھئے شرح النووی ۳/۱۵۰، ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری کے اندر فرماتے ہیں کہ فطرت کی تقریباً تمیں سنتیں ہیں. ۱۰/۳۳۷

(۲) تحفۃ المودود بأحکام المولود لابن القیم ص ۹۹-۱۰۰

چوتھی فصل — قضائے حاجت کے آداب

قضائے حاجت کے لئے کچھ آداب ہیں، جن میں سے چند واجب ہیں اور چند مستحب، جن کی تفصیل درج ذیل ہے.

ا۔ قضائے حاجت کے وقت اللہ کی ذکر والی کوئی چیز اپنے پاس نہ رکھے

البتہ اگر گم ہونے کا اندیشہ ہو تو اپنے پاس (کپڑے میں چھپا کر) رکھ سکتا ہے.

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (كان رسول الله اذا دخل الخلاء وضع خاتمه)(۱) اللہ کے رسول ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تھے، تو اپنی انگوٹھی اتار دیتے تھے.

کیونکہ آپ ﷺ کی انگوٹھی پر (محمد رسول الله) کا نقش تھا.

۲۔ قضائے حاجت کے وقت لوگوں کی نظروں سے دور کسی با پردہ جگہ کی تلاش کرے. تاکہ قضائے حاجت کے وقت ہونے والی آواز اور، بو، دوسروں تک نہ پہونچے، اور نہ ہی اس کی شرمگاہ پر کسی کی نظر پڑے .

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ (كان اذا أراد البراز انطلق حتى لا يراه احد)(۲) جب قضائے حاجت کا ارادہ کرتے، تو اتنا دور

(۱) سنن ابی داؤد، کتاب الطہارۃ، باب الخاتم یکون فیہ ذکر اللہ تعالی یدخل بہ الخلاء ح (۱۹) وترمذی ح (۱۷۴۶) النسائی ح (۵۲۱۰)
(۲) صحیح، صحیح سنن ابی داؤد، کتاب الطہارۃ، باب تخلی عند قضاء الحاجۃ ح (۲)

چلے جاتے کہ کوئی آپ کو نہ دیکھ سکتا.

۳۔قضائے حاجت کی دعا پڑھے،اور حمام میں بایاں قدم پہلے رکھے!

بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت،اور اگر میدان میں قضائے حاجت کا ارادہ ہے تو کپڑا سمیٹنے سے پہلے یہ دعاء پڑھے (بسم الله (۱) اللهم انی اعوذبك من الخبث والخبائث)(۲) اے اللہ میں خبیث جنوں اور خبیث چڑیلوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں، پھر بایاں قدم آگے بڑھاتا ہو بیت الخلاء میں داخل ہو.

۴۔اگر میدان میں قضائے حاجت کا ارادہ ہے تو زمین سے قریب ہونے سے پہلے کپڑا نہ سمیٹنے، تاکہ بے ستر نہ ہونے پائے جیسا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ (کان اذا أراد حاجة لا یرفع ثوبه حتی یدنو من الأرض)(۳) جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو زمین سے قریب ہونے سے پہلے اپنا کپڑا نہیں سمیٹتے تھے.

۵۔قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف رخ یا پشت نہ کرے

---

(۱) لفظ بسم اللہ کا اضافہ ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں فرماتے ہیں: اس کا اضافہ عمری نے کیا ہے اور اس کی سند مسلم کی شرط پر ہے ویسے لفظ بسم اللہ دوسری اور روایتوں سے بھی ثابت ہے: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (جنوں کی نگاہوں سے آدمی کے شرمگاہ کا پردہ بسم اللہ ہے) ترمذی ح (٦٠٦) شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے دیکھئے ارواء الغلیل ۱/۸۸۔۸۹

(۲) بخاری، کتاب الوضوء، باب مایقول عند الخلاء ح (۱۴۲) مسلم ح (۳۷۵)

(۳) صحیح، صحیح سنن ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب کیفیۃ التکشف عند الحاجۃ ح (۱۴) ترمذی ح (۱۴)

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

:(اذا أتيتم الغائط فلا تستقبلوا القبلة ولا تستدبروها ببول ولا غائط ولكن شرقوا أو غربوا)(۱) قضائے حاجت کے وقت قبلہ رخ مت بیٹھو اور نہ ہی اس کی طرف پشت کرو بلکہ مشرق یا مغرب کی طرف پھر جاؤ، ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم شام آئے تو ہم نے ایسے بیت الخلاء دیکھے جو کعبہ کی طرف بنے ہوئے تھے، تو ہم کعبہ کی طرف سے پھر جاتے اور اللہ سے استغفار کرتے.(۲)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دن میں اپنی بہن حفصہ کے گھر (کی چھت) پر چڑھا تو دیکھا اللہ کے رسول ﷺ شام کی طرف رخ کرکے اور کعبہ کی طرف پشت کرکے قضائے حاجت کر رہے ہیں.(۳)

سابقہ دونوں حدیثوں میں بظاہر تعارض نظر آتا ہے، یہی وجہ ہے علماء کرام کے درمیان قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف رخ یا پشت کرنے یا نہ کرنے میں اختلاف ہے، چنانچہ ایک جماعت کا کہنا ہے کہ چونکہ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث عام ہے جو ہر جگہ مطلقا قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف رخ یا پشت

(۱) یہ حکم اہل مدینہ یا جو مدینہ سے شمال یا جنوب میں ہیں، ان کے لئے ہے، رہے جو لوگ مشرق یا مغرب میں ہیں انہیں قضائے حاجت کے وقت شمال یا جنوب کی طرف رخ کرنا چاہئے.

(۲) بخاری کتاب الصلاۃ باب قبلۃ اہل المدینۃ واہل الشام والمشرق ح (۳۹۴) مسلم ح (۲۶۴).

(۳) بخاری کتاب الوضوء باب التبرز فی البیوت ح (۱۴۸) ومسلم ح (۲۶۶).

کرنے کی حرمت پر دلالت کرتی ہے، اس لئے خواہ عمارت ہو یا میدان ہر جگہ قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف رخ یا پشت کرنا مطلقا حرام ہے.(۱)

دوسری جماعت کا کہنا ہے کہ قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف رخ یا پشت کرنا صرف میدان میں حرام ہے، (عمارت میں جائز ہے) جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے، کیونکہ یہ اصولی قاعدہ ہے کہ آپ ﷺ جب امت کو کسی چیز سے منع کریں، پھر اس کے برخلاف خود کریں، تو ایسی صورت میں نہی حرمت کے لئے نہیں بلکہ کراہت کے لئے ہوتی ہے، دوسری بات ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث عام ہے، اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث خاص ہے، اور قاعدہ ہے کہ خاص کو عام پر مقدم کیا جاتا ہے.

لیکن ایک مسلمان کے لئے یہی بہتر ہے کہ خواہ میدان میں ہو یا عمارت میں مطلقا، ہر جگہ قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف رخ یا پشت نہ کرے، کیونکہ احتمال ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث نہی سے پہلے کی ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ آپ ﷺ کے ساتھ خاص ہو. جیسا کہ کچھ علماء کرام کا کہنا ہے.(۲)

۶۔ راستہ، سایہ تلے، اور پانی کے گھاٹ پر قضائے حاجت نہ کرے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (اتقوا

(۱) تمام المنۃ للألبانی ص (۶۰)

(۲) اسی قول کو شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے بلوغ المرام کی شرح میں راجح قرار دیا ہے دیکھئے شرح ممتع بھی ۹۸/۱

اللاعنین) دولعنت کا سبب بننے والی جگہوں سے اجتناب کرو! لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ وہ دولعنت کا سبب بننے والی چیزیں کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایک وہ شخص جو لوگوں کے راستہ میں قضائے حاجت کرتا ہے، دوسرا وہ شخص جو سایہ دار جگہ پر قضائے حاجت کرتا ہے.(۱)

معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: تین لعنت کا سبب بننے والی چیزوں سے اجتناب کرو گھاٹوں، عام راستہ، اور سایہ تلے قضائے حاجت سے.(۲)

۷۔ قضائے حاجت کے لئے نرم اور نشیبی جگہ تلاش کرے

اور بدن اور کپڑے پر چھینٹا پڑنے سے بے حد احتیاط کرے، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کا گزر دو قبر والوں سے ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے، حالانکہ کسی بڑی گناہ کی وجہ سے انہیں عذاب نہیں ہو رہا ہے، ان میں سے ایک پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کیا کرتا تھا.(۳)

۸۔ قضائے حاجت کے وقت گفتگو نہ کرے

---

(۱) مسلم کتاب الطہارۃ باب النھی عن التخلی فی الطرق والظلال ح (۲۵۹)

(۲) صحیح، صحیح سنن ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب المواضع التی نھی النبی ﷺ عن البول فیھا ح (۲۶) وابن ماجہ ح (۳۲۸)

(۳) بخاری، کتاب الوضوء، باب من الکبائر أن لا یستتر من بولہ ح (۲۱۶) ومسلم ح (۲۹۲)

اورنہ ہی کسی کے سلام کا جواب دے اورنہ ہی زبان سے موذن کے اذان کا جواب دے البتہ کسی انتہائی ضروری کام کے وقت گفتگو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ پیشاب کررہے تھے، ایک آدمی گزرتے ہوئے آپ ﷺ سے سلام کیا تو آپ نے جواب نہیں دیا.(۱)

اسی طرح مھاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئے دراں حالیکہ آپ ﷺ پیشاب کررہے تھے، انہوں نے آپ ﷺ سے سلام کیا لیکن آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا، یہاں تک کہ قضائے حاجت کے بعد آپ ﷺ نے وضوء کیا پھر معذرت کرتے ہوئے کہا: (میں نے تمہارے سلام کا جواب نہیں دیا کیونکہ) میں بغیر طہارت کے ذکر الہی پسند نہیں کرتا ہوں.(۲)

۹۔ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (لا يبولن أحدكم في الماء الدائم الذي لا يجري ثم يغتسل منه)(۳) تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں جو بہہ نہ رہا ہو، پیشاب نہ کرے اور پھر اسی میں غسل کرے.

---

(۱) مسلم، کتاب الحیض باب التیمم ح (۳۷۰).

(۲) صحیح، صحیح سنن ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب أيرد السلام وهو يبول ح (۱۷).

(۳) بخاری، کتاب الوضوء، باب البول فی الماء الدائم ح (۲۳۹)، مسلم ح (۲۸۲).

۱۰۔حالت جنابت میں ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل نہ کرے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا :(لا یغتسل أحد کم فی الماء الدائم وھو جنب)(۱)تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں حالت جنابت میں غسل نہ کرے.

۱۱۔غسل خانہ میں پیشاب نہ کرے

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:(لا یبولن أحد کم فی مستحمہ ثم یغتسل فیہ)(۲)تم میں سے کوئی اپنے غسل خانہ میں جس میں وہ غسل کرتا ہے پیشاب نہ کرے.

۱۲۔داہنے ہاتھ سے نہ شرمگاہ کو چھوئے اور نہ ہی اس سے استنجاء کرے

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:(اذا شرب احد کم فلا یتنفس فی الاناء، واذا أتی الخلاء فلا یمس ذکرہ بیمینہ، ولا یتمسح بیمینہ)(۳)جب تم سے کوئی پئے تو برتن میں سانس نہ لے، اور جب بیت الخلاء میں داخل ہو تو اپنے ذکر کو اپنے داہنے ہاتھ سے نہ چھوئے، اور نہ ہی اپنے داہنے ہاتھ سے ڈھیلا استعمال کرے.

(۱) مسلم، کتاب الطہارۃ باب النھی عن الاغتسال فی الماء الراکد ح (۲۸۳).

(۲) صحیح صحیح سنن ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب البول فی المستحم ح (۲۷).

(۳) بخاری کتاب الوضوء باب النھی عن الاستنجاء بالیمین ح (۱۵۳) مسلم ح (۲۶۷).

۱۳۔ ہڈی اور لید سے استنجاء نہ کرے.

جیسا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی جنوں کے قصہ میں ہے کہ، جب جنوں نے آپ ﷺ سے (اپنے) کھانے کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: (لكم كل عظم ذكر اسم الله عليه يقع في أيديكم أوفر ما يكون لحما وكل بعرة علفا لدوابكم) ہر ہڈی جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے، جب تم اسے پاؤ گے تو وہ گوشت سے بھر جائے گا (یہ تمہارا کھانا ہے) اور ہر لید یہ تمہارے جانوروں کا کھانا ہے، پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا: لہٰذا تم ان دونوں سے استنجاء نہ کرو، اس لئے کہ یہ تمہارے بھائی (جنوں کا) کھانا ہے.(۱)

۱۴۔ جب ڈھیلا استعمال کرے تو کم سے کم تین ڈھیلا استعمال کرنا ضروری ہے

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں منع فرمایا ہے کہ قضائے حاجت پیشاب یا پاخانہ کے وقت ہم قبلہ رخ ہوں، یا دائیں ہاتھ سے استنجاء کریں، یا تین پتھروں سے کم استنجاء کریں، یا گوبر اور ہڈی سے استنجاء کریں.(۲)

اسی طرح عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جب تم

(۱) مسلم کتاب الطہارۃ باب الجہر بالقرائۃ فی الصبح ح (۴۵۰) قوسین کی عبارت مسند امام احمد کی ہے ح (۴۱۴۹).

(۲) مسلم کتاب الطہارۃ باب الاستطابۃ ح (۲۶۲).

میں سے کوئی قضائے حاجت کے لئے نکلے، تو اپنے ساتھ تین پتھر لے جائے ان سے استنجاء کرے یہ اس کے لئے کافی ہے.(۱)

۱۵۔ نیند سے بیداری کے بعد تین مرتبہ ہاتھ دھلنے سے پہلے برتن میں نہ ڈالے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (اذا استیقظ أحدکم من نومه فلا یغمس یده فی الاناء حتی یغسلها ثلاثا فانه لا یدری أین باتت یده)(۲) جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو اپنے ہاتھ کو تین مرتبہ دھلنے سے پہلے برتن میں نہ ڈالے.

۱۶۔ سبیلین (پیشاب اور پاخانہ کی جگہ) سے گندگی کو صاف کرے

پیشاب اور پاخانہ سے فراغت کے بعد نجاست کی جگہ کو پانی پتھر یا ان کے قائم مقام دوسری پاک جامد چیزوں سے صاف کرے، بشرطیکہ وہ چیز قابل احترام نہ ہو (یعنی کھانے والی چیز یا جس میں ذکر الٰہی ہو نہ ہو) جیسے لکڑی، کپڑا، ٹیسو پیپر، وغیرہ بہر حال صحیح قول کے مطابق جس سے بھی نجاست صاف ہو جائے وہ ڈھیلا کے قائم مقام ہے(۲).

---

(۱) حسن، صحیح سنن ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب الاستنجاء بالأحجار ح(۴۰).

(۲) بخاری، باب الاستجمار وترا، ح(۱۶۲) مسلم ح(۲۷۸).

(۲) دیکھئے المغنی ۱/۲۱۳ ابن قدامہ رحمہ اللہ نے کہا یہی اکثر اہل علم کا قول ہے.

استنجاء کے تین مراتب ہیں:

۱ر پہلے ڈھیلا استعمال کرے پھر پانی استعمال کرے، اگر ایسا کرنے میں کوئی مشقت یا ضرر نہ ہو تو یہ سب سے بہترین اور کامل طریقہ ہے.

۲ر صرف پانی استعمال کرے.

۳ر صرف ڈھیلا استعمال کرے. ڈھیلا استعمال کرنے کی صورت میں کم سے کم تین ڈھیلا استعمال کرنا ضروری ہے.

اس سے کم کفایت نہیں کرے گا، اگر صفائی کے لئے تین ڈھیلا سے زیادہ کی ضرورت ہو تو زیادہ استعمال کرنا چاہئے البتہ مستحب ہے کہ جگہ صاف ہونے کے بعد طاق پر بند کرے.(۱)

ڈھیلا استعمال کرنے کے دلائل سابقہ سطور میں گزر چکے ہیں پانی استعمال کرنے کے دلائل درج ذیل ہیں:

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (کان رسول الله يدخل الخلاء فأحمل أنا وغلام نحوی اداوة من ماء وعنزة فيستنجى بالماء)(۲) اللہ کے رسول ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تھے تو میں، اور ایک میرا ہم عمر لڑکا پانی کا ایک چھوٹا سا برتن اور نیزہ لے کر آپ ﷺ کے ہمراہ جاتے تھے

(۱) دیکھئے فتاوی دائمہ کمیٹی ۵ر۲

،اس پانی سے آپ ﷺ استنجاء کرتے تھے.

اسی طرح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: یہ آیت کریمہ (فیه رجال یحبون أن یتطهروا)(۱) اہل قباء کے بارے میں نازل ہوئی ہے، کیونکہ وہ پانی سے استنجاء کرتے تھے.(۲)

۱۷۔ پتھر اور ڈھیلا استعمال کرنے کی صورت میں طاق پر ختم کرے !

جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (ومن استجمر فلیوتر)(۳) جو ڈھیلا استعمال کرے اسے طاق استعمال کرنا چاہئے.

۱۸۔ استنجاء کرنے کے بعد ہاتھ زمین پر رگڑ لے پھر دھلے!

جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (أن النبی ﷺ قضی حاجته ثم استنجی من تور ثم دلك یده بالأرض) اللہ کے رسول ﷺ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے، پھر آپ ﷺ نے ایک پیالہ سے استنجاء کیا، پھر زمین پر اپنے ہاتھ کو رگڑا (اور دھلا)(۴).

۱۹۔ دفع وسوسہ کے لئے قضائے حاجت کے بعد اپنی شرمگاہ اور پاجامے پر چھینٹا مار لے!

---

(۱) سورہ توبہ آیت: ۱۰۸.

(۲) صحیح، صحیح سنن ابوداؤد کتاب الطہارۃ، باب الاستنجاء بالماء ح (۴۴) ابن ماجہ ح (۳۵۷).

(۳) بخاری، کتاب الوضوء، باب الاستجمار وترا ح (۱۶۲) مسلم ح (۲۳۷).

(۴) حسن، صحیح سنن ابوداؤد کتاب الطہارۃ، باب الرجل یدلک یدہ بالأرض اذا استنجی ح (۴۵) ابن ماجہ ح (۳۵۸).

جیسا کہ حکم بن سفیان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (کان رسول اللہ ﷺ اذا بال یتوضأ وینتضح)(۱) اللہ کے رسول ﷺ جب پیشاب کرتے تو وضوء فرماتے اور (شرمگاہ پر) چھینٹا مارتے.

۲۰۔ بقدر ضرورت حمام میں ٹھہرے!

کیونکہ بلا ضرورت شرمگاہ کا کھلا رکھنا صحیح نہیں ہے، اسی طرح بیت الخلاء شیاطین کا مسکن ہوتا ہے، نیز انسان بیت الخلاء میں زبان سے ذکر الٰہی بھی نہیں کرسکتا ہے، لہذا اقتضائے حاجت کے فورا بعد بیت الخلاء سے نکل جانا چاہئے (۲).

۲۱۔ مستحب ہے کہ مرد و زن ایک دوسرے کے طہارت سے بچے ہوئے پانی سے طہارت نہ کریں

کیونکہ (نھی رسول اللہ أن تغتسل المرأۃ بفضل الرجل أو یغتسل الرجل بفضل المرأۃ ولیغترفا جمیعا)(۳) اللہ کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ عورت مرد کے غسل سے بچے ہوئے پانی سے، اور مرد عورت کے غسل سے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے، بلکہ دونوں کو بیک وقت چلو لینا چاہئے.

(۱) صحیح، صحیح سنن ابوداؤد کتاب الطہارۃ، باب فی الانتضاح، ح (۱۶۶).

(۲) دیکھئے شرح ممتع ۱/۱۰۱.

(۳) صحیح، صحیح سنن ابوداؤد کتاب الطہارۃ، باب النھی عن ذلک ح (۸۱) النسائی ح (۲۳۸).

یہ ممانعت مکروہ تنزیہی ہے، کیونکہ بعض حدیثوں سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے غسل سے بچے ہوئے پانی سے غسل فرمایا ہے(۱).

اسی طرح عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کی ایک بیوی (میمونہ رضی اللہ عنہا) نے ایک لگن سے غسل کیا، پھر آپ ﷺ تشریف لائے اور بچے ہوئے پانی سے غسل کرنے کا ارادہ کیا، تو وہ کہنے لگیں اے اللہ کے رسول ﷺ میں جنبی تھی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: (ان الماء لا یجنب)(۲) پانی جنبی نہیں ہوتا ہے.

یہ کراہت بھی بلاضرورت ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی کے استعمال کرنے میں ہے، اگر ضرورت پیش آجائے تو کراہت بھی ختم ہوجاتی ہے.(۳)

۲۲۔ بیت الخلاء سے نکلتے وقت دائیں قدم سے نکلے اور (غفرانك) کہے.

جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب بیت الخلاء سے نکلتے تھے تو (غفرانك) کہتے تھے.(۴)

---

(۱) مسلم کتاب الحیض باب قدر المستحب من الماء فی غسل الجنابة ح (۳۲۳).

(۲) صحیح، صحیح سنن ابوداؤد کتاب الطہارۃ، باب الماء لایجنب ح (۶۸) مسند امام احمد ۱/۲۳۵ نسائی ح (۳۲۵_۳۲۶).

(۳) اسی کو شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے بلوغ المرام کی شرح میں راجح قرار دیا ہے نیز دیکھئے شرح ممتع بھی ۱/۳۶.

(۴) صحیح، صحیح سنن ابوداؤد کتاب الطہارۃ، باب مایقول الرجل اذا خرج من الخلاء ح (۳۰) ترمذی، ح (۷) ابن ماجہ ح (۳۰۰).

پانچویں فصل وضوء کا بیان

ارتین اُمور کے لئے وضوء ضروری ہے.

ا۔نماز

مطلقا ہر نماز کے لئے وضوء کرنا واجب ہے،خواہ فرض ہو،یا نفل ہو،یا جنازہ کی نماز ہو.

ا/ارشاد باری تعالی ہے﴿یاأیها الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلاة فاغسلوا وجوهكم وأيديكم الى المرافق وامسحوا برؤسكم وأرجلكم الى الكعبين﴾(۱) اے ایمان والو جب تم نماز کے لئے کھڑے ہوتو اپنے منہ کواور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو،اپنے سروں کا مسح کرو،اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو.

۲/ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:(لا يقبل الله صلاة أحدكم اذا أحدث حتى يتوضأ)(۲) جب تم میں سے کوئی بے وضوء ہو جائے،تو اللہ تعالی اس کی نماز اس وقت تک نہیں قبول کرتے ہیں جب تک کہ دوبارہ وضوء نہ کرے.

۳/عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:(لا

---

(۱) سورۃ المائدہ آیت:٦

(۲) بخاری،کتاب الوضوء،باب لاتقبل صلاۃ بغیر طهور ح(۱۳۵) مسلم ح(۲۲۵)

تقبل صلاۃ بغیر طهور ولا صدقة من غلول)(۱) بغیر وضوء کے کوئی نماز نہیں قبول ہوتی ہے، اور خیانت کے مال سے صدقہ قبول نہیں ہوتا ہے.

۴/علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (مفتاح الصلاۃ الطهور وتحريمها التكبير وتحليلها التسليم)(۲) طہارت نماز کی کنجی ہے، اور اس کی تحریم اللہ اکبر کہنا ہے، اور اس کی تحلیل السلام علیکم کہنا ہے (یعنی تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد نماز کے منافی تمام امور کا ارتکاب کرنا حرام ہو جاتا ہے، اور السلام علیکم کہنے سے تمام (مباح) چیزیں حلال ہو جاتی ہیں).

۲۔ بیت اللہ کا طواف

بیت اللہ کا طواف کرنے کے لئے وضوء ضروری ہے جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (الطواف بالبيت صلاة...)(۳) بیت اللہ کا طواف کرنا نماز ہے،
اسی طرح جب عائشہ رضی اللہ عنہا کو دوران حج حیض آیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے ان سے فرمایا: (افعلي ما يفعل الحاج غير أن لا تطوفي بالبيت حتى تطهري)(۴) وہ سب کچھ کرو جو حاجی کرتے ہیں، البتہ پاک صاف ہونے تک بیت اللہ کا طواف نہ کرو.

---

(۱) مسلم، کتاب الطھارۃ باب وجوب الطہارۃ للصلاۃ ح (۲۲۴)
(۲) حسن صحیح، صحیح سنن ابوداؤد کتاب الطھارۃ باب فرض الوضوء ح (۶۱) وترمذی (۳)
(۳) صحیح، صحیح سنن النسائی کتاب المناسک باب اباحۃ الکلام فی الطواف ح (۲۹۲۲) وترمذی (۹۶۰) وابن خزیمہ ۲۲۲/۴
(۴) بخاری، کتاب الحیض، باب تقضی الحائض المناسک کلھا الا الطواف ح (۳۰۵) ومسلم ح (۱۲۱۱)

۳۔ مصحف کا چھونا:

مصحف چھونے کے لئے وضوء ضروری ہے، جیسا کہ عمرو بن حزم، حکیم بن حزام، اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (لا یمس القرآن الا طاھر)(۱) قرآن کو صرف پاک ہی ہاتھ لگائے۔

وضو کی فضیلت

فضیلت وضوء کے متعلق بہت ساری حدیثیں مروی ہیں جن میں سے چند حدیثیں ذیل میں ذکر کی جا رہی ہیں:

۱/ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (ان أمتی یأتون یوم القیامۃ غرا محجلین من آثار الوضوء)(۲) میری امت کے لوگ قیامت کے دن ایسی حالت میں آئینگے کہ وضوء کے اثر سے ان کے ہاتھ پاؤں چمکتے ہوں گے۔

۲/عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ مکمل وضوء کرنے کے بعد فرمایا: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو اسی طرح وضوء کرتے ہوئے دیکھا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: (من توضأ نحو وضوئی ھذا ثم صلی رکعتین لا یحدث فیھما

(۱) مؤطا امام مالک، کتاب القرآن، باب الأمر بالوضوء لمن مس القرآن ح (۱) والدار قطنی ح (۴۳۱۔۴۳۳) وحاکم ۱/۳۹۷ اور البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے دیکھئے ارواء الغلیل ۱/۱۵۸۔ نیز ملاحظہ ہو: تلخیص الحبیر لابن حجر ۱/۱۳۱۔ اور شرح ممتع ۱/۲۶۱۔

(۲) بخاری، کتاب الوضوء، باب فضل الوضوء، والغر المحجلین ..ح (۱۳۶) ومسلم ح (۲۴۶)

نفسه غفر الله ما تقدم من ذنبه)(۱) جس نے میرے وضوء کی طرح وضوء کیا، پھر دنیاوی خیالات ووساوس سے دور رہتے ہوئے، دو رکعت نماز پڑھی، تو اللہ تعالی اس کے سابقہ سارے گناہ معاف کر دے گا.

۳/ نیز عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کو میں نے فرماتے ہوئے سنا: (لا يتوضأ رجل مسلم فيحسن الوضوء، فيصلي صلاة الا غفر الله له ما بينه وبين الصلاة التي تليها)(۲) جب کوئی مسلمان اچھی طرح وضوء کرتا ہے، اور پھر نماز پڑھتا ہے، تو اللہ تعالی اس نماز اور اس کے بعد آنے والی نماز کے درمیان ہونے والے گناہ کو معاف کر دیتا ہے.

۴/ نیز عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (ما من مسلم تحضره صلاة مكتوبة فيحسن وضوءها، وخشوعها، وركوعها الا كانت كفارة لما قبلها من الذنوب ما لم يؤت كبيرة وذلك الدهر كله)(۳) جب کوئی مسلمان کسی فرض نماز کے وقت کو پاتا ہے، پھر اچھی طرح وضوء کرتا، اچھی طرح خشوع کے ساتھ، رکوع کے ساتھ اسے ادا کرتا ہے، تو یہ نماز اسکے سابقہ سارے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے،

---

(۱) بخاری، کتاب الوضوء، باب المضمضة في الوضوء ح (۱۶۴) مسلم ح (۲۲۶).

(۲) مسلم، کتاب الطہارۃ باب فضل الوضوء والصلاۃ عقبہ ح (۲۲۷).

(۳) مسلم، کتاب الطہارۃ باب فضل الوضوء والصلاۃ عقبہ ح (۲۲۸).

جب تک وہ کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کرے، اور یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا ہے.

۵۔عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (ما من مسلم یتؤضأفیحسن وضوء ہ ثم یقوم یصلی رکعتین مقبل علیھما بقلبہ ووجھہ الا وجبت لہ الجنة)(۱) جو مسلمان بھی اچھی طرح وضوء کرتا ہے، اور پھر چہرے اور دل کی یکسوئی سے دو رکعت نماز ادا کرتا ہے، تو جنت اس کے لئے واجب ہو جاتی ہے.

۶۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جب بندہ مسلم یا بندہ مومن وضوء کرتا ہے، اور چہرہ کو دھوتا ہے، تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ وہ سارے گناہ ساقط ہو جاتے ہیں، جسے اس نے اپنی نگاہوں سے دیکھا تھا، اور جب وہ اپنے ہاتھوں کو دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ وہ سارے گناہ ساقط ہو جاتے ہیں جسے اس کے ہاتھوں نے پکڑا تھا، اور جب وہ اپنے پیر کو دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ وہ سارے گناہ ساقط ہو جاتے ہیں جہاں اس کے پیر چل کر گئے تھے. یہاں تک وہ گناہوں سے مکمل طور پر صاف ہو جاتا ہے.(۲)

۷۔عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (من

(۱) مسلم، کتاب الطہارۃ باب ذکر المستحب عقب الوضوء ح (۲۳۴).

(۲) مسلم، کتاب الطہارۃ باب خروج الخطایا مع ماء الوضوء ح (۲۴۴).

تـوضـأ فـأحسـن الـوضـوء خـرجـت خطاياه من جسده حتى تـخـرج من تحت أظفاره)(۱) جوشخص اچھی طرح وضوء کرتا ہے،تو اس کے گناہ اس کے جسم سے نکل جاتے ہیں، یہاں تک کہ اس کے ناخن کے نیچے سے نکلتے ہیں.

۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالی گناہوں کو معاف کردے اور درجات کو بلند کردے، صحابہ کرام نے عرض کیا، کیوں نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ تو آپ نے فرمایا: ناپسندیدہ اوقات میں وضوء مکمل کرنا، اور مسجدوں کی طرف کثرت سے آنا جانا، اور نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا، یہ جہاد ہے، یہ جہاد ہے.(۲)

وضوء کرنے کا کامل طریقہ

فرائض، واجبات، اور مستحبات پر مشتمل وضوء کرنے کا طریقہ درج ذیل ہے:

ا۔ دل سے وضوء کی نیت کرے!

عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (انـمـا الأعـمـال بالنيات)(۳) اعمال کا دارومدار نیت پر ہے.

---

(۱) مسلم، کتاب الطہارۃ باب خروج الخطایا مع ماء الوضوء، ح (۲۴۵).

(۲) مسلم، کتاب الطہارۃ باب فضل الوضوء علی المکارہ، ح (۲۵۱).

(۳) بخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ ح (۱)؛ مسلم ح (۱۹۰۷).

زبان سے نیت نہیں کرنی چاہئے ، کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے کبھی بھی زبان سے نیت نہیں کی ہے، اسی طرح اللہ رب العالمین حال دل سے اچھی طرح واقف ہے اسے بتانے کی ضرورت نہیں ہے.

۲۔ بسم اللہ کہے!

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (لا صلاة لمن لا وضوء له ولا وضوء لمن لم يذكر اسم الله عليه)(۱) اس شخص کی نماز نہیں ہوتی ہے جس نے وضوء نہ کیا ہو، اور اس شخص کا وضوء نہیں ہوتا جو اس کے شروع میں اللہ کے نام کا ذکر نہ کرے.

۳۔ تین مرتبہ ہتھیلی کو دھلے!

جیسا کہ عبداللہ بن زید (۲) اور عثمان رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اس کا تذکرہ ہے (۳)

۴۔ ایک ہی چلو میں دائیں ہاتھ سے کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے، اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے (۳)، اسی طرح تین بار تین چلو پانی سے کرے جیسا کہ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے (۴)، کامل وضوء کرے، اگر روزہ سے نہ ہو تو ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرے، جیسا کہ لقیط بن صبرہ کی حدیث میں ہے (۵)

(۱) صحیح، صحیح سنن ابوداؤد کتاب الطهارة باب فی التسمية على الوضوء ح (۱۰۱) وترمذی (۲۵) وابن ماجہ (۳۹۸-۳۹۹).
(۲)(۴) بخاری، کتاب الوضوء باب المسح على الرأس كله ح (۱۸۵) ومسلم ح (۲۳۵).
(۳) بخاری، کتاب الوضوء باب المضمضة فی الوضوء ح (۱۶۴) ومسلم ح (۲۲۶).
(۵) صحیح، صحیح سنن ابوداؤد کتاب الطهارة باب فی الاستنثار ح (۱۴۲).

،وضوء کے لئے مسواک کرے جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سابقہ حدیث میں گزرا.(۱)

۵۔تین بار چہرہ کو کان سے لے کر کان تک چوڑائی میں اور بال نکلنے کی جگہ سے لے کر داڑھی اور ٹھوری کے نیچے تک لمبائی میں دھلے جیسا کہ عبداللہ بن زید اور عثمان رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اس کا تذکرہ ہے، داڑھی کا خلال کرے، جیسا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے.(۲)

۶۔پھر داہنے ہاتھ کو انگلیوں کے سرے سے لے کر کہنیوں سمیت تین مرتبہ دھلے (۳)، ہاتھ کو ملے (۴) انگلیوں کے درمیان خلال کرے (۵)، پھر بائیں ہاتھ کو بھی داہنے ہاتھ کی طرح دھلے.

۷۔پھر ایک بار سر کا مسح کرے، ہاتھوں کو پانی سے تر کر کے سر کے اگلے حصہ سے شروع کرے گدی تک لے جائے، پھر وہاں سے اسی جگہ واپس لائے جہاں سے شروع کیا تھا(۶)، دونوں ہاتھ کے انگشت شہادت کو کان کے اندرونی حصہ میں ڈالے،

---

(۱) بخاری نے کتاب الصیام، باب السواک الرطب... میں اس حدیث کو معلق صیغہ جزم کے ساتھ روایت کیا ہے، اور ابن حزم وغیرہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے.

(۲) صحیح، صحیح سنن ابوداؤد کتاب الطھارۃ باب تخلیل اللحیۃ ح (۱۰۱) وترمذی (۱۴۵) وابن ماجہ (۴۳۱)

(۳) جیسا کہ حمران عن عثمان اور عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہم کی حدیث میں ہے جس کی تخریج گزر چکی ہے، کہنیوں کے دھلنے کے بارے میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے (وضوء میں ہاتھ کو دھلا یہاں تک آپ نے بازو کو بھی دھلا) مسلم ح (۲۴۶)

(۴) صحیح ابن خزیمہ ۱/۶۲ ح (۱۱۸) حاکم ۱/۱۶۱.

(۵) جیسا کہ لقیط بن صبرہ کی حدیث میں ہے۔صحیح، صحیح سنن ابوداؤد کتاب الطھارۃ باب فی الاستنثار ح (۱۴۲).

(۶) جیسا کہ حمران عن عثمان اور عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہم کی حدیث میں ہے جس کی تخریج گزر چکی ہے

اور انگوٹھوں سے کان کے بالائی حصہ کا مسح کرے.(۱)

۸رپھر اپنے داہنے پاؤں کو انگلیوں کے سرے سے لے کر ٹخنوں سمیت تین مرتبہ دھلے.(۲) انگلیوں کا خلال کرے(۳) پھر بائیں پاؤں کو بھی داہنے پاؤں کی طرح دھلے

۹۔ پھر یہ دعاء پڑھے

((اشهد أن لا اله الا الله وأشهد أن محمدا عبده ورسوله (۴)، اللهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين.(۵) سبحانك اللهم وبحمدك اشهد أن لا اله الا أنت استغفرك وأتوب اليك)) (۶) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اور میں گواہی دیتا ہوں کی محمد ﷺ اللہ کے بندہ اور اس کے رسول ہیں، اے اللہ ہمیں زیادہ توبہ کرنے والوں اور پاکی حاصل کرنے والوں میں سے بنا، اے اللہ تو پاک ہے، میں تیری تعریف کرتا ہوں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، میں تجھ سے مغفرت کا طالب ہوں اور تجھ سے توبہ کرتا ہوں.

(۱) دیکھئے سنن ابوداود کتاب الطہارۃ باب صفۃ وضوء النبی ﷺ ح (۱۲۱۔۱۲۳) دونوں حدیثوں کو شیخ البانی نے صحیح کہا ہے.

(۲) جیسا کہ حمران عن عثمان اور عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہم کی حدیث میں ہے جس کی تخریج گزر چکی ہے.

(۳) جیسا کہ لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جس کی تخریج گزر چکی ہے.

(۴) مسلم کتاب الطہارۃ باب الذکر المستحب عقب الوضوء ح (۲۳۴).

(۵) صحیح سنن ترمذی، کتاب الطہارۃ باب فیما یقال بعد الوضوء ح (۵۵).

(۶) نسائی عمل الیوم واللیلۃ ح (۸۱) نیز: دیکھئے ارواء الغلیل ۱/۱۳۵.

۱۰۔جس نے مذکورہ طریقہ کے مطابق وضوء کیا، پھر دنیاوی خیالات ووساوس سے پاک دو رکعت نماز پڑھی، تو اللہ رب العالمین اس کے سابقہ سارے گناہ معاف کر دینگے، جیسا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی سابقہ حدیث میں ہے(۱) اور جیسا کہ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (ما من مسلم یتؤضأفیحسن وضوءہ ثم یقوم یصلی رکعتین مقبل علیھما بقلبہ ووجھہ الا وجبت لہ الجنۃ) (۲) جومسلمان بھی اچھی طرح وضوء کرتا ہے، اور پھر چہرے اور دل کی یکسوئی سے دو رکعت نماز ادا کرتا ہے، تو جنت اس کے لئے واجب ہو جاتی ہے.

اسی طرح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک مرتبہ نماز فجر کے بعد بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا بلال بتاؤ حالت اسلام میں تم نے کون سا (نفلی) عمل کیا ہے جس پر تمہیں بخشش کی بہت زیادہ امید ہو، کیونکہ میں نے تمہارے جوتوں کی آواز اپنے آگے جنت میں سنی ہے، تو بلال رضی اللہ عنہ نے کہا، اس سے زیادہ پرامید عمل ہم نے کوئی نہیں کیا کہ جب بھی میں رات یا دن میں وضوء کرتا ہوں تو جتنی اللہ کو منظور ہو نماز پڑھ لیتا ہوں. (۳)

---

(۱) بخاری، ح (۱۶۴)؛ مسلم ح (۲۲۶).

(۲) مسلم ح (۲۳۴).

(۳) بخاری، کتاب التھجد، باب فضل الطھور باللیل والنھار ح (۱۱۴۹)؛ مسلم ح (۲۴۵۸).

وضوء کے فرائض واُرکان

فرائض وضواور اُرکان وضوء دونوں ایک ہی چیز کو کہتے ہیں، کیونکہ انہیں فرائض کے ذریعہ وضوء کی ماہیت تشکیل پاتی ہے اور جن اقوال وافعال کے ذریعہ کسی چیز کی ماہیت تشکیل پائے اسے اس کوارکان کہتے ہیں.(۱)

فرائض وضوء چھ ہیں:

ا۔چہرہ کا دھلنا

ا۔ارشاد باری تعالی ہے:﴿یأیھا اللذین آمنوا اذا قمتم الی الصلاة فاغسلوا وجوھکم﴾(۲)اے ایمان والوجب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو اپنے منہ کو دھولو.

چہرہ کے دھلنے میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈال کر صاف کرنا بھی شامل ہے جیسا کہ درج ذیل دلائل سے ثابت ہوتا ہے.

ا۔لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:(وبالغ فی الاستنشاق الا أن تکون صائما)(۳)اور ناک میں (وضوء کرتے ہوئے) پانی ڈالنے میں مبالغہ کروالا کہ تم روزہ سے ہو.

---

(۱) دیکھئے الشرح الممتع لابن عثیمین ا/۱۴۷۔۱۴۸.

(۲) سورہ مائدہ آیت:٦.

(۳) صحیح سنن ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب فی الاستنثار ح(۱۴۲).

ب/لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (اذا توضأت فمضمض)(۱) جب تم وضوء کرو تو کلی کرو

ج/ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (من توضأ فلیستنثر)(۲) جو وضوء کرے اسے چاہئے اپنے ناک کو (پانی ڈال کر) جھاڑے

د/اللہ کے رسول ﷺ ہمیشہ وضوء میں کلی کرتے تھے اور ناک میں پانی ڈال کر صاف کرتے تھے

۲۔ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کو دھلنا پہلے دائیں کو پھر بائیں کو.

پہلے دائیں ہاتھ کو پھر بائیں ہاتھ کو دھلے.

ا/ارشاد باری تعالی ہے ﴿یأیہا اللذین آمنوا اذا قمتم الی الصلاۃ فاغسلوا وجوھکم وأیدیکم الی المرافق ﴾(۳) اے ایمان والو جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو اپنے منہ کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو.

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (اذا توضأتم فابدؤا بمیامنکم)(۴) جب تم وضوء کرو تو پہلے اپنے داہنے طرف سے شروع کرو!

(۱) صحیح، صحیح سنن ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب فی الاستنثار ح (۱۴۴)

(۲) بخاری، کتاب الوضوء، باب الاستنثار فی الوضوء، ح (۱۶۱) ومسلم ح (۲۳۷)

(۳) سورہ مائدہ آیت :۶

(۴) صحیح، صحیح سنن ابوداؤد کتاب اللباس باب فی الانتعال ح (۳۱۴۱) ابن ماجہ ح (۴۰۲)

۳۔ پورے سر کا مسح کرنا

۱/ارشاد باری تعالی ہے ﴿ وامسحوا برؤسکم ﴾(۱) اور اپنے سروں کا مسح کرو، سر کے مسح کرنے میں کان کا مسح کرنا بھی شامل ہے جیسا کہ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (الاذنان من الرأس)(۲) دونوں کان سر کا حصہ ہیں.

اسی طرح آپ ﷺ نے ہمیشہ کان کا مسح کیا ہے.

سر پر مسح کرنے کا تین طریقہ ہے:

۱/عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (أن النبی ﷺ مسح رأسه بیدیه فأقبل بهما وأدبر بدأ بمقدم رأسه ثم ذهب بهما الی قفاه، ثم ردهما الی المکان الذی بدأ منه)(۳) اللہ کے رسول ﷺ نے سر کا مسح کیا، اپنے دونوں ہاتھوں کو سر کے آگے سے پیچھے لے گئے اور پیچھے سے آگے لے آئے یعنی سر کے اگلے حصہ سے شروع کر کے گدی تک لے گئے، اور پھر وہاں سے بالوں کا مسح کرتے ہوئے اسی جگہ واپس لے آئے جہاں سے شروع کیا تھا

---

(۱) سورہ مائدہ آیت: ٦

(۲) صحیح، صحیح سنن ابن ماجہ کتاب الطہارۃ باب الاذنان من الرأس ح (۴۴۹) تفصیل کے لئے دیکھئے ارواء الغلیل ح (۸۴) وصحیحہ ح (۳٦)

(۳) بخاری ح (۱۸۵) ومسلم ح (۲۳۵) اس حدیث تخریج گزر چکی ہے

۲۔صرف پگڑی پر مسح کرنا

اگر سر پر مضبوط پگڑی بندھی ہوئی ہے تو اس پر مسح کر سکتے ہیں جیسا کہ عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کے باپ سے مروی ہے کہ (رأیت رسول اللہ ﷺ یمسح علی عمامته وخفیه)(۱) میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو پگڑی اور موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا،، البتہ صرف پگڑی یا پگڑی اور پیشانی دونوں پر مسح کرنے کے وہی شرائط ہیں جو موزہ پر مسح کرنے کے ہیں، یہی قول علامہ ابن باز اور ابن تیمیہ رحمہما اللہ کا ہے.(۲)

۳۔پگڑی اور پیشانی دونوں پر مسح کرنا

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (أن النبی ﷺ توضأ ومسح بناصیته وعلی العمامة وعلی خفیه)(۳) اللہ کے رسول ﷺ نے وضوء کیا اور پیشانی، پگڑی اور موزوں پر مسح کیا.

اسی طرح بلال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (أن النبی مسح علی الخفین والخمار)(۴) اللہ کے رسول ﷺ نے (وضوء کیا) اور موزوں اور پگڑی پر مسح کیا.

---

(۱) بخاری، کتاب الوضوء باب المسح علی الخفین ح (۲۰۴۔۲۰۵) نیز دیکھیے زاد المعاد ۱/۱۹۹

(۲) دیکھیے شرح العمدہ لابن تیمیہ ص (۲۷۱)

(۳) مسلم، کتاب الطہارۃ باب المسح علی الخفین ح (۲۷۴)

(۴) مسلم، کتاب الطہارۃ باب المسح علی الخفین ح (۲۷۵)

۴۔ٹخنوں سمیت پاؤں کو دھلنا

۱/ارشاد باری تعالی ہے﴿ وأرجلكم الى الكعبين ﴾(۱) اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو.

نیز اللہ کے رسول ﷺ ہمیشہ وضوء میں پیر دھلتے تھے، پیر کے دھلنے میں ایڑی کے دھلنے کا خاص اہتمام کرنا چاہئے:

ابو ہریرہ، عائشہ اور عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے (ایک آدمی کو دیکھا کہ اس نے وضوء کیا، لیکن اس کی ایڑی نہیں بھیگی تھی تو آپ نے) فرمایا: (ویل للأعقاب من النار)(۲) ایڑی والوں کے لئے جہنم کی ویل ہے.

مذکورہ چاروں فرائض وضوء کی دلیل اللہ تعالی کا یہ قول ہے:

﴿یأیها اللذین آمنوا اذا قمتم الى الصلاة فاغسلوا وجوهكم وأيديكم الى المرافق وامسحوا برؤسكم وأرجلكم الى الكعبين ﴾(۳) اے ایمان والو جب تم نماز کے لئے کھڑے ہوتو اپنے منہ کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو، اپنے سروں کا مسح کرو، اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو.

---

(۱) سورہ مائدہ آیت:٦

(۲) بخاری، کتاب العلم، باب من رفع صوته بالعلم ح(۲۰)، ح(۹۲)، ح(۱۶۳) ومسلم ح(۲۴۱)

(۳) سورہ مائدہ آیت:٦

۵۔اعضاء وضوء کے دھلنے میں ترتیب

مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر اعضاء وضوء کے دھلنے میں ترتیب کا خیال رکھنا فرض ہے

ا۔اللہ رب العالمین نے آیت کریمہ میں اُعضائے وضوء کو بالترتیب ذکر کیا ہے، بایں طور کہ مسح کرنے والے اعضاء کو دھونے والے اعضاء کے درمیان ذکر کیا ہے، اگر یہاں ترتیب مقصود نہ ہوتی، تو پہلے دھونے والے اعضاء کو ذکر کیا جاتا، پھر مسح کرنے والے کو یا اس کے برعکس.

ب۔آپ ﷺ نے ہمیشہ بالترتیب ہی وضوء کیا ہے.

ج/اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے:(ابدؤا بما بدأ الله)(۱) تم اسی سے شروع کرو جس سے اللہ نے شروع کیا ہے.

۶۔موالات:

موالات سے مراد بلافصل پے در پے اعضائے وضوء کا دھلنا ہے، بایں طور کہ ایک عضو کو دھلنے کے بعد دوسرے عضو کے دھلنے میں اتنی تاخیر نہ کی جائے کہ پہلا عضو خشک ہو جائے.

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس نے وضوء کیا اور اپنے پیر پر ایک ناخن کے برابر جگہ خشک چھوڑ دیا ہے تو

---

(۱) مسلم، کتاب الحج، باب حجۃ النبی ﷺ ح (۱۲۱۸)

آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: (ارجع فأحسن وضوءك)(۱) واپس جاکر اچھی طرح وضوء کرو چنانچہ وہ واپس گئے (وضوء کیا) پھر نماز پڑھی.

اور سنن ابوداؤد میں ایک صحابی سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک آدمی کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، جس کے پیر میں ایک درھم برابر جگہ خشک رہ گئی تھی جہاں وضوء کرتے ہوئے پانی نہیں پہونچا، تھا تو آپ ﷺ اسے وضوء اور نماز دونوں لوٹانے کا حکم دیا.(۲)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موالات فرض ہے کیونکہ اگر موالات فرض نہ ہوتا تو آپ ﷺ اسے صرف اسی جگہ کو دھل لینے کا حکم دے دیتے.(۳)

وضوء کے شرائط

وضوء کے شرائط دس ہیں:

۱۔ اسلام ۲۔ عقل ۳۔ تمیز ۴۔ نیت ۵۔ وضوء کے ختم ہونے تک نیت وضوء کا استمرار ۶۔ موجب وضوء کا ختم ہونا. ۷۔ قضائے حاجت سے فراغت کے بعد وضوء سے پہلے استنجاء کرنا یا ڈھیلا استعمال کرنا ۸۔ پانی کا پاک اور مباح ہونا ۹۔ چمڑے پر پانی پہونچنے سے مانع چیز کا ازالہ ۱۰۔ سلس البول جیسی بیماری والوں کے لئے فرض نماز کا وقت داخل ہونا.(۴)

(۱) مسلم، کتاب الطہارۃ، باب استیعاب جمیع أجزاء محل الطہارۃ ح (۲۴۳).

(۲) صحیح، صحیح سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب تفریق الوضوء ح (۱۷۵) تفصیل کے لئے دیکھئے ارواء الغلیل ح (۱/۱۲۷).

(۳) دیکھئے منار السبیل ۱/۲۴ والشرح الممتع ۱/۱۴۸، والروض المربع حاشیۃ ابن القاسم ۱/۱۸۱، والمغنی لابن قدامہ ۱/۱۵۵ ومؤلفات الشیخ محمد بن عبد الوہاب دوسری جلد اور فتاوی الشیخ ابن باز ۳/۲۹۴.

(۴) دیکھئے ان شرائط کی شرح الروض المربع حاشیۃ ابن القاسم ۱/۱۸۹۔۱۹۳، مؤلفات الشیخ محمد بن عبد الوہاب ج ۲، اور فتاوی الشیخ ابن باز ۳/۲۹۴

وضوء کی سنتیں

ا۔مسواک کرنا:

وضوء کرتے وقت مسواک کرنا سنت ہے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (لولا أن أشق علی امتی لأمرتھم بالسواك عند كل وضوء)(۱) اگر میں اپنی امت پر مشکل نہ جانتا تو انہیں ہر وضوء کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا.

ب۔وضوء کے شروع میں ہتھیلیوں کا دھلنا:

وضوء کے شروع میں ہتھیلیوں کا دھلنا سنت ہے، البتہ نیند سے بیدار ہونے والے کے لئے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے تین مرتبہ دھلنا واجب ہے.(۲)

ج۔اعضائے وضوء کا ملنا:

اعضائے وضوء کا ملنا سنت ہے، عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس (وضوء کے لئے) مد کا دو تہائی حصہ پانی (وضوء کے لئے) لایا گیا تو آپ اس سے اپنے ہاتھ ملنے لگے.(۳)

---

(۱) بخاری نے کتاب الصیام، باب السواک الرطب... میں اس حدیث کو معلق صیغہ جزم کے ساتھ روایت کیا ہے، اور ابن حزم وغیرہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے.

(۲) بخاری ح (۱۶۲) ومسلم ح (۱۱۸) آداب قضاء حاجت میں اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے.

(۳) ابن خزیمہ ح (۱۱۸) حاکم ۱/۱۶۱ صفت وضوء میں اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے.

د۔ اعضائے وضوء کا تین تین بار دھلنا:

اعضائے وضوء کا تین تین بار دھلنا سنت ہے، جیسا کہ عثمان بن عفان اور عبداللہ بن زید کی سابقہ حدیث میں ذکر کیا گیا ہے.

آپ ﷺ سے اعضائے وضوء کا تین تین بار دھلنا ثابت ہے اور یہی عموما آپ ﷺ کا معمول تھا، اسی طرح دو دو بار، (۱) اور ایک ایک بار (۲) بھی ثابت ہے .اسی طرح ایک ہی وضوء میں کبھی آپ ﷺ سے بعض اعضاء کا دو بار اور بعض اعضاء کا ایک بار دھلنا بھی ثابت ہے. (۳)

ھ۔ وضو کے بعد دعا کا پڑھنا:

وضوء کے بعد دعا کرنا سنت ہے جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ کی سابقہ حدیث میں گزرا ہے. (۴)

و۔ تحیۃ الوضوء پڑھنا:

وضوء کے بعد دو رکعت **تحیۃ الوضوء** پڑھنا سنت ہے، جیسا کہ عثمان بن عفان، عقبہ بن عامر اور بلال رضی اللہ عنہم کی کی سابقہ احادیث میں ذکر کیا گیا ہے. (۵)

---

(۱) بخاری، کتاب الوضوء، باب الوضوء مرتین مرتین ح (۱۵۸)

(۲) بخاری، کتاب الوضوء، باب الوضوء مرۃ مرۃ ح (۱۵۷)

(۳) بخاری، کتاب الوضوء، باب مسح الرأس کلہ ح (۱۸۵) ومسلم ح (۲۳۵)

(۴) مسلم ح (۲۳۴) صفت وضوء میں اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے.

(۵) بخاری، کتاب التہجد، باب فضل الطھور باللیل والنھار ح (۱۱۴۹) ومسلم ح (۲۴۵۸)

ز۔ وضوء کو کامل کرے، اور پانی استعمال کرنے میں اسراف سے بچے!

ایک مسلمان کے لئے بہتر ہے کہ وضوء میں اعضاء کو تین تین بار دھلے، اور وضوء اور غسل میں پانی استعمال کرنے میں اسراف اور حد سے تجاوز کرنے سے بچے.

ا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ ایک فرق برتن سے غسل جنابت فرماتے تھے.(۱)

سفیان کہتے ہیں ایک فرق تین صاع (۲) کا ہوتا ہے.(۳)

ب۔ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ ایک صاع سے لے کر پانچ مد میں غسل فرماتے تھے.(۴)

ج۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ اور میں ایک ہی برتن سے غسل کرتے، جس میں تقریبا تین مد یا اس کے قریب پانی ہوتا تھا.(۴)

ام عمارہ (۵) عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما (٦) سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس (وضوء کے لئے) مد کا دو تہائی حصہ پانی (وضوء کے لئے) لایا گیا تو

---

(۱) مسلم، کتاب الحیض، باب القدر المستحب من الماء فی غسل الجنابۃ، ح (۳۱۹).

(۲) ایک صاع چار مد کا ہوتا ہے اور ایک مد معاصر وزن کے اعتبار سے (٦۲۵) گرام کا ہوتا ہے، بایں طور ایک صاع معاصر وزن کے اعتبار سے (۲۵۰۰) اور ایک فرق (۷۵۰۰) گرام کا ہوگا مترجم.

(۳) بخاری، کتاب الوضوء، باب الوضوء بالمد ح (۲۰۱) ومسلم ح (۳۲۵).

(۴) مسلم، کتاب الحیض، باب القدر المستحب من الماء فی غسل الجنابۃ ح (۳۲۱).

(۵) صحیح سنن ابوداود کتاب الطہارۃ، باب ما یجزیء من الماء فی الوضوء ح (۹۴).

(٦) ابن خزیمہ ۱/٦۱ ح (۱۱۸) وحاکم ۱/۱٦۱.

آپ اس سے اپنے ہاتھ ملنے لگے.

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ، اللہ کے رسول ﷺ نے وضاحت فرمادی ہے کہ وضوء میں ایک ایک بار دھلنا فرض ہے، اسی طرح آپ ﷺ سے ایک ایک بار اور دو دو بار دھلنا بھی ثابت ہے، لیکن آپ ﷺ نے کبھی تین بار سے زیادہ نہیں دھلا ہے، اسی وجہ سے علماء کے نزدیک پانی میں اسراف کرنا اور فعل نبی ﷺ سے تجاوز کرنا حرام ہے(۱).

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ سابقہ روایتوں میں تطبیق دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ اختلاف (اعضاء کے دھلنے کے بارے میں وارد عدد) اس بات کی دلیل ہے کہ مختلف حالات میں آپ ﷺ نے بقدر ضرورت اعضاء وضوء کو دھلا ہے.(۲)

آپ ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ کمال وضوء کے ساتھ پانی استعمال کرنے میں میانہ روی اختیار فرماتے تھے.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک رات میں اپنی خالہ میمونہ کے گھر سویا ہوا تھا، جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو دیکھا کہ، آپ ﷺ اٹھے اور ایک لٹکے ہوئے مشکیزہ سے ہلکا سا وضوء کیا، اور نماز پڑھنے لگے.(۳)

بہر حال تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ آپ ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے پانی استعمال کرنے میں میانہ روی اختیار کریں، اسراف اور فضول خرچی سے بچیں.

(۱) دیکھئے بخاری، کتاب الوضوء، باب ماجاء فی الوضوء مع فتح الباری ۱/۲۳۲.

(۲) دیکھئے فتح الباری ۱/۳۰۵.

(۳) بخاری، کتاب الوضوء، باب التخفیف فی الوضوء، ح (۱۳۸).

عمرو بن شعیب عن أبیہ عن جدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آیا جسے آپ نے تین تین بار وضوء کر کے دکھایا، پھر فرمایا: یہی وضوء کا طریقہ ہے جس نے اس سے زیادہ کیا، اس نے برا کیا حد سے تجاوز کیا، اور ظلم کیا.(۱)

عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: میری امت میں کچھ ایسے لوگ ہونگے جو طہارت اور دعاء میں حد سے تجاوز کریں گے(۲)

وضوء توڑنے والی چیزیں

۱۔ پیشاب اور پاخانہ کی جگہ سے نکلنے والی چیزیں:

جیسے پیشاب، پاخانہ، (۳) ہوا (۴)، مذی (۵)، ودی، منی (٦)، ابن قدامہ رحمہ اللہ

(۱) حسن، صحیح نسائی، کتاب الطہارۃ، باب الاعتداء فی الوضوء ح (۱۴۰) وابن ماجہ ح (۴۲۲) واحمد ۲/۱۸۰.

(۲) صحیح، صحیح ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب الاسراف فی الماء ح (۹٦).

(۳) جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے (أو جاء أحد منكم من الغائط) سورہ مائدہ آیت: ٦۔ اور صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (ولكن من غائط وبول ونوم) (لیکن پاخانہ، پیشاب اور سونے سے موزہ نکالنے کی ضرورت نہیں ہے) مسند امام احمد ۴/۲۴۰ وترمذی ح (۹٦) وابن ماجہ ح (۴۷۸) شیخ البانی نے اسے حسن کہا ہے دیکھئے صحیح سنن ترمذی ۱/۳۰۔ یعنی یہ مذکورہ چیزیں گرچہ ناقض وضوء ہیں لیکن ان سے موزہ نکالنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ وضو کرتے وقت اس پر مسح کر لینا کافی ہے.

(۴) جیسا کہ آپ ﷺ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا: جسے دوران نماز شیطان یہ وسوسہ دلاتا ہے کہ اس سے ہوا خارج ہوگئی ہے (لا ينصرف حتى يسمع صوتا أو يجد ريحا) کہ اس وقت تک مسجد سے نہ نکلے جب تک آواز نہ سن لے یا بدبو نہ محسوس کر لے. (اس سے معلوم ہوا کہ ہوا ناقض وضوء ہے) دیکھئے بخاری، ح (۱۳۷) ومسلم ح (۳٦۱).

(۵) جیسا کہ علی رضی اللہ عنہ کی سابقہ حدیث میں ہے.

(٦) جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ (منی، مذی، ودی، ان میں سے منی میں غسل ہے اور مذی اور ودی میں کامل وضوء کرنا ہے) دیکھئے مغنی لابن قدامہ ۱/۲۳۳.

فرماتے ہیں مذکورہ چیزوں سے وضوء ٹوٹنے پر تمام علماء کا اجماع ہے،(۱) اسی طرح استحاضہ کے خون کے بارے میں صحیح بات یہی ہے کہ اس سے بھی وضوء ٹوٹ جاتا ہے(۲) اور یہی عام علماء کا قول ہے(۳)

۲۔ پیشاب اور پاخانہ کی جگہ کے علاوہ جسم کے دیگر حصہ سے نجاست کا نکلنا

اگر نکلنے والی یہ نجاست پیشاب اور پاخانہ ہے، تو چاہے تھوڑا ہو یا زیادہ اس سے وضوء ٹوٹ جائے گا، اور اگر پیشاب اور پاخانہ کے علاوہ کوئی اور نجاست ہے، جیسے خون یا قیء یا مواد وغیرہ تو کچھ علماء کا کہنا ہے کہ اگر زیادہ ہے تو ان سے بھی وضوء ٹوٹ جائے گا(۴)

۳۔ عقل کا زائل ہونا:

زوال عقل اگر گہری نیند کی وجہ سے ہے، تو صحیح بات یہی ہے کہ اس سے وضوء ٹوٹ جائے گا، صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (کان رسول اللہ ﷺ یأمرنا أن لا ننزع خفافنا ثلاثة أیام بلیا لهن الا من جنابة ولكن من غائط وبول ونوم)(۵) اللہ کے رسول ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے کہ جب ہم سفر میں ہوں تو تین دن تین رات اپنے موزوں کو نہ نکالیں الا کہ ہمیں جنابت لاحق

(۱) مغنی لابن قدامہ ۱/۲۳۰

(۲) عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فاطمہ بنت ابی حبیش سے فرمایا: پھر تم ہر نماز کے لئے وضو کرو، آگے اس حدیث کی تخریج آرہی ہے۔

(۳) مغنی لابن قدامہ ۱/۲۳۰

(۴) مجموع فتاوی الشیخ ابن باز ۲۹۴/۳، الشرح الممتع لابن عثیمین ۱/۲۲۳، مغنی لابن قدامہ ۱/۲۴۷۔۲۵۰۔

(۵) مسند امام احمد ۲۴۰/۴، ترمذی ح (۹۶) ابن ماجہ ح (۴۷۱) شیخ البانی نے اسے حسن کہا ہے دیکھئے صحیح سنن ترمذی ۱/۳۰۔

ہو جائے، البتہ پاخانہ پیشاب اور نیند سے (نکالنے کی ضرورت نہیں ہے).

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیند بھی منجملہ تمام نواقض وضوء میں سے ایک ناقض ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے اسے بول وبراز کے ساتھ ذکر فرمایا ہے، جو اس کے ناقض ہونے کے لئے قطعی ثبوت ہے.

نیند کے علاوہ دوسرے جتنے بھی عقل کے زائل ہونے کے اسباب ہیں جیسے جنون، بے ہوشی، نشہ، یا مخدر عقل دوائیاں ان سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے چاہے تھوڑا ہو یا زیادہ.(۱)

۴۔ بلا پردہ شرمگاہ (قبل ودبر) کا چھونا

بلا پردہ شرمگاہ (قبل ودبر) کو چھونے سے مندرجہ ذیل دلائل کی وجہ سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے:

ا۔ جابر اور بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (من مس ذکرہ فلیتوضأ) (۲) جو اپنے آلۂ تناسل کو چھوئے وہ وضوء کرے.

ب۔ ام حبیبہ اور ابوایوب رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ، میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: (من مس فرجہ فلیتوضأ) (۳) جو اپنے شرمگاہ کو

(۱) دیکھئے مغنی لابن قدامہ ۱/۲۳۴.

(۲) بسرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو ابوداود نے کتاب الطہارۃ باب الوضوء من مس الذکر ح (۱۶۳) وترمذی ح (۸۲) وابن ماجہ ح (۴۷۹) روایت کیا ہے اور البانی نے اسے صحیح کہا ہے دیکھئے ارواء الغلیل ح (۱۱۶) اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ابن ماجہ نے کتاب الطہارۃ وسننہا، باب الوضوء من مس الذکر ح (۴۹۰) میں روایت کیا ہے، اور شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے، دیکھئے صحیح ابن ماجہ ح (۳۸۳).

(۳) ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، اور ابوایوب کی حدیث کو ابن ماجہ نے کتاب الطہارۃ وسننہا، باب الوضوء من مس الذکر میں بالترتیب ح (۴۸۱) ح (۴۸۲) روایت کیا ہے اور شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے دیکھئے صحیح ابن ماجہ ح (۳۸۶) وح (۳۸۷).

چھوئے وہ وضوء کرے!

ج۔**ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مروی** ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (اذا افضی أحدكم بيده الى فرجه، وليس بينهما ستر ولا حجاب فليتوضا)(۱) جب تم میں سے کوئی اپنی شرمگاہ کو بلا پردہ چھوئے تو وہ وضوء کرے!

آلۂ تناسل کی طرح حلقہ دبر (پاخانہ نکلنے کی جگہ) بھی ہے لہذا حلقہ دبر بھی چھونے سے وضوء ٹوٹ جائے گا.(۲)

۵۔اونٹ کا گوشت کھانا:

اونٹ کا گوشت کھانے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے، جابر بن سمرہ **رضی اللہ عنہ مروی ہے** کہ ایک آدمی نے اللہ کے رسول ﷺ سے سوال کیا: کیا بکری کا گوشت کھانے سے ہم وضوء کریں؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا اگر چاہو تو وضو کرو اور اگر چاہو تو وضوء نہ کرو، پھر اس نے سوال کیا: کیا اونٹ کا گوشت کھانے سے ہم وضوء کریں؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا ہاں اونٹ کا گوشت کھانے سے تم وضو کرو.(۳)

(۱) ابن حبان کمافی الموارد ح (۲۱۰)، ودارقطنی ۱/۱۴۷، سنن البیھقی ۱/۱۳۳، شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیحہ کے اندر کہا ہے کہ ابن حبان کی سند جید ہے، طلق کی حدیث کے بارے میں بلوغ المرام کی شرح میں شیخ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ شروع اسلام میں عضوء تناسل کے چھونے سے وضوء نہیں ٹوٹتا تھا، پھر حدیث بسرہ کے ذریعہ یہ حکم منسوخ ہوگیا. کچھ علماء کا کہنا ہے کہ بسرہ کی حدیث طلق کی حدیث سے راجح ہے، لہذا عضوء تناسل کے چھونے سے وضوء ٹوٹ جائے گا.

(۲) دیکھئے الشرح الممتع لابن عثیمین رحمہ اللہ ۱/۲۴۲.

(۳) بخاری، کتاب الحیض، باب الوضوء من لحوم الابل ح (۳۶۰).

٦۔اسلام سے مرتد ہونا:

معاذ اللہ اگر کوئی وضوء کرنے کے بعد مرتد ہوتا ہے،تو اس کا وضوء ٹوٹ جائے گا کیونکہ ارتداد سے سارے اعمال برباد ہوجاتے ہیں ارشاد باری تعالی ہے﴿ومن یکفر بالایمان فقد حبط عمله وهو في الآخرة من الخاسرين﴾(١) منکر ایمان کے اعمال ضایع اورا کارت ہیں،اور وہ آخرت میں گھاٹا اٹھانے والوں میں سے ہے.

نیز ارشاد باری تعالی ہے﴿لئن أشركت ليحبطن عملك﴾(٢) اگر تونے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضایع ہوجائے گا.

میت کے غسل دینے کے بارے میں صحیح بات یہی کہ اس سے وضوء نہیں ٹوٹتا ہے،البتہ اگر غسل دینے والے کا ہاتھ میت کی شرمگاہ پر بلا پردہ پڑ جائے،تو اس سے ٹوٹ جائے گا،اور اس پر دوبارہ وضو کرنا واجب ہوگا،غسل دینے والے کو اس بات کا از حد احتیاط کرنا چاہئے کہ اس کا ہاتھ میت کی شرمگاہ پر بلا پردہ نہ پڑنے پائے.

اسی طرح شہوت بلا شہوت عورت کو چھونے سے بھی وضوء نہیں ٹوٹتا ہے،تاوقتیکہ شرمگاہ سے کسی چیز کا اخراج نہ ہو کیونکہ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ وضوء کرنے کے بعد اپنی ایک بیوی کا بوسہ لیا اور پھر نماز پڑھ لی،دوبارہ وضوء نہیں کیا.

رہی یہ آیت کریمہ (أو لمستم النساء)(٣) تو اس میں لمس سے مراد جماع ہے نہ کہ چھونا جیسا کہ عبداللہ بن عباس اور علماء کی ایک جماعت سے منقول ہے. (٤)

(١) سورہ مائدہ آیت:٦

(٢) سورہ زمر آیت:٦٥

(٣) سورہ النساء آیت:٤٣

(٤) مجموع فتاوی الشیخ ابن باز رحمہ اللہ ٣٩٤/٣ و مجموع فتاوی ابن تیمیہ رحمہ اللہ ١/٢٣٦_٢٣٦.

جن امور کے لئے وضوء کرنا مستحب ہے:

ا۔ اللہ کے ذکر کے لئے:

اللہ کا ذکر کرنے کے لئے وضوء کرنا مستحب ہے، ابوموسی نے اللہ کے رسول ﷺ کو ابو عامر کے بارے میں خبر دی، اور کہا کہ انہوں نے آپ کو سلام عرض کیا ہے، اور دعائے مغفرت کی درخواست کی ہے، تو آپ ﷺ نے پانی منگایا اور وضوء کیا پھر دست مبارک کو اٹھا کر یہ دعا کی (اللهم اغفر لعبيد ابی عامر) اے اللہ اپنے بندہ ابو عامر کی مغفرت فرمادے.(۱)

ب۔ سوتے وقت:

وضوء کر کے سونا مستحب ہے، براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا (اذا أتيت مضجعك فتوضأ وضوءك للصلاة ثم اضطجع على شقك الأيمن) (۲) جب تم اپنی خواب گاہ میں آؤ تو نماز کی طرح وضوء کرو، پھر اپنے داہنے کروٹ سوؤ.

۳۔ وضوٹوٹنے کے بعد بریدہ رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک دن صبح کے وقت بلال رضی اللہ عنہ کو بلا کر دریافت کیا، اے بلال کس عمل کیوجہ سے تم مجھ سے جنت میں آگے بڑھ گئے، میں گزشتہ رات جب (عالم خواب میں) جنت میں داخل ہوا

(۱) بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة أوطاس ح (۴۳۲۳) ومسلم ح (۲۴۹۸).

(۲) بخاری، کتاب الدعوات، باب، اذا بات طاهرا، ح (۶۳۱۱) ومسلم ح (۲۷۱۰).

تو تمہارے چلنے کی آہٹ کو اپنے سامنے سنی، تو بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ جب بھی میں نے اذان دیا تو دو رکعت نماز پڑھی، اور جب بھی مجھے حدث لاحق ہوئی تو میں نے فوراً وضو کرلیا.(۱)

۴۔ ہر نماز کے وقت:

ہر نماز کے وقت وضوء ہونے کے باوجود تجدید وضو کرنا سنت ہے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (لولا أن أشق على امتي لأمرتهم عند كل صلاة بوضوء ومع كل وضوء بسواك) (۲) اگر میں اپنی امت پر مشکل نہ جانتا تو انہیں ہر نماز کے وقت وضوء کرنے کا، اور ہر وضوء کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا.

۵۔ مردہ اٹھانے کے بعد:

مردہ اٹھانے کے بعد وضوء کرنا سنت ہے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (من غسل ميتا فليغتسل ومن حمل فليتوضأ) (۳) جو مردہ کو نہلائے وہ غسل کرے اور جو مردہ کو اٹھائے وہ وضوء کرے.

(۱) سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ ح (۳۶۸۹) ومسند امام احمد ۳۶۰/۵، شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے دیکھئے صحیح ترمذی ۲۰۵/۳، وصحیح الترغیب والترھیب ح (۱۹۶)، اسی کا شیخ ابن باز رحمہ اللہ فتوی دیتے تھے.

(۲) مسند امام احمد ۴۰۰/۲۔۲۵۰۔۴۳۳۔۴۶۰۔۵۱۷ امام منذری نے حسن اور شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے دیکھئے صحیح الترغیب والترھیب ح (۹۵).

(۳) سنن ابوداود، کتاب الجنائز، باب فی الغسل من غسل المیت ح (۳۱۶۱)، وترمذی ح (۹۹۳) شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے دیکھئے ارواء الغلیل ح (۱۴۴)، وتمام المنۃ ص ۱۱۲، شیخ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مردہ کے اٹھانے سے وضوء کرنا مستحب نہیں ہے، کیونکہ اس سلسلے میں مروی حدیث ضعیف ہے البتہ غسل دینے والے کے لئے غسل کرنا مستحب ہے، جیسا کہ عائشہ وأسماء کی حدیث میں ہے، جس کا ذکر آگے آرہا ہے.

٦۔ قے کے بعد وضو کرنا:

قے کرنے کے بعد وضو کرنا سنت ہے، ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (قاء فأفطر فتوضأ) (١) اللہ کے رسول ﷺ نے قے کیا، اور روزہ توڑ دیا، پھر آپ نے وضوء کیا.

٨۔ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرنا:

آگ پر پکی ہوء چیز کھانے کے بعد وضوء کرنا سنت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: (توضأوا مما مست النار) (٢) آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضوء کرو.

لیکن اس کے برعکس عبد اللہ بن عباس، اور عمرو بن امیہ، اور ابو رافع رضی اللہ عنہم کی حدیث میں آپ ﷺ کے بارے میں یہ بھی ثابت ہے کہ آپ نے پکا ہوا گوشت کھایا، اور نماز پڑھی دوبارہ وضوء نہیں کیا. (٣) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد آپ کا وضوء کا حکم دینا استحبابی ہے واجبی نہیں.

٨۔ جنبی جب کھانے کا ارادہ کرے:

جنبی جب کھانے کا ارادہ کرے تو اس کے لئے سنت ہے کھانے سے پہلے وضوء کر لے.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ جب حالت جنابت میں کھانے یا

(١) سنن ترمذی، کتاب الطہارۃ، باب ماجاء في الوضوء والقيء، واحمد ٦/٤٤٣، وابو داؤد ح (٢٣٨١)، شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے دیکھئے ارواء الغلیل ح (١١١). وتمام المنۃ ص ١١١، نیز دیکھئے التلخیص الحبیر ٢/١٩٠، وشرح العمدۃ لابن تیمیہ ص ١١٠٨، شیخ ابن باز رحمہ اللہ کے نزدیک قیء کرنے کے بعد وضوء کرنا مستحب ہے دیکھئے شرح بلوغ المرام.

(٢) مسلم کتاب الحیض باب الوضوء مما مست النار ح (٣٥٣).

(٣) بخاری کتاب الوضوء باب من لا یتوضأ من لحم الشاۃ والسویق ح (٢٠٨)، ومسلم ح (٣٥٤). میں نے شیخ ابن باز رحمہ اللہ سے پوچھا کی کیا آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرنا مستحب ہے تو آپ نے کہا ہاں.

سونے کا ارادہ فرماتے، تو پہلے نماز کی طرح وضوء کر لیتے تھے.(۱)

۹۔ بیوی سے جب دوبارہ مباشرت کا ارادہ ہو:

اگر کوئی اپنی بیوی سے دوبارہ مباشرت کا ارادہ کرے، تو مباشرت سے پہلے وضو کرنا سنت ہے.

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (اذا أتى احدكم أهله ثم أراد أن يعود فليتوضأ) جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی سے دوبارہ ہمبستر ہونے کا ارادہ کرے، تو اسے وضوء کرنا لینا چاہئے.(۲)

رہا غسل تو بسا اوقات آپ ﷺ ایک ہی غسل میں ساری بیویوں کے پاس چلے جاتے تھے(۳)

۱۰۔ اگر جنبی بغیر غسل کے سونا چاہے:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ کیا اللہ کے رسول ﷺ حالت جنابت میں سوتے تھے؟ تو آپ نے جواب دیا (نعم ويتوضأ)(۴) ہاں اور وضو کر لیا کرتے تھے.

(۱) مسلم، کتاب الحیض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له وغسل الفرج... ح(۳۰۵).
(۲) مسلم، کتاب الحیض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له وغسل الفرج... ح(۳۰۸)، شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے کہا کہ ظاہری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دوبارہ ہم بستری کے لئے وضوء کرنا واجب ہے.
(۳) مسلم، کتاب الحیض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له وغسل الفرج... ح(۳۰۹).
(۴) دیکھئے بخاری، کتاب الغسل، باب کینونۃ الجنب فی البیت اذا توضأ قبل أن یغتسل ح(۲۸۶) ومسلم ح(۳۰۵).

اسی طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ، عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کے رسول ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا کوئی حالت جنابت میں سوسکتا ہے تو آپ ﷺ نے جواب دیا (لیتوضأ ثم لینم حتی یغتسل اذا شاء)(۱) اسے چاہئے پہلے وضوء کرلے پھر سوئے پھر جب چاہے غسل کرے.

علامہ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ سے سونے سے پہلے غسل کرنا بھی ثابت ہے.

بایں طور جنابت کے بعد سونے سے پہلے تین حالت ہوئی:

پہلی حالت: بلا وضوء اور بلا غسل سوئے یہ مکروہ اور خلاف سنت ہے.

دوسری حالت: استنجاء اور وضوء کر کے سوئے ایسا کرنا جائز ہے.

تیسری حالت: غسل اور وضوء کر کے سوئے یہی طریقہ سب سے بہترین اور مکمل ہے.(۲)

---

(۱) بخاری، کتاب الغسل، باب نوم الجنب ح (۲۸۷) ومسلم ح (۳۰۶).

(۲) شرح عمدۃ الأحکام للشیخ ابن باز رحمہ اللہ ص (۳۰) مخطوط.

چھٹی فصل موزوں، پگڑی، اور پٹی پر مسح کرنا

ا۔ موزوں پر مسح کرنے کا حکم: قرآن وحدیث اور اجماع اہل سنت سے موزوں، پر مسح کرنے کی مشروعیت ثابت ہے.

قرآن سے دلیل: ارشاد باری تعالی ہے ﴿ وامسحوا برؤسکم وأرجلکم الی الکعبین ﴾ (۱) (أرجلکم) میں لام پر زیر اور زبر دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، جب زیر کے ساتھ پڑھا جائے گا تو یہ رؤس پر عطف ہوگا جس کا معنی ہوگا سر کی طرح پیر کا (بشرط کہ اس پر موزہ ہو) بھی مسح کرو، اور جب کے زبر کے ساتھ پڑھا جائے گا، تو ایسی صورت میں اعضائے مغسولہ پر عطف ہوگا اور معنی ہوگا کہ پیر (اگر مورزہ سے خالی ہو) تو اسے دیگر اعضائے مغسولہ کی طرح دھلو.

حدیث سے دلیل: موزوں، پر مسح کرنے کے سلسلے میں اللہ کے رسول ﷺ سے بہت ساری متواتر حدیثیں مروی ہیں (۲)، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: موزوں، پر مسح کرنے کے سلسلے میں، میں کوئی حرج نہیں محسوس کرتا ہوں، اس سلسلے میں صحابہ کرام سے چالیس مرفوع اور موقوف حدیثیں مروی ہیں. (۳)

---

(۱) سورہ مائدہ آیت: ۶.

(۲) الشرح الممتع علی زاد المستقنع ۱/۱۸۳ وفتح الباری ۱/۳۰۶.

(۳) دیکھئے المغنی لابن قدامہ ۱/۳۶۰، ان میں سے اکثر احادیث کو ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں روایت کیا ہے ۱/۱۷۵۔۱۸۴.

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مجھ سے ستر صحابہ کرام نے روایت کیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ موزوں پر مسح کرتے تھے.(۱)

بہر حال مسح کرنے اور نہ کرنے کے سلسلہ میں حسب قدرت ہر شخص کے لئے وہی بہتر ہے جو اس کے لئے آسان ہو، اگر کوئی موزہ پہنے ہوئے ہے، اور مسح کے تمام شروط پائے جاتے ہیں، تو اس کے لئے بہتر ہے کہ اُسوہ رسول ﷺ اور صحابہ کرام کے طریقہ پر عمل کرتے ہوئے ان پر مسح کرے، اور جو موزہ نہ پہنے ہو وہ پیروں کو دھلے، صرف مسح کے ارادہ سے موزوں کو نہ پہنے (۲)

موزوں پر مسح کرنا اللہ رب العالمین کی طرف سے رخصت ہے اور اللہ تعالی اپنی رخصت پر عمل کرنے کو پسند کرتا ہے.

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (ان الله يحب أن تؤتى رخصه كما يكره أن تؤتى معصيته)(۳) اللہ تعالی پسند فرماتا ہے کہ اس کی رخصتوں پر عمل کیا جائے، جس طرح اللہ ناپسند فرماتا ہے کہ اس کی معصیت کا ارتکاب کیا جائے.

اسی طرح عبد اللہ بن مسعود اور عائشہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول

(۱) دیکھئے فتح الباری ۱/۳۰۶ و تلخیص الحبیر ۱/۱۵۸۔ اور الأوسط لابن المنذر ۱/۴۳۳ و ۱/۴۲۷.

(۲) الاختیارات الفقھیہ لابن تیمیہ ص ۱۳ نیز دیکھئے زاد المعاد ۱/۱۹۹ اور مغنی ۱/۳۶۰.

(۳) مسند امام احمد ۲/۱۰۸، وسنن الکبری للبیہقی ۳/۱۴۰۔ وصحیح ابن خزیمہ ح (۹۵۰۔۲۰۲۷) شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے دیکھئے ارواء الغلیل ۳/۹ ح (۵۶۴).

ﷺ نے فرمایا: (ان الله يحب أن تقبل رخصه كما يحب أن تؤتى عزائمه)(۱) اللہ تعالی پسند فرماتا ہے کہ اس کی رخصتوں کو قبول کیا جائے ،جس طرح پسند فرماتا ہے کہ اس کی فرائض پر عمل کیا جائے.

موزہ وغیرہ پر مسح کرنے کی شرطیں

پہلی شرط۔ موزہ باوضو ہوکر پہنا ہو

دلیل رمغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا (آپ نے وضوء کیا) تو میں آپ کے موزوں کو نکالنے کے لئے جھکا تو آپ نے فرمایا: (دعهما فانى أدخلتهما طاهرتين فمسح عليهما)(۲) رہنے دو میں نے انہیں باوضو ہوکر پہنا ہے، پھر آپ نے ان پر مسح کیا.

دوسری شرط: مسح حدث اصغر کے بعد ہو

دلیل :صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (كان رسول الله ﷺ يأمرنا أن لا ننزع خفافنا ثلاثة أيام بلياليهن الا من جنابة ولكن من غائط وبول ونوم) اللہ کے رسول ﷺ ہمیں حکم

(۱) الطبرانی وابن حبان ح (۳۵٦۸)، وسنن الکبری للبیہقی ۳/۱۴۰۔ شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے دیکھئے ارواء الغلیل ۳/۱۱-۱۳ ح (۵٦۴) اور صحیح مسلم ح (۱۱۱۵) میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا (عليكم برخصة الله الذى رخص لكم) تم اللہ کی رخصتوں کو اختیار کرو.

(۲) بخاری، کتاب الوضو، باب اذا أدخل رجليه وهما طاهرتان، ح (۲۰٦) ومسلم ح (۲۷۴).

دیتے تھے کہ جب ہم سفر میں ہوں، تو تین دن تین رات اپنے موزوں کو نہ نکالیں الا کہ ہمیں جنابت لاحق ہو جائے ، البتہ پاخانہ پیشاب اور نیند سے (نکالنے کی ضرورت نہیں ہے)(۱)

بنابریں جنابت یا دیگر موجبات غسل کے پائے جانے کی صورت میں موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ انہیں نکال کر غسل کرنا ضروری ہے.(۲)

تیسری شرط: مسح، شریعت میں مقررہ مدت میں ہو:

مسح کی مدت مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات ہے اور مسافر کے لئے تین دن اور تین رات ہے جیسا کہ علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (جعل رسول اللہ ﷺ ثلاثة أيام وليا ليهن للمسافر ويوما وليلة للمقيم) اللہ کے رسول ﷺ نے مسافر کے لئے تین دن اور تین رات، اور مقیم کے لئے ایک دن ایک رات موزوں پر مسح کرنے کے لئے متعین فرمایا ہے.

مدت مسح کے شروع ہونے کے سلسلہ میں صحیح قول یہی ہے، کہ موزہ پہننے کے بعد جب پہلی بار وضو ٹوٹنے کے بعد دوبارہ وضو کرے اور مسح کرے تو اس مسح کے وقت سے مقیم ۲۴ گھنٹہ اور مسافر ۷۲ گھنٹہ مسح کر سکتا ہے.(۳)

(۱) مسند الامام احمد ۴/۲۳۹، نسائی ح (۱۲۷) والطبرانی فی الکبیر ح (۷۳۵۱)، وابن خزیمہ ح (۱۹۶) اسے شیخ البانی نے حسن کہا ہے دیکھئے ارواء الغلیل ۱/۱۴۰ ح (۱۰۴).

(۲) دیکھئے فتاوی المسح علی الخفین للشیخ ابن عثیمین ص (۱۴) شرح العمدۃ للشیخ ابن باز ص (۲۲) وتمام المنۃ للشیخ البانی ص (۸۹-۹۲)

(۳) مغنی لابن قدامہ ۱/۲۹۳ وشرح العمدہ فی الفقہ لابن تیمیہ ص ۲۵۶ وفتاوی المسح علی الخفین للشیخ ابن عثیمین ص (۸).

<u>**چوتھی شرط:**</u> موزہ پگڑی وغیرہ جس پر مسح کیا جائے اس کا پاک ہونا ضروری ہے(۱)

بنا بریں اگر موزہ پگڑی وغیرہ نجاست آلود ہوں، تو ان پر مسح کرنا جائز نہیں، خواہ موزہ بعینہ نجس ہو مثال کے طور پر گدھے کے چمڑے سے بنا ہو، یا بعینہ نجس نہ ہو مثال کے طور پر موزہ تو اونٹ کے چمڑا کا بنا ہو، لیکن اس پر گندگی لگی ہو دونوں صورتوں میں موزہ پر مسح کرنا جائز نہیں ہے، البتہ اگر موزہ بعینہ نجس نہیں ہے بلکہ اس پر نجاست لگی ہوئی ہے، تو نجاست کو صاف کرنے کے بعد اس پر مسح کر کے نماز پڑھنی جائز ہے.

ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دریں اثناء آپ ﷺ صحابہ کرام کو نماز پڑھا رہے تھے آپ نے دوران نماز اپنی جوتیاں نکال کر بائیں طرف رکھ لیا، صحابہ کرام نے جب آپ کو جوتی نکالتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے بھی اپنی جوتیاں نکال دیں، نماز سے جب آپ ﷺ فارغ ہوئے، تو آپ ﷺ نے ان سے دریافت کیا کہ تم لوگوں نے اپنی جوتیاں کیوں اتار دیں، انہوں نے کہا ہم نے دیکھا آپ نے اپنی جوتیاں اتاریں تو ہم نے بھی اتار دیا، آپ ﷺ نے فرمایا جبریل میرے پاس آئے تھے، انہوں نے مجھے خبر دی کہ تمہارے جوتیوں میں نجاست لگی ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے، تو پہلے اپنی جوتیوں کو دیکھ

---

(۱) فتاوی اسلامیہ ۱/۲۳۵ والشرح الممتع ۱/۱۸۸.

لے، اگر ان میں نجاست لگی ہے تو اسے (زمین) پر رگڑ دے پھر ان میں نماز پڑھے (۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نجاست آلود موزہ میں نہ ہی نماز پڑھنی جائز ہے، اور نہ ہی اس پر مسح کرنا جائز ہے، کیونکہ نجاست آلود موزہ پر مسح کرنے سے ہاتھ بھی نجاست آلود ہو جائینگے۔ (۲)

پانچویں شرط: جتنے پیر کا دھونا فرض ہے، اس کو موزہ ڈھانپے ہو، اور اتنا موٹا ہو جس سے چمڑا نظر نہ آئے، البتہ اگر معمولی پھٹا ہو تو یہ معاف ہے، اس پر مسح کرنا جائز ہے، جن لوگوں نے موزوں پر مسح کرنے کے تعلق سے یہ شرط لگائی ہے انہیں کے قول کو علامہ ابن باز رحمہ اللہ نے راجح قرار دیا ہے۔ (۳)

چھٹی شرط: موزہ مباح ہو

یعنی موزہ مباح ہو حرام نہ ہو، اور حرام دو طرح کا ہوتا ہے ایک ذاتی حرام، دوسرا کسبی حرام چنانچہ موزہ خواہ کسبی حرام ہو جیسے چوری کا، یا غصب شدہ موزہ ہو، یا ذاتی حرام ہو جیسے مردوں کے لئے ریشم کا بنا ہوا موزہ ہو، دونوں طرح کے موزہ پر مسح کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ مسح شرعی رخصت ہے، اور شرعی رخصت کے ذریعہ کسی معصیت کو مباح نہیں کیا جا سکتا ہے، دوسری بات حرام موزوں پر مسح کرنے کو جائز سمجھنے سے حرام کی

(۱) سنن ابوداود، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ فی النعل ح (۶۵۰) ومسند امام احمد ۲۰/۳، قوسین کی عبارت مسند امام احمد کی ہے، شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح سنن ابوداود میں صحیح کہا ہے نیز دیکھئے ارواء الغلیل ح (۲۸۴)۔

(۲) دیکھئے، الشرح الممتع ۱/۱۸۸، وفتاوی المسح علی الخفین للشیخ ابن عثیمین ص (۷)۔

(۳) دیکھئے الفتاوی الاسلامیۃ وشرح العمدۃ للشیخ ابن باز ص (۲۱) وفتاوی اللجنۃ الدائمۃ ۵/۲۳۸، ۲۴۳، ۲۴۶۔

تائید ہوتی ہے جب کہ حرام کا انکار کرنا ضروری ہے.(۱)

ساتویں شرط: مسح کرنے کے بعد مدت ختم ہونے سے پہلے موزہ نہ نکالے!

بنابریں اگر مسح کرنے کے بعد مدت ختم ہونے سے پہلے موزہ نکال دیا، تو وضو ٹوٹ جائے گا، اور اسے از سرے نو پیر کے دھلنے ساتھ ساتھ مکمل وضوء کرنا پڑے گا(۲) اسی قول کو امام علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ نے راجح قرار دیا ہے. یہی جمہور کا بھی قول ہے اور یہی قول درست بھی ہے.(۳)

مذکورہ شرائط کے علاوہ بعض علماء نے کچھ دیگر شرائط بھی ذکر کئے ہیں جن کی یا تو کوئی دلیل نہیں ہے، یا مذکورہ شرائط ان کو شامل ہیں.(۴)

مسح کو باطل کرنے والے امور

۱۔ جنابت یا دیگر موجبات غسل کے لاحق ہونے کے بعد مسح باطل ہو جاتا ہے، اور پورے بدن کا غسل کرنا لازم ہو جاتا ہے(۵)

۲۔ موزہ نکالنے کے بعد وضو راجح قول کے مطابق باطل ہو جاتا ہے جیسا کہ سابقہ سطور میں بیان کیا گیا ہے.

(۱) دیکھئے، الشرح الممتع ۱/۱۸۹، ومغنی ابن قدامہ ۱/۳۷۳، وشرح الزرکشی ۱/۳۹۶، اور اسی کا فتوی ہمارے شیخ ابن باز دیتے تھے.

(۲) دیکھئے، مغنی ابن قدامہ ۱/۳۷۳، وشرح العمدۃ فی الفقہ لابن تیمیہ ۲۵۷ والشرح الممتع ۱/۲۱۵.

(۳) دیکھئے فتاوی اللجنۃ الدائمۃ ۵/۲۵۱، ۲۵۲، وشرح بلوغ المرام وشرح العمدۃ للشیخ ابن باز مخطوط.

(۴) دیکھئے، منار السبیل ۱/۳۰ والسلسبیل فی معرفۃ الدلیل ۱/۱۴۲، جیسے ایسا موزہ جس میں عرفا چلنا ممکن ہو، وہ بذات خود پیر پر رکے ہوں، اتنا کشادہ نہ ہوں جس سے دھونے کی جگہ نظر آئے.

(۵) جیسا کہ صفوان بن عسال کی حدیث سے ثابت ہے جس کی تخریج گزر چکی ہے

۳ر مقررہ مدت کے ختم ہونے کے بعد مسح باطل ہوجاتا ہے،(۱) شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے اسی کو راجح قرار دیا ہے کہ جب مدت مسح ختم ہوجائے تو دوبارہ وضوء کرتے وقت موزہ نکال کر پیر کا دھونا ضروری ہے .اور پگڑی اتار کر سر کا مسح کرنا ضروری ہے.(۲)

چرمی اور غیر چرمی موزہ پگڑی پر مسح کرنے کا طریقہ

۱ر موزہ اور جورب کے بالائی حصہ پر مسح کرنا چاہئے!

دلیل ر: علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ(لو کان الدین بالرائے لکان أسفل الخفین أولی بالمسح من أعلاہ وقد رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یمسح علی ظاهر خفیه)(۳) اگر دین قیاس اور رائے پر ہوتا تو موزہ کا زیریں حصہ موزہ کے بالائی حصہ سے زیادہ موزوں ہوتا، میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو موزہ کے پشت پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے.

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ (کان یمسح علی الخفین) موزہ کے اوپر مسح کرتے تھے. کچھ راوی کا کہنا ہے(علی ظھر الخفین)(۴) موزہ کے پشت پر مسح کرتے تھے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خلال نے اپنی سند سے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ

(۱) دیکھئے شرح العمدۃ فی الفقہ لابن تیمیہ ص ۲۵۷، ومغنی لابن قدامۃ ۱ر ۳۶۶.

(۲) شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے اسے اپنی بلوغ المرام کی شرح میں ذکر کیا ہے اور اسی کا زیادہ تر فتوی دیتے تھے.

(۳) سنن ابوداود، کتاب الطہارۃ، باب کیف المسح ح (۱۶۲) اور شیخ ابن باز اور شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے دیکھئے ارواء الغلیل ح ۱۰۳.

(۴) سنن ابوداود، کتاب الطہارۃ، باب کیف المسح ح (۱۶۱) اور شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے دیکھئے صحیح ابوداود، ۱ر ۳۳.

عنہ سے روایت کیا ہے جس میں انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کے وضو کرنے کا طریقہ ذکر کیا ہے وہ کہتے ہیں: کہ اللہ کے رسول ﷺ نے وضو کیا، اور اپنے موزوں پر مسح کیا، آپ نے اپنے داہنے ہاتھ کو اپنے داہنے موزہ پر رکھا اور بائیں ہاتھ کو اپنے بائیں موزہ پر رکھا پھر آپ ﷺ نے دونوں موزوں کے بالائی حصہ کا ایک مرتبہ مسح کیا، مجھے ایسا لگتا ہے جیسے ابھی بھی میں آپ کے انگلیوں کے نشانات آپ کے موزوں پر دیکھ رہا ہوں (۱)

ابن عقیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: موزوں پر مسح کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دونوں موزوں کو دونوں ہاتھوں سے مسح کرے داہنے کو داہنے سے اور بائیں کو بائیں سے. (۲)

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ ایک ہاتھ سے مسح کیا جائے یا دونوں ہاتھوں سے جیسا بھی کیا جائے سب صحیح ہے.

پائتابہ اور چرمی موزہ دونوں پر مسح کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے جیسا کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (توضأ رسول الله ﷺ ومسح على الجوربين والنعلين) (۳) اللہ کے رسول ﷺ نے وضوء کیا اور جرابوں اور جوتیوں پر مسح کیا.

---

(۱) دیکھئے، مغنی لابن قدامۃ ۱/۳۷۷.

(۲) مغنی لابن قدامۃ ۱/۳۷۷ شرح العمدۃ فی الفقہ لابن تیمیۃ ص ۲۷۲ وشرح الزرکشی علی مختصر الخرقی ۱/۴۰۳.

(۳) سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب المسح علی الجوربین ح (۱۵۹) اور شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے، دیکھئے صحیح ابوداؤد ۱/۳۳.

ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ جب جوتا اور موزہ دونوں پر مسح کرے تو مسح کے بعد جوتے کو نہیں نکالنا چاہئے (۱)

رہا پگڑی اور عورت کے دوپٹہ پر مسح کرنا تو اس کے دو طریقے ہیں:

۱۔ مضبوطی سے باندھے ہوئے پگڑی اور دوپٹے پر مسح کرنا (اور اسی پر اکتفا کرنا).

۲۔ پیشانی کے بال پر مسح کرنا اور پگڑی پر مسح کی تکمیل کرنا. (۲)

اور صحیح قول یہی ہے کہ پگڑی اور دوپٹہ پر مسح کرنے کے لئے وہی شرائط ہیں جو موزہ پر مسح کرنے کے شرائط ہیں، علامہ ابن باز رحمہ اللہ نے اسی قول کو راجح قرار دیا ہے (۳)

پٹی پر مسح کرنے کا حکم

کچھ علماء کرام کا کہنا ہے کہ پٹی پر مسح کرنے کے تعلق سے جتنی بھی حدیثیں مروی ہیں سب ضعیف (۴) ہیں لیکن علامہ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: موزوں اور پٹی پر مسح کرنے کے سلسلے میں جو حدیثیں مروی ہیں، ان کو باہم ملانے سے پٹی پر مسح کرنے کا جواز معلوم ہوتا ہے کیونکہ موزوں پر مسح کرنا درحقیقت آسانی کے لئے مشروع کیا گیا ہے، بایں معنی پٹی پر مسح کرنا مشروعیت کے لئے زیادہ اولی ہے، کیونکہ نقصان سے بچنے کے لئے پٹی پر مسح کرنے کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ پٹی پر مسح کرنے کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں کیا گیا ہے (۲)

(۱) مغنی لابن قدامہ ۱/۳۷۵ شرح العمدۃ فی الفقہ لابن تیمیہ ص ۲۵۱، واختیارات لابن تیمیہ ص ۱۴.

(۲) بخاری، ح (۲۰۴-۲۰۵)

(۳) دیکھئے مغنی لابن قدامہ ۱/۳۸۳.

(۴) جیسے علی بن ابی طالب، ابن عباس، اور جابر رضی اللہ عنہم سے مروی احادیث، دیکھئے شرح بلوغ المرام للشیخ ابن باز رحمہ اللہ (۱۴۵-۱۴۷) مخطوط

(۵) دیکھئے شرح بلوغ المرام للشیخ ابن باز رحمہ اللہ (۱۴۵-۱۴۷) مخطوط.

پٹی اور موزہ پر مسح کرنے میں فرق

۱۔ پٹی پر اسی وقت مسح کر سکتے ہیں جب اس کے نکالنے پر تکلیف کا خدشہ ہو جبکہ موزہ پر بلا کسی تکلیف کے بھی مسح کر سکتے ہیں.

۲۔ وضو میں دھونے والی جگہ پر بندھی پوری پٹی پر مسح کرنا ضروری ہے کیونکہ اس میں کوئی مشقت نہیں ہے جبکہ موزہ کے کچھ حصہ پر مسح کرنا کافی ہے جیسا کہ سنت سے ثابت ہے. کیونکہ پورے موزہ پر مسح کرنا مشقت سے خالی نہیں ہے.(۱)

۳۔ پٹی پر مسح کرنے کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہے بلکہ جب تک اس پر مسح کرنے کی ضرورت ہوگی مسح کیا جائے گا. جب کہ موزہ کے لئے وقت مقرر ہے.

۴۔ پٹی پر حدث اصغر اور حدث اکبر دونوں میں مسح کرنا جائز ہے جبکہ موزہ پر صرف حدث اصغر میں مسح کر سکتے ہیں.

۵۔ راجح قول کی بنیاد پر پٹی باندھنے سے پہلے وضو کرنا ضروری نہیں ہے جبکہ موزہ پہننے سے پہلے باوضو ہونا ضروری ہے۔(۲)

۶۔ پٹی کسی عضو کے ساتھ خاص نہیں ہے جبکہ موزہ پیر کے ساتھ خاص ہے.(۳)

---

(۱) شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہی تمام فقہاء کا مسلک ہے دیکھئے فتاوی ابن تیمیہ ۱۸۲/۱۷۸/۲۱.

(۲) مغنی لابن قدامہ ۳۵۶/۱، فتاوی ابن تیمیہ ۱۷۹/۱۷۶/۲۱، نیز دیکھئے الاجوبۃ والأسئلۃ الفقہیۃ للسلمان ۳۱/۱ آپ نے مزید چند دیگر فروق کو ذکر کیا ہے.

(۳) دیکھئے، الشرح الممتع للشیخ ابن عثیمین ۲۰۴/۱.

پٹی پر مسح کرنے کا طریقہ

اعضائے طہارت پر زخم کی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں:

ا۔ زخم کھلا ہو اور دھونے سے نقصان کا خدشہ نہ ہو تو ایسی صورت میں زخم کا دھونا واجب ہے.

۲۔ ا/ زخم کھلا ہو اور دھونا نقصان دہ ہو، لیکن مسح کرنا نقصان دہ نہ ہو تو ایسی صورت میں زخم کا مسح کرنا واجب ہے.

۳/ زخم کھلا ہو اور دھونا اور مسح کرنا دونوں نقصاندہ ہو، تو ایسی صورت میں زخم پر پٹی باندھ لے اور پٹی پر مسح کرے، اور اگر مسح کرنا نقصاندہ ہو تو ایسی صورت میں (بقیہ جو دھونے کے لائق ہیں ان کو دھولے اور جس کو نہیں دھویا ہے) اس کے بدلے میں تیمّم کرے.

۴/ اگر زخم پٹی یا جبس وغیرہ سے پوشیدہ ہو تو ایسی صورت میں مسح کرنا کافی ہے دھونے کی ضرورت نہیں ہے.(۱)

اور صحیح بات اس سلسلے میں یہی ہے کہ جب کسی عضو پر مسح کرلیا جائے تو اس کے بدلے تیمّم کرنے کی ضرورت نہیں ہے البتہ اگر اعضائے وضوء میں سے کوئی ایسا عضو ہے جس پر مسح نہیں کیا گیا ہے تو اس کے بدلے تیمّم کرے.(۲)

(۱) دیکھئے، المسح علی الخفین للشیخ ابن عثیمین ص (۲۵).

(۲) فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء ۲۳۸/۵، والشرح الممتع ۲۰۲/۱.

غسل

ساتویں فصل

غسل کوواجب کرنے والے امور:

ا۔تیزی سے لذت کے ساتھ منی کا نکلنا:

ا:ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:(الماء من الماء)(۱) پانی پانی سے ہے.

۲:علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:(اذا رایت المذی فاغسل ذکرک وتوضا وضوئك للصلاة فاذا فضخت الماء فاغتسل)(۲) جب مذی کو دیکھوتو عضوتناسل کودھولو،اورنماز کے وضو کی طرح وضوکرواور جب پانی (منی) تیزی سے نکلےتو غسل کرو!

البتہ سونے والا جب بیدار ہونے کے بعد اپنے کپڑے پر منی کے اثرات دیکھے،تو اس پرغسل واجب ہوجاتا ہے،خواہ اسے شہوت ولذت یاد ہو یا نہ ہو .

۳:ام المومنین ام سلمہ وعائشہ وانس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے،کہ ابوطلحہ کی بیوی ام سلیم رضی اللہ عنہا،اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئیں اور کہا اے اللہ کے رسول اللہ تعالی حق بیان کرنے سے شرم نہیں کرتا ہے،کیا عورت کو جب احتلام ہوجائے تو اس

---

(۱) مسلم،کتاب الحیض ،باب الماء من الماء ح(۳۴۳).

(۲) سنن ابوداؤد،کتاب الطہارۃ،باب المذی ح(۲۰۶) اور شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے دیکھئے صحیح ابوداؤد،۱/۴۰ وارواءالغلیل ۱/۱۶۲.

پر غسل کرنا ضروری ہے، تو آپ نے فرمایا: ہاں جب وہ پانی (منی) دیکھ لے(۱).

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب سونے کی حالت میں منی کا خروج ہو، تو مطلقا غسل واجب ہو جاتا ہے، خواہ لذت کے ساتھ زور سے نکلا ہو یا بلا لذت نکلا ہو، کیونکہ سونے والے کو کبھی لذت وغیر لذت کا احساس نہیں ہوتا ہے.

بنابریں جب مرد یا عورت خواب دیکھے، اور بیدار ہونے کے بعد کپڑے پر منی کے اثرات دیکھے، تو اس پر غسل واجب ہے، اور اگر خواب دیکھے لیکن بیدار ہونے کے بعد منی کے اثرات نہ دیکھے تو اس پر غسل واجب نہیں، ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے میرے علم کی حد تک اس پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے.

سونے والا بیدار ہونے کے بعد اگر اپنے کپڑے پر تری دیکھے تو اس کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں:

پہلی صورت: اسے یقین ہو کہ یہ تری منی کی ہے، تو ایسی صورت میں غسل واجب ہے، خواہ اسے خواب یاد ہو یا نہ ہو، یہی وجہ ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ فجر کی نماز پڑھانے کے بعد منی کے اثرات کو دیکھا، تو غسل کیا، کپڑے کو دھلا، اور اس کپڑے میں سب سے آخری بار سونے کے بعد پڑھنے والی نماز کا اعادہ کیا.(۳)

دوسری صورت: اسے یقین ہو کہ یہ تری منی کی نہیں ہے تو ایسی صورت میں غسل

(۱) بخاری، کتاب الغسل، باب :اذا احتلمت المرأة ح (۲۸۲) ومسلم ح (۳۱۰-۳۱۳)

(۲) مغنی لابن قدامة ۱/۲۶۶، الشرح الممتع للشیخ ابن عثیمین ۱/۲۷۹.

(۳) مغنی لابن قدامة ۱/۲۶۶، و ۱/۲۷۰، اثر کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے ۱/۱۷۰.

واجب نہیں ہے، البتہ بھیگی ہوئی جگہ کو دھلنا ضروری ہے، کیونکہ یہ پیشاب کے حکم میں ہے(۱)

تیسری صورت: اسے منی کے ہونے نہ ہونے میں تردد ہو (۲)، ایسی صورت میں اس کی دو حالت ہوسکتی ہے.

پہلی حالت: سونے سے پہلے اسے یاد آرہا ہو کہ اس نے اپنی بیوی سے دل لگی کی ہے، یا بشہوت اسے دیکھا ہے، یا ہم بستری کے شہوانی خیالات اس کے دل میں آئے ہیں، ان تمام صورتوں میں اس تری کو وہ مذی پر محمول کرے، کیونکہ مذی عموما ہم بستری کے شہوانی خیالات کے بعد بغیر احساس کے نکلتی ہے، اور ایسی صورت میں اس پر غسل واجب نہیں ہوگا، اسے چاہئے کہ اپنے عضو تناسل اور فوطوں کو اور جہاں کپڑے پر تری ہے اس کو دھل لے اور نماز کی طرح وضو کرے.

دوسری حالت: سونے سے پہلے اس نے نہ تو اپنی بیوی سے دل لگی کی ہو، اور نہ ہی ہم بستری کے شہوانی خیالات اس کے دل میں آئے ہوں ایسی صورت میں علماء کرام کے دو قول ہیں:

پہلا قول: اس پر غسل واجب ہے.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ ایک

---

(۱) الشرح الممتع للشیخ ابن عثیمین ۲۸۰/۱.

(۲) مغنی لابن قدامۃ ۲۷۰/۱.

شخص بیداری کے بعد کپڑے پر تری پاتا ہے، لیکن اسے خواب یاد نہیں ہے تو آپ نے کہا کہ وہ غسل کرے، اور ایک ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس کو خواب یاد ہو لیکن تری نہ دیکھے، آپ نے فرمایا: اس پر غسل نہیں ہے.(۱)

لہذا اس دوسری حالت میں اس حدیث کے بموجب ازالہ شک کے لئے احتیاطا غسل کرلے بہتر ہے(۲).

دوسرا قول: اس پر غسل واجب نہیں ہے: کیونکہ طہارت اصل ہے، جو شک سے زائل نہیں ہوگی، بلکہ اس کے لئے یقین کا ہونا ضروری ہے(۳).

۲۔مرد وزن کے ختنوں کا باہم ملنا:

۱: ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جب کوئی عورت کے چاروں شاخوں کے درمیان بیٹھ جائے، اور اس کے ساتھ پوری کوشش (یعنی جماع) کرلے، تو اس پر غسل واجب ہو جاتا ہے.(۴).

۲: عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جب کوئی عورت کے چاروں شاخوں کے درمیان بیٹھ جائے اور ختنہ ختنہ سے مل جائے، تو اس

---

(۱) سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب الرجل یجد البلۃ فی منامہ ح (۲۳۶) وترمذی ح (۱۱۳) وابن ماجہ ح (۶۱۲) ومسند امام احمد ۲۵۶/۶ اور شیخ البانی نے اسے حسن کہا ہے دیکھئے صحیح ابوداؤد، ۴۶/۱ ح (۲۱۶).

(۲) المغنی لابن قدامۃ ۲۷۰/۱ والشرح الممتع للشیخ ابن عثیمین ۲۸۰/۱.

(۳) مغنی لابن قدامۃ ۲۷۰/۱ والشرح الممتع للشیخ ابن عثیمین ۲۸۰/۱ وشرح الزرکشی علی مختصر الخرقی ۲۷۷/۱.

(۴) بخاری، کتاب الغسل، باب اذا التقی الختانان ح (۲۹۱) ومسلم ح (۳۴۸).

پر غسل واجب ہو جاتا ہے.(۱)

مذکورہ دونوں اسباب غسل پر اللہ تعالی کا یہ فرمان ﴿وان کنتم جنبا فاطهروا﴾(۱) بھی دلالت کرتا ہے (مذکورہ دونوں حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر مرد کے عضو تناسل کا صرف ختنہ کا حصہ عورت کی ختنہ کی جگہ یعنی شرمگاہ میں داخل ہو جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے خواہ منی کا خروج ہو یا نہ ہو).

۳۔کافر کا مسلمان ہونا: خواہ از سر نو مسلمان ہو رہا ہو، یا مرتد ہونے کے بعد دوبارہ مسلمان ہو رہا ہے.

ا: قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے پاس اسلام قبول کرنے کے ارادہ سے گیا (فأمرني أن أغتسل بماء وسدر)(۳) تو آپ نے ہمیں پانی اور بیری کے پتوں سے غسل کرنے کا حکم دیا.

اسلام کے بعد غسل کرنے کی حکمت یہ ہے کہ جب بندہ نے اپنے باطن کو اسلام کے ذریعہ شرک کی آلائشوں سے پاک کیا، تو مناسب یہی ہے کہ ظاہری حصہ کو بھی غسل کے ذریعہ صاف کر لے.

کچھ علماء کرام کا کہنا ہے کہ قبول اسلام کے بعد غسل کرنا واجب نہیں بلکہ مستحب

(۱) مسلم، کتاب الحیض، باب نسخ الماء من الماء، ووجوب الغسل بالتقاء الختانین ح (۳۴۹).

(۲) سورہ مائدہ آیت ٦.

(۳) سنن ابو داؤد، کتاب الطہارۃ، باب فی الرجل یسلم فیومر بالغسل ح (۳۵۵) والنسائی ح (۱۸۸) وترمذی ح (۶۰۵) مسند امام احمد ۲۰۵/۵، اور شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے دیکھئے ارواء الغلیل ۱۶۳/۱.

ہے کیونکہ اس سلسلے میں آپ کا کوئی عمومی حکم نہیں کہ جو بھی اسلام قبول کرے وہ غسل کرے، اسی طرح بہت سارے صحابۂ کرام مسلمان ہوئے لیکن ان کے بارے میں یہ نہیں منقول ہے کہ آپ نے انہیں غسل کرنے کا حکم دیا ہے، اور اگر اسلام کے بعد غسل کرنا واجب ہوتا تو روزہ مرہ کی ضرورت کی پیش نظر یہ بات لوگوں کے درمیان مشہور ومعروف ہوتی اور تواتر کے ساتھ منقول ہوتی.

وجوب کے قائلین مذکورہ تفصیل کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ وجوب کا حکم زیادہ قوی ہے، کیونکہ اسلام قبول کرنے کے بعد غسل کرنے کا حکم دینا آپ ﷺ سے ثابت ہے اور امت کے ایک فرد کو کسی چیز کا حکم دینا ساری امت کے لئے وہ حکم ہے.

علماء کرام کی ایک تیسری جماعت کا کہنا ہے کہ: حالت کفر میں اگر اس نے کوئی ایسا کام کیا ہے جس سے غسل واجب ہوتا ہے، تو اس پر غسل کرنا واجب ہے ورنہ نہیں (۱)

علامہ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسلام قبول کرنے کے بعد غسل کرنا سنت ہے واجب نہیں کیونکہ آپ ﷺ نے اسلام قبول کرنے والوں کی ایک بڑی تعداد کو غسل کرنے کا حکم نہیں دیا ہے (اس لئے چند ایک کے لئے آپ کا حکم دینا سنت پر محمول کیا جائیگا)

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسلام قبول کرنے کے بعد غسل کرنا واجب ہے، خواہ اسلام قبول کرنے سے پہلے جنبی ہوا ہو یا نہ ہوا ہو. (۳)

(۱) مغنی ابن قدامہ ۱/۲۷۰، الشرح الممتع للشیخ ابن عثیمین ۱/۲۸۰.

(۲) دیکھئے شرح بلوغ المرام للشیخ ابن باز رحمہ اللہ ح (۱۲۱) مخطوط

(۳) زاد المعاد فی فقہ قصۃ قدوم وفد دوس ۳/۶۲۷

۴۔شہید کے علاوہ مسلمان کی موت: یعنی کسی مسلمان کے مرنے بعد زندوں پر اس کا غسل دینا واجب ہے.

ا:ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ اس حدیث میں جس میں ایک محرم صحابی کے اونٹنی سے گرکر کے مرنے کا واقعہ مذکور ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:(اغسلوہ بماء وسدر وکفنوہ فی ثوبیہ)(۱) اسے پانی اور بیری کے پتوں سے نہلاؤ، اوراس کے دونوں (احرام کے) کپڑوں میں کفنادو.

۲۔ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہم آپ ﷺ کی دختر کو غسل دے رہی تھیں ،اتنے میں آپ تشریف لائے اورفرمایا:(اغسلنها ثلاثا أو أكثر من ذلك ان رأيتن ذلك)(۲) انہیں تین بار یا اس سے زیادہ اگر ضرورت ہو تو غسل دو.

۵۔ماہواری: ماہواری کا خون بند ہونے کے بعد غسل کرنا لازم ہے، بند ہونے سے پہلے غسل کرنا پاکی کے لئے کافی نہیں ہوگا، ارشاد باری تعالی ہے:﴿ويسئلونك عن المحيض قل هو أذى فاعتزلوا النساء في المحيض حتى يطهرن فاذا تطهرن فأتوهن من حيث أمركم الله ان الله يحب التوابين ويحب المتطهرين﴾(۳) وہ لوگ آپ سے

---

(۱) بخاری، کتاب الجنائز، باب الحنوط للمیت ح (۱۲۶۶) ومسلم ح (۱۲۰۶).

(۲) بخاری، کتاب الجنائز، باب غسل المیت ووضوءه بالماء والسدر ح (۱۲۵۳) ومسلم ح (۹۳۹).

(۳) سورۃ البقرۃ آیت نمبر (۲۲۲).

حیض کے متعلق سوال کرتے ہیں تو کہہ دیجئے یہ گندگی ہے، لہذا حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو، اور جب تک پاک نہ ہو جائیں، ان کے قریب نہ جاؤ ہاں جب وہ پاک ہو جائیں (یعنی غسل کرلیں) تو ان کے پاس اس راستے سے جاؤ جہاں سے اللہ تعالی نے تمہیں حکم دیا ہے، بیشک اللہ تعالی بہت توبہ اور خوب پاکی حاصل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے.

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ فاطمہ بنت حبیش رضی اللہ عنہا استحاضہ کی دائمی مریض تھیں، انہوں نے جب آپ ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: یہ ایک رگ ہے حیض نہیں ہے، جب تمہارا حیض آئے تو نماز چھوڑ دو، اور جب ختم ہو جائے تو غسل کرو اور نماز پڑھو!(۱)

٦۔نفاس:

ماہواری کی طرح دم نفاس بھی بند ہونے کے بعد غسل کرنا لازم ہے، بند ہونے سے پہلے غسل کرنا پاکی کے لئے کافی نہیں ہوگا، ماہواری اور نفاس دونوں کا حکم ایک ہے کیونکہ دم نفاس درحقیقت دم حیض ہی ہے، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ کا عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے (مالك نفست؟)(۳) کیا تمہیں ماہواری آگئی ہے، یہاں آپ نے لفظ نفاس حیض کے لئے استعمال کیا ہے .

(۱) بخاری، کتاب الحیض باب اقبال المحیض وادبارہ ح (۳۲۰) ومسلم ح (۳۳۳).

(۲) دیکھئے مغنی لابن قدامۃ ۱/۳۷۷ والشرح الممتع للشیخ ابن عثیمین ۱/۲۸۷، ۱/۴۴۱ وشرح الزرکشی علی مختصر الخرقی ۱/۲۸۹.

(۳) بخاری، کتاب الحیض باب الامر بالنفساء اذا نفسن ح (۲۹۴) ومسلم ح (۱۲۱۱).

چنانچہ یہی دم حیض ایام حمل میں بچے کی غذا کا م دیتا ہے، اور جب بچے کی ولادت ہو جاتی ہے، تو اس کا مصرف ختم ہونے کے بعد پھر وہ دوبارہ دم نفاس کی شکل میں نکلنا شروع ہو جاتا ہے. دم نفاس عموما ولادت کے وقت یا ولادت کے بعد یا ولادت سے ایک دن یا دو دن یا تین دن پہلے روانی کے ساتھ نکلتا ہے.

علماء کرام کا حیض اور نفاس کا خون بند ہونے کے بعد غسل کے واجب ہونے پر اتفاق ہے.(۱)

جنبی کو پانچ چیزوں سے باز رہنا چاہئے

ا۔نماز پڑھنی

دلیل: ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ یأیها الذین آمنوا لا تقربوا الصلاة وأنتم سكارى حتى تعلموا ما تقولون ولا جنبا الا عابرى سبيل حتى تغتسلوا ﴾(۲) اے ایمان والو! جب تم نشے میں مست ہو نماز کے قریب بھی نہ جاؤ، جب تک کہ اپنی بات سمجھنے نہ لگو، اور جنابت کی حالت میں جب تک غسل نہ کرلو، ہاں اگر راہ چلتے گزر جانے والے ہو اور بات ہے.

۲: ابو ہریرہ (۳)، علی (۴) اور ابن عمر (۵) رضی اللہ عنہم کی سابقہ حدیثیں بھی نماز

(۱) دیکھئے الشرح الممتع للشیخ ابن عثیمین ۱/۲۸۸.

(۲) سورۃ النساء آیت نمبر (۴۳).

(۳) بخاری ح (۱۳۵) ومسلم ح (۲۲۵) اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے.

(۴) سنن ابوداؤد ح (۶۱) وترمذی (۳) اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے.

(۵) مسلم ح (۲۲۴) اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے.

کے لئے جنابت سے طہارت کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں.

۲۔ بیت اللہ شریف کا طواف کرنا:

دلیل: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (الطواف بالبیت صلاۃ)(۱) بیت اللہ کا طواف کرنا نماز ہے.

۳۔ قرآن کا چھونا:

دلیل: عمرو بن حزم، حکیم بن حزام، اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (لا یمس القرآن الا طاھر)(۲) قرآن کو صرف طاہر ہی ہاتھ لگائے.

۴۔ قرآن پڑھنا:

دلیل: علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ (کان یقرئنا القرآن مالم یکن جنبا)(۳) ہمیں سوائے حالت جنابت کے ہر حالت میں قرآن پڑھایا کرتے تھے. اور دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ

(۱) صحیح، صحیح سنن النسائی کتاب المناسک باب اباحۃ الکلام فی الطواف ح (۲۹۲۲) وترمذی (۹۶۰) وابن خزیمہ ۲۲۲/۴.

(۲) مالک، کتاب القرآن، باب الأمر بالوضوء لمن مس القرآن ح (۱) والدارقطنی ح (۴۳۱۔۴۳۳) وحاکم ۳۹۷/۱ اور البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے دیکھئے ارواء الغلیل ۱۵۸/۱۔ والتلخیص الحبیر لابن حجر ۱۳۱/۱۔ اور شرح ممتع ۲۶۱/۱.

(۳) سنن ترمذی، کتاب الطہارۃ، باب ماجاء فی الرجل یقرء القرآن علی کل حال مالم یکن جنبا، ح (۱۴۶) وابوداؤد ح (۲۲۹) والنسائی ح (۲۶۵) وابن ماجہ ح (۵۹۴) ومسند امام احمد ۸۴/۱، حافظ ابن حجر نے التلخیص الحبیر ۱۳۱/۱۔ میں کہا کہ اس حدیث کو ابن سکن اور عبد الحق نے حسن کہا ہے شیخ شعیب أرنؤوط اور شیخ ابن باز نے بھی اسے حسن کہا ہے، نیز دیکھئے جامع الأصول ۱۲۴/۴ وشرح عمدۃ الفقہ لابن تیمیہ ۳۸۶/۱.

(كان يخرج من الخلاء فيقرئنا ويأكل معنا اللحم ولم يكن يحجبه أو يحجزه عن القرآن شيء سوى الجنابة)

بیت الخلاء سے نکلتے تھے ہمیں قرآن پڑھاتے تھے، ہمارے ساتھ گوشت کھاتے تھے، سوائے جنابت کے کوئی چیز آپ کو قرآن (پڑھنے) سے نہیں روکتی تھی.

۲: علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے وضو کیا پھر قرآن کا کچھ حصہ تلاوت کرنے کے بعد فرمایا: (هذا لمن ليس بجنب أما الجنب فلا ولا آية)(۱) اس طرح کرنا ایسے شخص کے لئے (جائز) ہے جو جنبی نہیں ہے اور اگر جنبی ہے تو وہ ایسا نہیں کرسکتا ہے بلکہ ایک آیت بھی تلاوت نہیں کرسکتا ہے.

۵۔ مسجد میں ٹھہرنا:

دلیل ۱: ارشاد باری تعالی ہے: ﴿يأيها الذين آمنوا لا تقربوا الصلاة وأنتم سكارى حتى تعلموا ما تقولون ولا جنبا الا عابرى سبيل حتى تغتسلوا﴾ (۲) اے ایمان والو! جب تم نشے میں مست ہو نماز کے قریب بھی نہ جاؤ، جب تک کہ اپنی بات سمجھنے نہ لگو، اور جنابت کی حالت میں جب تک غسل نہ کرلو، ہاں اگر راہ چلتے گزر جانے والے ہو اور بات ہے.

۲: عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ان گھروں کا رخ مسجد کی طرف سے پھیر دو (فانی لا احل المسجد لحائض ولا جنب)(۳)

---

(۱) مسند امام احمد ح (۸۸۲) شیخ احمد شاکر نے کہا کہ اس کی سند صحیح ہے اور شیخ ابن باز نے کہا کہ اس کی سند جید ہے: دیکھئے فتاوی اسلامیہ ۱/۲۳۹

(۲) سورۃ النساء آیت: ۴۳.

(۳) سنن ابوداؤد کتاب الطہارۃ، باب فی الجنب یدخل المسجد ح (۲۳۲) حافظ ابن حجر نے التلخیص الحبیر ۱/۱۳۱۔ بقیہ اگلے صفحہ پر

کیونکہ میں مسجد کو جنبی اور حائضہ کے لئے حلال نہیں جانتا.

البتہ اگر جنبی مسجد کے اندر سے گزرنا چاہے، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے

ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ ولا جنبا الا عابری سبیل حتی تغتسلوا ﴾

اسی طرح حائضہ اور نفساء بھی مسجد کے اندر سے گزر سکتی ہیں بشرطیکہ مسجد کو گندہ کرنے کا اندیشہ نہ ہو:

دلیل ا: عائشہ رضی اللہ عنھا کا بیان ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے کہا مجھے مسجد سے مصلی پکڑاؤ، میں نے کہا اے اللہ کے رسول میں حائضہ ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے .(۱)

۲: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دریں أثناء اللہ کے رسول ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے آپ نے فرمایا عائشہ! مجھے کپڑا لا دو عائشہ رضی اللہ عنھا نے کہا اے اللہ کے رسول میں حائضہ ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا لے آؤ تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے.(۲)

۳: میمونہ رضی اللہ عنھا کا بیان ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ ہم میں سے کسی (ازواج مطہرات) کے پاس آتے وہ حالت حیض میں ہوتی تھیں، آپ ان کی گود میں سر مبارک رکھ کے قرآن پڑھا کرتے تھے، پھر وہ مسجد میں اسی حالت حیض میں

اگلے صفحہ کا بقیہ: ہیں کہ امام احمد نے اس حدیث کے بارے میں کہا کہ ہمیں اس میں کوئی حرج نظر نہیں آتا، ابن خزیمہ نے اس حدیث کو صحیح اور ابن قطان نے حسن کہا ہے نیز شیخ شعیب أرنؤوط نے جامع الاصول (۲۰۵/۱۱) میں بھی اسے حسن کہا ہے، اور شیخ ابن باز نے بلوغ المرام کی شرح، ح (۱۳۲) میں کہا کہ ہمیں اس کی سند میں کوئی حرج نظر نہیں آتا ہے.

(۱) مسلم، کتاب الحیض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجھا وترجیلہ وطھارۃ سؤرھا ح (۲۹۸).

(۲) مسلم، کتاب الحیض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجھا وترجیلہ وطھارۃ سؤرھا ح (۲۹۹).

اپنے مصلی کو بھی رکھ آتیں تھیں.(۱)

علامہ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: صحابۂ کرام حالت جنابت میں مسجد کے اندر سے گزرتے تھے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ اللہ کی طرف سے انہیں اس کی اجازت ہے .رہا آپ ﷺ کا یہ فرمان (فانی لا احل المسجد لحائض ولا جنب) (۲)[بلاشبہ میں حائضہ اور جنبی کے لئے مسجد میں داخلہ جائز قرار نہیں دیتا] تو یہ مسجد میں ٹھہرنے اور بیٹھنے کے متعلق ہے نہ کہ صرف گزرنے کے بارے میں.

رہی زید بن اسلم کی حدیث (أن بعض أصحاب النبی ﷺ کانوا اذا توضؤا جلسوا فی المسجد)(۳)[کہ کچھ صحابہ کرام جب وضو کر لیتے تھے تو مسجد میں بیٹھتے تھے] یہ امام احمد امام اسحاق وغیرہ کی دلیل ہے جو حائضہ اور جنبی کو مسجد میں وضو کرنے کے بعد ٹھہرنا جائز جانتے ہیں.

اس سلسلے میں دوسرا قول یہ ہے کہ حائضہ اور جنبی اگر وضو بھی کرلیں تب بھی ان کے لئے مسجد میں ٹھہرنا جائز نہیں ہے. جیسا کہ اللہ تعالی کے اس قول ﴿ ولا جنبا الا عابری سبیل حتی تغتسلوا ﴾[سورۃ النساء:۴۳] اور اللہ کے رسول ﷺ کے اس فرمان (انی لا احل المسجد لحائض ولا جنب)

---

(۱) حمیدی ح (۳۱۰) ومسند احمد ۶/۳۳۱، ۳۳۴، والنسائی، کتاب الطہارۃ، باب بسط الحائض الخمرۃ فی المسجد ح (۲۷۲).

(۲) سنن ابوداود، کتاب الطہارۃ، باب فی الجنب یدخل المسجد ح (۲۳۲) اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے.

(۳) دیکھئے المنتقی للمجد ابن تیمیۃ ۱/۱۴۱-۱۴۲، وشرح العمدۃ لابن تیمیۃ ۱/۳۹۱ زید بن اسلم کے بارے کلام ہے دیکھئے حاشیۃ المنتقی ۱/۱۴۲.

[بلا شبہ میں حائضہ اور جنبی کے لئے مسجد میں داخلہ جائز قرار نہیں دیتا] کے عموم سے معلوم ہوتا ہے .اور یہی قول قوی اور واضح ہے، رہا چند صحابہ کرام کا وضوء کرنے کے بعد مسجد میں بیٹھنا، جیسا کہ اس سے پہلے گزرا تو ہوسکتا ہے کہ، انہیں جنبی کو مسجد میں بیٹھنے کی ممانعت کی دلیل معلوم نہ رہی ہو، بنابریں اس آیت کریمہ ﴿ ولا جنبا الا عابری سبیل حتی تغتسلوا ﴾[سورۃ النساء:۴۳] پر عمل کرتے ہوئے جنبی کو مسجد میں نہیں بیٹھنا چاہئے.

رہے زید بن اسلم جو حدیث کے راوی ہیں، تو اگر چہ امام مسلم نے ان سے روایت کیا ہے لیکن اگر یہ کوئی حدیث تنہا روایت کریں تو اس کے قبول کرنے میں دل میں جھجھک رہتا ہے.

غسل کے شرائط

غسل کے شرائط آٹھ ہیں:

۱۔نیت ۲۔اسلام ۳۔عقل ۴۔تمیز ۵۔۶۔پانی کا پاک اور مباح ہونا ۷۔چمڑے پر پانی پہونچنے سے مانع چیز کا ازالہ ۸۔موجب غسل کا ختم ہونا.(۳)

(۱) شیخ نے یہ بات مجد ابن تیمیہ کی کتاب منتقی کی حدیث نمبر (۳۹۶) کی شرح میں کہی ہے.جس کی ہماری لائبریری میں آڈیو کیسٹ موجود ہے نیز دیکھئے الشرح الممتع للشیخ ابن عثیمین ۱/۲۹۴.

(۲) ابن قاسم نے الروض المربع میں نقل کیا ہے کہ ابتدائے طہارت سے انتہائے طہارت تک نیت کا استمرار واجب ہے ۱/۱۹۸، لیکن یہ واجب ہے یا شرط ہے اس پر غور کرنا چاہئے ؟

(۳) دیکھئے حاشیہ الروض المربع لابن قاسم ۱/۱۸۹، ۱۹۳، ۱۹۴، ومنار السبیل.

غسل کرنے کا طریقہ

ذیل میں فرائض وواجبات اور مستحبات پر مشتمل مکمل غسل کا طریقہ بیان کیا جا رہا ہے:

ا۔دل سے کامل غسل کی نیت کرے!

دلیل: عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرء ما نوی)(۱) اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر آدمی کے لئے صرف وہی ہے جس کی وہ نیت کرے.

۲۔بسم اللہ کہے!

دلیل: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ (لا صلاۃ لمن لا وضوء له ولا وضوء لمن لم یذکر اسم الله علیه)(۲) اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جس کا وضوء صحیح نہ ہو، اور اس شخص کا وضوء نہیں ہوتا جو اس پر بسم اللہ نہیں پڑھتا.

۳۔دونوں ہتھیلیوں کو تین بار دھلے، جیسا کہ عائشہ اور میمونہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے(۳)

۴۔بائیں ہاتھ سے اپنے شرمگاہ کو دھلے اور تمام آلائشوں سے صاف کرے، جیسا کہ عائشہ اور میمونہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے.(۴)

---

(۱) بخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ ح(۱) ومسلم ح(۱۹۰۷).

(۱) صحیح، صحیح سنن ابوداؤد کتاب الطھارۃ باب فی التسمیۃ علی الوضوء، ح(۱۰۱) وترمذی(۲۵) وابن ماجہ(۳۹۸۔۳۹۹).

(۳) بخاری، کتاب الغسل باب الوضوء قبل الغسل، ح(۲۴۸) ومسلم ح(۳۱۶۔۳۱۷)

(۴) بخاری، کتاب الغسل باب الغسل مرۃ واحدۃ، ح(۲۵۷) ومسلم ح(۳۱۶۔۳۱۷).

۵/ ہاتھ پاک زمین پر رگڑ کر اچھی طرح دھلے، جیسا کہ عائشہ اور میمونہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے .(۱) یا کسی دیوار پر رگڑ کر دھل لے جیسا کہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے(۲).. یا صابون اور پانی سے دھل لے سب صحیح ہے.

۶/ نماز کی طرح کامل وضوء کرے جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے.(۳)
اور اگر چاہے تو سوائے پیر کے بقیہ سارے اعضائے وضو کو دھل لے، اور پیر کو غسل کے آخری میں دھلے. جیسا کہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے(۴).

۷/ پانی لے کر اپنی انگلیوں کے ذریعہ سر کے بالوں کی جڑوں میں داخل کرے، یہاں تک سر کا چمڑا تر ہو جائے، پھر یکے بعد دیگرے اپنے سر پر چلو سے تین مرتبہ پانی ڈالے جیسا کہ عائشہ اور میمونہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے(۵)

پہلے سر کو داہنی طرف سے دھلے پھر بائیں طرف سے پھر درمیان سے جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے.(۶)

عورت کے لئے غسل جنابت کرتے وقت چوٹیوں کا کھولنا ضروری نہیں ہے (بس اتنا کافی ہے کہ سر پر تین بار پانی بہا لے بایں طور کہ چمڑے تک پانی پہونچ جائے)، جیسا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی

---

(۱) بخاری، کتاب الغسل باب من افرغ بیمینہ علی شمالہ فی الغسل، ح (۲۶۶) ومسلم ح (۳۱۷).
(۲) بخاری، کتاب الغسل باب من توضأ من الجنابۃ ثم غسل سائر جسدہ، ح (۲۷۴)، مسلم ح (۳۱۷).
(۳) بخاری، کتاب الغسل باب الوضوء قبل الغسل، ح (۲۴۸) ومسلم ح (۳۱۶).
(۴) بخاری، کتاب الغسل باب الوضوء قبل الغسل، ح (۲۴۹).
(۵) بخاری، کتاب الغسل باب الوضوء قبل الغسل، ح (۲۴۸) ومسلم ح (۳۱۶، ۳۱۷).
(۶) بخاری، کتاب الغسل باب من بدأ بالحلاب أو الطیب عند الغسل، ح (۲۵۸) ومسلم ح (۳۱۸)

ہے،(۱) البتہ حیض سے غسل کرتے وقت چوٹیوں کا کھولنا مستحب ہے، جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے.(۲)

۸/اپنے پورے بدن پر پانی ڈالے جیسا کہ عائشہ اور میمونہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے .(۳) پہلے داہنے طرف ڈالے پھر بائیں طرف، جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے(أن النبی ﷺ كان يعجبه التيمن فی تنعله وترجله وطهوره وفی شأنه كله)(۴) کہ اللہ کے رسول ﷺ جوتی پہننے، کنگھی کرنے ،وضوء کرنے ،اور دیگر تمام امور میں داہنے طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے.

بغل اور اعضاء جسم کے شکن کی جگہوں کو، رانوں کے اوپری حصہ کو(یعنی جس جگہ پانی نہ پہونچنے کا خدشہ ہوا نہیں)اہتمام کے ساتھ دھلے.جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے(۵)

(۱) ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے کہا اے اللہ کے رسول میں اپنے سر کی چوٹی کو سختی سے باندھتی ہوں، کیا میں اسے غسل جنابت کے وقت کھولوں؟ تو آپ نے کہا نہیں تمہارے لئے یہی کافی ہے کہ تم سر پر تین بار پانی بہادو تو تم پاک ہو جاؤ گی اور ایک روایت میں ہے کہ: کیا میں اسے غسل حیض اور جنابت کے لئے کھولوں؟ تو آپ نے کہا نہیں. مسلم، کتاب الحیض باب حکم ضفائر المغتسلة ح(۳۳۰).

(۲) جیسا کہ آپ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب وہ حج کے موقعہ پر حائضہ ہوگئی تھیں تو کہا:(دعی عمرتك وانقضی رأسك وامتشطی)تم اپنے عمرہ کو چھوڑ دو اور اپنے سر کو(غسل کے لئے) کھولو اور کنگھی کرو.(۱) شیخ ابن باز مجد ابن تیمیة کی کتاب منتقی کی شرح میں کہتے ہیں کہ عورت کے لئے غسل حیض کے لئے سر کا کھولنا مستحب ہے اور غسل جنابت کے لئے نہیں نیز دیکھئے فتح الباری ۱/۴۱۸.

(۳) بخاری، کتاب الغسل باب الوضوء قبل الغسل ح(۲۴۸) ومسلم ح(۳۱۶).

(۴) بخاری، کتاب الوضوء باب فی التیمن فی الوضوء والغسل ح(۱۶۸) ومسلم ح(۲۶۸).

(۵) اس حدیث میں ہے(ثم غسل مرافغه) پھر آپ ﷺ جوڑوں کو دھوتے تھے یعنی جہاں میل کچیل زیادہ اکٹھا ہو جاتے ہیں، سنن ابوداؤد کتاب الطهارة باب فی الغسل من الجنابة، ح(۲۴۳) اور البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے دیکھئے صحیح سنن ابوداؤد ۱/۴۸.

پانی جس جگہ بغیر ملے نہ پہونچے اس جگہ کو ملے.(۱)

۹/غسل کی جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ اپنے قدم کو دھلے جیسا کہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے(۲).اور غسل کے بعد بہتر ہے کہ اپنے اعضاء کو کسی کپڑے سے خشک نہ کرے، جیسا کہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے،(۳)اور پانی استعمال کرنے میں فضول خرچی نہ کرے اور نہ ہی افراط اور تفریط کرے، یہی غسل کامل کا طریقہ ہے (۴).

مسنون غسل

۱۔نماز جمعہ کے لئے غسل کرنا:

۱/ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا :

(۱) شرح العمدة فی الفقه لابن تیمیة ۱/۳۶۸ جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: پھر وہ اپنے سر پر پانی ڈالے اور اچھی طرح ملے.

(۲) بخاری، کتاب الغسل باب الوضوء قبل الغسل ح (۲۴۹) ومسلم ح (۳۱۷) شیخ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نہانے والے کو چاہئے کہ غسل سے فراغت کے بعد پیر کو دھل لے، خواہ پہلے دھلا ہو یا نہ دھلا ہو.

(۳) میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: غسل سے فراغت کے بعد آپ کے پاس میں تولیہ لے کے آئی تو آپ ﷺ نے اسے نہیں لیا اور مسلم شریف میں ہے کہ اس سے آپ ﷺ نے پانی کو خشک نہیں کیا، بخاری، کتاب الغسل باب فی المضمضة والاستنشاق فی الجنابة ح (۲۵۹) ومسلم ح (۳۱۷).

(۴) رہا غسل کفایہ، تو وہ اس طرح ہے کہ غسل کی نیت کرے، بسم اللہ کہے، کلی کرے اور ناک میں پانی ڈال کر صاف کرے، اور سارے بدن پہ پانی ڈالے، (اگر کوئی اس طرح غسل کرتا ہے تو اس کا بھی غسل کافی اور صحیح ہے) اللہ کے رسول ﷺ کا غسل کامل غسل ہے جس میں گیارہ چیزیں پائی جاتی تھیں، نیت کرنا، بسم اللہ کہنا، ہاتھ کو تین بار دھلنا، شرمگاہ کو دھلنا، ہاتھ کو مل کر دھلنا، وضوء کرنا، سر اور ڈاڑھی کے بال کے جڑوں کو پانی سے تر کرنا، سر پر تین چلو (بار) پانی ڈالنا، پھر پورے بدن پر پانی ڈالنا، بدن کو ملنا، داہنی طرف سے شروع کرنا غسل کی جگہ سے ہٹ کر اپنے قدم کو دھلنا.(اس طرح غسل کرنا افضل اور مسنون ہے).

:(غسل الجمعة واجب علی کل محتلم)(۱) ہر بالغ شخص پر جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے،،

۲/ نیز ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (الغسل یوم الجمعة واجب علی کل محتلم وأن یستن وأن یمس طیبا ان وجد)(۲) جمعہ کے دن ہر بالغ شخص پر غسل کرنا واجب ہے، اور مسواک کرے اور حسب استطاعت خوشبو لگائے.

۳/ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (حق الله علی کل مسلم أن یغتسل فی کل سبعة أیام یغسل راسه وجسده)(۳) ہر مسلمان پر اللہ کا حق ہے کہ وہ سات دن میں غسل کرے، اس (غسل) میں اپنے سر اور جسم کو دھوئے.

۴/ نیز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (من اغتسل ثم أتی الجمعة فصلی ما قدر له ثم أنصت حتی یفرغ الامام من خطبته ثم یصلی معه غفر له ما تقدم ما بینه وبین الجمعة الاخری وفضل ثلاثة أیام)(۴) جس نے غسل کیا

---

(۱) بخاری، کتاب الجمعة باب فضل الغسل یوم الجمعة ح (۸۷۹)، مسلم ح (۸۴۶).

(۲) بخاری، کتاب الجمعة باب الطیب للجمعة ح (۸۸۰)، مسلم ح (۸۴۶).

(۳) بخاری، کتاب الجمعة باب هل علی من لم یشهد الجمعة غسل ح (۸۹۷)، مسلم ح (۸۴۹).

(۴) مسلم، کتاب الجمعة باب فضل من استمع وأنصت فی الجمعة ح (۸۵۷)

پھر جمعہ کے لئے آیا، پھر اس سے جتنا ہو سکا نماز پڑھا، پھر خاموش ہو کر خطبہ سنتا رہا یہاں تک کہ امام خطبہ سے فارغ ہو جائے، پھر امام کے ساتھ نماز پڑھے، تو اس جمعہ سے اگلے جمعہ تک اور مزید تین دنوں (یعنی کل دس دنوں کے اس کے گناہوں) کو بخش دیا جائے گا.

۵۔ابوسعید خدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے، اپنے کپڑوں میں سے اچھا کپڑا پہنے، اور اگر اس کے پاس خوشبو میسر ہو تو خوشبو لگائے پھر جمعہ (کی نماز) کے لئے آئے اور لوگوں کی گردنیں نہ پھاندے(۱) (جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائے) پھر جتنا ہو سکے اتنی نماز پڑھے، پھر جب امام خطبہ کے لئے آئے تو خاموش رہے (اس کا خطبہ سننے کے لئے) یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جائے، تو اس جمعہ اور اس سے پہلے والے جمعہ کے درمیان اور مزید تین دنوں (کے گناہوں) کو بخش دیا جائے گا(۲)

۶/اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو شخص (اپنی بیوی کو صحبت کے بعد) نہلائے اور خود نہائے پھر مسجد میں سویرے جائے، اور خطبہ کو شروع سے پائے پیدل جائے سوار ہو کر نہ جائے، امام کے قریب بیٹھے اور غور سے خطبہ کو سنے، بیہودہ بات نہ کہے، تو اسے ہر قدم کے

(۱) صحیح ابن خزیمہ میں ابو درداء رضی اللہ عنہ مروی ہے (لم یفرق بین اثنین) دو آدمیوں کے درمیان اس نے تفریق نہیں کی ح (۱۷۶۳).

(۲) سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب فی الغسل یوم الجمعۃ، ح (۳۴۳) اور شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے دیکھئے صحیح سنن ابوداؤد ۳۷۰.

بدلے ایک سال کے قیام وصیام کا ثواب ملے گا.(۱)

۷/سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جس نے جمعہ کے دن وضوء کیا اس نے اچھا اور بہتر کیا اور جس نے غسل کیا تو غسل کرنا افضل اور بہتر ہے.(۲)

۸/ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (جس نے اچھی طرح وضوء کیا پھر جمعہ (کی نماز) کے لئے آیا اور خاموش ہوکر غور سے خطبہ سنا، تو اس جمعہ سے اگلے جمعہ تک اور مزید تین دنوں (یعنی کل دس دنوں کے گناہوں) کو بخش دیا جائے گا. اور جس نے کنکری چھوا اس نے لغو کیا.(۳)

سابقہ نصوص کو دیکھتے ہوئے علماء کرام کے غسل جمعہ کے حکم کے بارے میں تین اقوال ہیں.

۱/غسل جمعہ مطلقا واجب ہے اور یہ مضبوط قول ہے.

۲/غسل جمعہ مطلقا سنت موکدہ ہے شیخ ابن باز رحمہ اللہ کے نزدیک یہی قول راجح ہے. لیکن اختلافات سے بچنے کے لئے غسل جمعہ کی پابندی کرنی چاہئے.

۳/محنت کا کام کرنے والوں کے لئے جس سے پسینہ اور تھکاوٹ ہوتی ہے واجب ہے، ان کے علاوہ دوسروں کے لئے مستحب ہے، یہ قول ضعیف ہے.

(۱) سنن ابوداود، کتاب الطہارۃ، باب فی الرخصۃ فی ترک الغسل یوم الجمعۃ ح (۳۵۴) والنسائی ح (۱۳۷۹) والترمذی ح (۴۹۶).

(۲) سنن ابوداود، کتاب الطہارۃ، باب فی الغسل یوم الجمعۃ ح (۳۴۵) النسائی ح (۱۳۷۸) والترمذی ح (۴۹۷).

(۳) مسلم، کتاب الجمعۃ باب فضل من استمع وانصت فی الجمعۃ ح (۸۵۷).

صحیح بات ہے کہ غسل جمعہ سنت موکدہ ہے رہا آپ ﷺ کا یہ فرمان: (غسل الجمعة واجب علی کل محتلم) ہر بالغ شخص پر جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے،، تو واجب کا معنی اس حدیث میں مؤکد کے ہے جیسا کہ اہل عرب کہتے ہیں: (العدة دین وحق علی واجب)

آپ ﷺ کا بعض حدیثوں میں صرف وضوء کا حکم دینا بھی غسل جمعہ کے موکد ہونے پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ اگر غسل جمعہ واجب ہوتا، تو آپ صرف وضو کا حکم دینے پر اکتفاء نہ کرتے بلکہ غسل کا بھی حکم دیتے.

اسی طرح آپ ﷺ کا بعض حدیثوں میں غسل کے ساتھ خوشبو، مسواک، اچھا کپڑا پہننا، اور مسجد میں سویرے جانے کا ذکر ہے، یہ ساری چیزیں سنت کے قبیل سے ہیں، ان میں سے کوئی بھی واجب نہیں ہے (جو اس بات کی دلیل ہے کہ غسل بھی سنت ہے کیونکہ ان سب کا عطف ایک ہی حکم کا متقاضی ہے).

بہر حال ایک مسلمان کو اختلاف سے بچتے ہوئے بطور احتیاط جمعہ کے دن غسل کا کافی اہتمام کرنا چاہئے.(۱)

۲۔احرام باندھنے کے لئے غسل کرنا:

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے: (تجرد

(۱) مذکورہ اقتباس شیخ ابن باز کے کلام سے ماخوذ ہے دیکھئے: فتاوی اسلامیہ ۱/۴۱۰، اور بلوغ المرام میں آپ کی تعلیق پر ح (۱۲۰،۱۲۳) کے ضمن میں اور منتقی الاخبار پر تعلیق ح (۴۰۰، ۴۰۷) میں نیز آپ کے فتوی کی آڈیو کیسیٹ بھی ہماری ذاتی لائبریری میں موجود ہے.

لاھلالہ واغتسل) احرام کے لئے (اپنے بدن سے سلے ہوئے) کپڑے اتارے اور غسل کیا.

۳۔مکہ میں داخل ہونے کے لئے غسل کرنا:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی مکہ آتے ،تو پہلے مقام ذی طوی میں صبح تک قیام کرتے ،صبح کو غسل کرتے (پھر مکہ میں داخل ہوتے) اور کہتے کی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے تھے.(۲)

۴۔ ہر ہم بستری کے بعد غسل کرنا:

ابورافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اپنی تمام بیویوں کے پاس یکے بعد دیگرے تشریف لائے (اور ہر ایک کے ساتھ ہم بستر ہوئے) اور ہر ایک کے پاس آپ نے غسل کیا، میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ بہتر نہ ہوتا کہ آپ ایک ہی غسل کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ زیادہ بہتر اور پاکیزہ ہے (۳)

۵۔میت کو غسل دینے والے کے لئے غسل کرنا:

ا: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (من

(۱) الدارمی، کتاب المناسک، باب الاغتسال فی الاحرام، ح (۱۸۰۱) والترمذی ح (۸۳۰) وابن خزیمہ ح (۲۵۹۵) وحاکم نیز حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے، ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے اور شیخ البانی نے بھی اسے صحیح کہا ہے، دیکھئے صحیح سنن ترمذی ۱/۲۵۰ وارواء الغلیل ح (۱۴۹).

(۲) بخاری، کتاب الحج، باب دخول مکۃ نہارا أو لیلا ح (۱۵۷۴) ومسلم ح (۱۲۵۹).

(۳) سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب الوضوء لمن اراد أن یعود ح (۲۱۹) وابن ماجہ (۲۹۰) اور شیخ البانی نے اسے حسن کہا ہے، دیکھئے صحیح سنن ابوداود ۱/۴۳ وآداب الزفاف ص ۳۲

غسل المیت فلیغتسل)(۱) جو میت کو غسل دے اسے خود بھی غسل کرنا چاہئے.

- ۲: عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ (کان رسول اللہ ﷺ یغتسل من أربع : من الجنابة، ویوم الجمعة، ومن الحجامة، ومن غسل المیت)(۲) اللہ کے رسول ﷺ چار چیزوں کی وجہ سے غسل کرلیا کرتے تھے: جنابت کے بعد، جمعہ کے لئے، سینگی لگوانے کے بعد، اور میت کو غسل دینے کے بعد.

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ میت کو غسل دینے کے بعد غسل کرنا واجب ہے لیکن دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مستحب ہے، جیسا کہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا، تو اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے انہیں غسل دیا پھر وہ باہر آئیں اور وہاں موجود مہاجرین سے پوچھا، میں روزہ سے ہوں اور آج سخت ٹھنڈی بھی ہے، تو کیا مجھے غسل کرنا ضروری ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں. (۳)

شیخ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ میت کو غسل دینے والے کے لئے غسل کرنا صحابۂ کرام کے درمیان معروف تھا لیکن اسے وہ سنت جانتے تھے. (۴)

---

(۱) مسند امام احمد ۲/۲۸۰، ۴۳۳، ۴۷۲، ۴۱۵، سنن ابوداؤد، کتاب الجنائز، باب فی الغسل من غسل المیت ح (۳۱۶۱) والترمذی (۹۹۳) اور شیخ عبدالقادر ارنؤوط نے اسے حسن کہا ہے، جامع الاصول ۷/۳۳۵ نیز دیکھئے ارواء الغلیل ح (۱۴۴).

(۲) سنن ابوداؤد، کتاب الجنائز، باب فی الغسل من غسل المیت ح (۳۱۶۱) حافظ ابن حجر نے اس حدیث کے بارے میں بلوغ المرام میں کہا ہے کہ ابن خزیمہ نے اسے صحیح کہا ہے، شیخ ابن باز نے اس کی سند کے بارے میں کہا ہے کہ مسلم کی شرط پر ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے.

(۳) مؤطا مالک کتاب الجنائز، باب غسل المیت ح (۳) اور شیخ عبدالقادر ارنؤوط نے اسے حسن کہا ہے، دیکھئے جامع الاصول ۷/۳۳۸.

(۴) دیکھئے منتقی الاخبار کی تعلیق میں ح (۴۱۲) نیز دیکھئے فتاوی اللجنۃ الدائمۃ ۵/۳۱۸.

٦۔ مشرک کو دفن کرنے والے کے لئے غسل کرنا:

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئے اور کہا ابو طالب کا انتقال ہوگیا ہے، تو آپ ﷺ نے کہا جا کر ان کی نعش مٹی میں چھپا دو! میں نے کہا اے اللہ کے رسول وہ مشرک تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا جا کر ان کی نعش مٹی میں چھپا دو، چنانچہ میں گیا اور ان کی نعش مٹی میں چھپا دی، پھر آپ کے پاس آیا تو آپ نے کہا جا کے غسل کرلو.(١)

٧۔ مستحاضہ عورت کے لئے ہر نماز کے لئے (٢) یا دو نمازوں کو اکٹھا پڑھنے کے لئے غسل کرنا:

ا: عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا عہد رسالت میں استحاضہ کی بیماری میں مبتلا ہوئیں، تو آپ نے انہیں ہر نماز کے لئے غسل کرنے کا حکم دیا.(٣)

٢: حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا جب استحاضہ کی بیماری میں مبتلا ہوئیں، تو آپ ﷺ کے پاس آئیں اور اس کے بارے میں آپ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ

---

(١) سنن ابو داؤد، کتاب الجنائز، باب الرجل یموت لہ قرابۃ مشرک ح (٣٢١٤) والنسائی ح (٢٠٠٤،١٩٠) اور شیخ عبد القادر ارنؤوط نے اسے جامع الاصول ١/٧٣٣، کی تخریج میں صحیح کہا ہے نیز دیکھئے التلخیص ٢/١٤٢!!، اور صحیح النسائی ح (١٨٤) شیخ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر یہ حدیث صحیح ہے تو مشرک کو دفن کرنے کے بعد غسل کرنا سنت ہے، اور جیسا کہ دیکھ رہے ہیں مذکورہ لوگوں نے حدیث کو صحیح کہا ہے

(٢) دیکھئے الشرح الممتع للشیخ ابن عثیمین ١/٤٤١.

(٣) سنن ابو داؤد، کتاب الطہارۃ، باب من روی أن المستحاضۃ تغتسل لکل صلاۃ، ح (٢٩٢) اور شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے دیکھئے صحیح سنن ابو داؤد ١/٥٨ ح ٢٧٤

نے فرمایا: میں تمہیں دو باتیں بتاتا ہوں ان میں سے کسی ایک پر بھی تم عمل کرلوتو دوسرے کے لئے کافی ہوگا، اور اگر تم دونوں کی طاقت رکھتی ہوتو تم اس کے بارے میں زیادہ بہتر جانتی ہو، حدیث کے آخری حصہ میں آپ نے (دوسری بات کے بارے میں) فرمایا: اگر تم ایسا کرسکتی ہو کہ ظہر کو مؤخر اور عصر کو مقدم کر کے ایک غسل کرو اور دونوں کو اکٹھی پڑھ لو، اور مغرب کو مؤخر اور عشاء کو مقدم کر کے ایک غسل کرو اور دونوں کو اکٹھی پڑھ لو، اور فجر کے لئے ایک علاحدہ غسل کر کے اس کو پڑھ لو، اور اگر تمہیں روزہ رکھنے کی طاقت ہے تو روزہ رکھو اور یہی دوسری بات میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے.(۱)

استحاضہ کے بیماری مین مبتلا عورت کے لئے صرف حیض کے خون کے اختتام پر ایک مرتبہ غسل کرنا واجب ہے، اسکے علاوہ ہر نماز کے وقت الگ غسل کرنا، یا دو نمازوں کو اکٹھا پڑھنے کے لئے غسل کرنا، تو یہ مستحب ہے البتہ ہر نماز کے وقت وضوء کرنا واجب اور ضروری ہے(۲).اسی کا ہمارے استاذ شیخ ابن باز رحمہ اللہ فتوی دیتے تھے.

۸۔ بیہوشی سے ہوش میں آنے کے بعد غسل کرنا:

بیہوشی کے بعد افاقہ پانے والے شخص کے لئے غسل کرنا مستحب ہے.

(۱) سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب من قال اذا اقبلت الحیضۃ تدع الصلاۃ، ح(۲۸۷) اور شیخ البانی نے اسے حسن کہا ہے دیکھئے صحیح سنن ابوداؤد ۱/۵۷، وارواء الغلیل ۱/۲۰۲.

(۲) جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حمنہ بنت جحش سات سال تک استحاضہ کے بیماری میں مبتلا تھیں، تو انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت کیا، تو آپ ﷺ نے انہیں غسل کرنے کے لئے کہا اور کہا کہ یہ ایک رگ ہے، تو وہ ہر نماز کے لئے غسل کرتی تھیں، دیکھئے بخاری، کتاب الحیض، باب عرق المستحاضۃ ح(۳۲۷) وضوء کے بارے عائشہ رضی اللہ عنہا کہ حدیث استحاضہ کے باب میں آرہی ہے.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب اللہ کے رسول ﷺ کا مرض بڑھ گیا تو آپ ﷺ نے کہا: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ نہیں اے اللہ کے رسول! وہ آپ کا انتظار کرر ہے ہیں اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: (ضعوا لی ماء افی المخضب) میرے لئے ٹب میں پانی ڈالو! عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہم نے ٹب میں پانی ڈال دیا، تو آپ ﷺ نے غسل فرمایا، پھر آپ ﷺ تکلیف کے باوجود اٹھنے لگے، تو آپ ﷺ پر پھر غشی طاری ہوگئی، جب افاقہ ہوا تو آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ نہیں اے اللہ کے رسول! وہ آپ کا انتظار کرر ہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: (ضعوا لی ماء ا فی المخضب) میرے لئے ٹب میں پانی ڈالو، اسکے بعد آپ نے غسل کیا ....)(۱) آپ ﷺ نے غشی سے افاقہ کے بعد تین بار غسل فرمایا جو اس بات کی دلیل ہے کہ غشی کے بعد غسل کرنا مستحب ہے(۲)

۹۔ سینگی لگوانے کے بعد غسل کرنا:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ (كان رسول الله ﷺ يغتسل من أربع : من الجنابة ويوم الجمعة ومن الحجامة ومن غسل الميت)(۳)

---

(۱) بخاری، کتاب الأذان، باب انما جعل الامام لیوتم بہ ح (۶۸۷) ومسلم ح (۴۱۸)۔

(۲) دیکھئے نیل الاوطار للشوکانی ۱/۲۶۶

(۳) سنن ابوداود، کتاب الجنائز، باب فی الغسل من غسل لمیت ح (۳۱۶۱) حافظ ابن حجر نے اس حدیث کے بارے میں بلوغ المرام میں کہا ہے کہ ابن خزیمہ نے اسے صحیح کہا ہے، شیخ ابن باز نے اس کی سند کے بارے میں کہا ہے کہ مسلم کی شرط پر ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ چار چیزوں کی وجہ سے غسل کرلیا کرتے تھے: جنابت کے بعد، جمعہ کے لئے، سینگی لگوانے کے بعد، اور میت کو غسل دینے کے بعد.

۱۰۔ اسلام قبول کرنے کے بعد غسل کرنا:

کافر کے قبول اسلام کے بعد غسل کرنے کے بارے میں علماء کرام کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک مستحب اور بعض کے نزدیک واجب ہے.

ا: قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے پاس اسلام قبول کرنے کے ارادہ سے گیا (فأمرني أن أغتسل بماء وسدر)(۱) تو آپ نے ہمیں پانی اور بیری کے پتوں سے غسل کرنے کا حکم دیا

علامہ ابن باز رحمہ اللہ کے نزدیک راجح قول یہ ہے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد غسل کرنا سنت ہے (۲)

۱۱۔ عیدین کے لئے غسل کرنا:

علماء کرام کا کہنا ہے کہ عیدین کے لئے غسل کے سلسلے میں کوئی صحیح حدیث اللہ کے رسول ﷺ سے مروی نہیں ہے (۳)

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عیدین کے لئے غسل کے مستحب ہونے پر سب

(۱) سنن ابو داود، کتاب الطہارۃ ، باب فی الرجل یسلم فیؤمر بالغسل ح (۳۵۵) ، والنسائی ح (۱۸۸) وترمذی ح (۶۰۵) مسند امام احمد ۲۰۵/۵ ، اور شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے، دیکھئے ارواء الغلیل ۱۶۳/۱.

(۲) بلوغ المرام کی حدیث نمبر (۱۲۱) کی شرح کرتے ہوئے آپ سے میں نے یہ بات سنی ہے.

(۳) کئی بار میں نے آپ سے یہ سنا ہے.

سے بہترین دلیل وہ روایت ہے، جسے امام بیہقی نے امام شافعی کی سند سے راذان سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی نے علی رضی اللہ عنہ سے غسل کے بارے میں دریافت کیا،تو آپ نے کہا اگر تم چاہو تو ہر دن غسل کرلیا کرو،تو اس آدمی نے کہا میرا مقصد ہے کہ ضروری غسل کیا ہے؟.آپ نے کہا: جمعہ کے دن ،عرفہ کے دن،قربانی کے دن،عیدالفطر کے دن).(۱)

سعید بن میبّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عیدالفطر کی تین سنتیں ہیں :عید گاہ پیدل جانا، عیدگاہ کے لئے نکلنے سے پہلے کچھ کھانا،عید کے دن غسل کرنا.(۲)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ثابت ہے کہ وہ عید گاہ جانے سے پہلے غسل کرتے تھے.(۳)

<u>۱۲۔عرفہ کے دن غسل کرنا. جیسا کہ ابھی گزرا(۴)</u>

(۱) دیکھئے ارواءالغلیل ۱/۱۷۷،اور اس کی سند موقوفاً علی رضی اللہ عنہ سے صحیح ہے.

(۲) شیخ البانی نے کہا،اسے فریابی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے دیکھئے ارواءالغلیل ۳/۱۰۴.

(۳) مؤطا امام مالک،کتاب العیدین باب العمل فی غسل العیدین والنداء فیھما والاقامۃ ح(۲).

(۴) ابھی اس کی دلیل گزری ہے.

آٹھویں فصل

تیمّم

لغوی تعریف: لفظ تیمّم کا معنی قصد وارادہ کرنا ہے.

شرعی تعریف: پانی نہ پانے والے کے لئے یا جس کے لئے پانی کا استعمال کرنا ممکن نہ ہو، بطور عبادت رفع حدث کی نیت سے پاک مٹی کے ساتھ چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کا مسح کرنے کو تیمّم کہتے ہیں.(۱)

تیمّم کا حکم: تیمّم کی مشروعیت قرآن کریم، سنت نبی ﷺ اور اجماع امت سے ثابت ہے

۱۔قرآن کریم: ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ وان كنتم مرضى أو على سفر أو جاء أحد منكم من الغائط أو لمستم النساء فلم تجدوا ماء فتيمموا صعيدا طيبا فامسحوا بوجوهكم وأيديكم منه ما يريد الله ليجعل عليكم من حرج ولكن ليطهركم وليتم نعمته عليكم لعلكم تشكرون ﴾[المائدہ:٦] اگر تم بیمار ہو، یا حالت سفر میں ہو، یا تم میں سے کوئی ضروری حاجت سے فارغ ہو کر آیا ہو، یا تم عورتوں سے ملے ہو اور تمہیں پانی نہ ملے، تو تم پاک مٹی سے تیمّم کرلو، اسے اپنے چہرے اور ہاتھوں پر مل لو.

۲/حدیث: تیمّم کی مشروعیت پر کئی احادیث دلالت کرتی ہیں.

(۱) دیکھئے شرح العمدۃ لابن تیمیہ ۱/۴۱۱ وفتح الباری ۱/۴۳۱ والمغنی لابن قدامۃ ۱/۳۱۰ وشرح الزرکشی ۱/۳۲۴ والشرح الممتع ۱/۳۱۳ (۲) سورہ مائدہ آیت:٦ نیز دیکھئے سورہ نساء آیت ۴۳.

ار عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ایک آدمی کو الگ تھلگ دیکھا جس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی، آپ نے فرمایا: تمہیں کس چیز نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے روکے رکھا؟ اس نے کہا: اے اللہ کے نبی ﷺ مجھے جنابت لاحق ہے، اور پانی میسر نہیں ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: (علیك بالصعید فانه یكفیك) (۱) تم مٹی کو لازم پکڑو (یعنی تیمّم کرلو) یہ تمہارے لئے کافی ہوگی.

۳/اجماع: فی الجملہ تیمّم کے جواز پر پوری امت کا اتفاق ہے. (۲)

بہر حال اسلام میں طہارت حاصل کرنے کا دو طریقہ ہے، ایک پانی سے، دوسرا مٹی سے، مٹی سے تیمّم کرنا اس شخص کے لئے ہے جسے پانی میسر نہ ہو، یا پانی میسر ہو لیکن اسے استعمال کرنے کی طاقت نہ ہو، رہا جسے پانی میسر ہو اور اسے استعمال کرنے کی طاقت بھی ہو تو ایسے شخص پر پانی کا استعمال کرنا واجب اور ضروری ہے، اور جسے پانی میسر نہ ہو یا پانی میسر ہو لیکن اسے استعمال کرنے کی طاقت نہ ہو، تو اس کے لئے تیمّم پانی کے دستیاب یا اس کے استعمال پر قدرت ہونے تک پانی کے قائم مقام اور رافع حدث ہے، پانی جب دستیاب ہو جائے، یا اس کے استعمال پر قدرت ہو جائے تو جن امور کے لئے طہارت حاصل کرنا واجب ہے ان کے لئے پانی سے طہارت حاصل کرنا واجب ہے،

---

(۱) بخاری، کتاب التیمم، باب الصعید الطیب وضوء المسلم یکفیه من الماء ح (۳۴۴) ومسلم ح (۶۸۲).

(۲) دیکھئے المغنی لابن قدامة ۱/۳۱۰ وشرح الزرکشی ۱/۳۴۴ وشرح العمدة لابن تیمیه ۱/۴۱۱.

،اور جن امور کے لئے مستحب ہے ان کے لئے مستحب ہے.

اسی طرح درست بات یہ ہے کہ جسے پانی میسر نہ ہو، یا پانی میسر ہو لیکن اسے استعمال کرنے کی طاقت نہ ہو، تو وہ جب چاہے تب تیمّم کرسکتا ہے اور اس کا تیمّم پانی کے دستیاب ہونے تک یا کسی ناقض وضو یا غسل کو واجب کردینے والی چیز کے پائے جانے تک باقی رہے گا. اور ایک ہی تیمّم اگر رفع حدث اصغر اور اکبر دونوں کی نیت سے کرے تو دونوں کے لئے کافی ہوگا .(۱)

کب تیمّم کرنا جائز ہے؟

وضو ٹوٹنے کے بعد یا غسل واجب ہونے کے بعد اگر مندرجہ ذیل تیمّم کے اسباب میں سے کوئی سبب پایا جاتا ہے تو آدمی، چاہے حالت اقامت میں ہو یا حالت سفر میں ہر جگہ تیمّم کرنا جائز ہے.

۱۔ پانی نہ ملے

۱/ارشاد باری تعالی ہے ﴿فلم تجدوا ماء فتيمموا صعيدا طيبا ﴾(۲) اور تمہیں پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمّم کرلو.

---

(۱) دیکھئے الشرح الممتع ۱/۳۱۴، ۳۲۱، وفتاوی ابن تیمیہ ۲۱/۳۴۶، ۳۶۰، اور اسی کو شیخ ابن باز نے بلوغ المرام کی تعلیق ح ۱۴۸-۶۳۶ اور منتقی الاخبار کی تعلیق میں راجح قرار دیا ہے اور اسی کا ہمیشہ فتوی دیتے تھے نیز دیکھئے زاد المعاد ۱/۲۰۰ وفتاوی اللجنۃ الدائمۃ ۵/۳۴۴.

(۲) سورہ مائدہ آیت ۶.

۲رعمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (عليك بالصعيد فانه يكفيك)(۱) تم مٹی کو لازم پکڑو (یعنی تیمم کرلو) یہ تمہارے لئے کافی ہوگی.

۲۔حسب ضرورت پانی نہ ملے.

اگر حسب ضرورت غسل یا وضوء کے لئے پانی نہ ملے، تو جتنا پانی میسر ہو اس سے جتنا اعضاء ہو سکے اسے دھل لے اور باقی اعضاء کے لئے تیمّم کرے.

ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿فاتقوا الله ما استطعتم﴾ (۲) جس قدر تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرو!

اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (اذا أمرتكم بأمر فأتوا منه ما استطعتم)(۳) جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو حسب استطاعت اس پر عمل کرو!

بہر حال جہاں تک ہو سکے پانی استعمال کرنا ضروری ہے، ایسا نہیں کرنا چاہئے کہ اگر پانی کم ہو تو اسے یکسر ترک کر کے محض تیمّم پر اکتفا کر لے.

۳۔پانی کافی ٹھنڈا ہو:

اگر پانی کافی ٹھنڈا ہو جس کے استعمال کرنے سے نقصان لاحق ہو اور گرم کرنے کی

---

(۱) بخاری، کتاب التیمم، باب الصعید الطیب وضوء المسلم یکفیہ من الماء ح (۳۴۴) ومسلم ح (۶۸۲).

(۲) سورہ تغابن آیت: ۱۶.

(۳) بخاری، کتاب الاعتصام، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ ﷺ ح (۷۲۸۸) ومسلم ح (۱۳۳۷)

کوئی صورت نہ ہوا تو ایسی حالت میں پانی کی موجودگی میں بھی تیمّم کر سکتے ہیں.

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ غزوہ سلاسل کے موقعہ پر ایک مرتبہ سخت ٹھنڈک والی رات میں مجھے احتلام ہوگیا، غسل کرنے کی صورت میں ہلاکت کا مجھے اندیشہ تھا، لہذا میں نے تیمّم کیا اور اپنے ساتھیوں کی صبح کے نماز کی امامت کروائی، جب ہم غزوہ سے واپس آئے تو لوگوں نے اس واقعہ کا ذکر اللہ کے رسول ﷺ سے کیا، تو آپ نے فرمایا: (یا عمرو أصلیت بأصحابك وأنت جنب) اے عمرو کیا حالت جنابت میں تم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ نماز ادا کر لی ہے؟ اس وقت میں نے آپ سے غسل نہ کرنے کا سبب بیان کیا، اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے اللہ رب العالمین کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ﴿ولا تقتلوا أنفسکم ان اللہ کان بکم رحیما﴾ (۱) اور تم اپنے نفسوں کو قتل نہ کرو! یقیناً اللہ تعالی تم پر بڑا مہربان ہے (اس لئے میں نے تیمّم کیا اور نماز پڑھ لی) عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی بات سن کر آپ ﷺ ہنس پڑے اور مزید کچھ نہ کہا (۲)

۴۔ بیماری یا زخم کی وجہ سے پانی استعمال نہ کرسکتا ہو:

اگر پانی کے استعمال کرنے سے بیماری کے بڑھنے یا شفایابی میں تاخیر کا اندیشہ ہو تو تیمم کر سکتے ہیں.

---

(۱) سورہ نساء آیت: ۲۹.

(۲) سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب اذا خاف الجنب البرد اتیمم ح (۳۳۴) والدارقطنی، ح (۶۷۰) وحاکم وغیرھم اور شیخ ارنووط اس کی سند کو جامع الاصول میں حسن اور شیخ البانی نے سنن ابوداؤد میں صحیح کہا ہے دیکھئے

جابر بن عبداللہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ اللہ کے رسول کے زمانے میں ایک آدمی کو زخم لگ گیا، اور اسی حالت میں اسے جنابت لاحق ہوگئی اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ: کیا اس کے لئے تیمّم کرنے کی رخصت ہے؟ تو انہوں نے کہا: نہیں، چنانچہ اس نے غسل کیا اور اس کی موت ہوگئی، یہ خبر جب اللہ کے رسول ﷺ کو ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: (قتلوه قتلهم الله ألا سألوا اذا لم يعلموا انما شفاء العي السوال) ان لوگوں نے اسے ناحق قتل کر دیا اللہ انہیں قتل کرے، جب نہیں جانتے تھے تو پوچھے کیوں نہیں، کیونکہ نہ جاننے کا علاج پوچھنا ہے.(۱)

۵۔ پانی تک پہونچنے کے لئے دشمن کا خوف ہو:

پانی تک پہونچنے کے لئے دشمن یا چور یا آگ وغیرہ اگر حائل ہو، اور اسے اپنے جان و مال اور آبرو کا خطرہ ہو، یا اتنا بیمار ہو کہ حرکت نہ کر سکتا ہو، اور نہ ہی کوئی اسے پانی اٹھا کر دینے والا ہو، تو ان تمام صورتوں میں اسے اس شخص کی طرح مانا جائے گا جس کے پاس پانی نہ ہو (اور اس کے لئے تیمّم کرنا جائز ہوگا).(۲)

(۱) سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب فی المجروح یتیمم ح (۳۳۶) وابن ماجہ ح (۵۷۲) وابن حبان موارد (۲۰۱) وحاکم، اور شیخ أرنؤوط نے اس کی سند کو جامع الاصول ۷/۲۶۵، میں اور شیخ البانی نے تمام المنۃ ص ۱۳۱، میں حسن کہا ہے، شیخ ابن باز نے کہا کہ اس حدیث کی تمام سندیں ضعیف ہیں لیکن موزہ پر مسح کرنے والی حدیثوں سے ان کو تقویت ملتی ہے کیونکہ اگر موزوں پر مسح کرنا آسانی کے قبیل سے ہے تو بدرجہ اولی پٹیوں پر مسح کرنا آسانی کے لئے ہونا چاہئے ہے، اور اگر کسی کو کوئی زخم ہے جس کی وجہ سے وہ پانی نہیں استعمال کر سکتا ہے تو اس کے لئے تیمم مشروع ہونا چاہئے.

(۲) المغنی لابن قدامۃ ۱/۳۱۵۔۳۱۶ وشرح العمدۃ لابن تیمیۃ ۱/۴۳۰

٦۔ پیاس اور موت کا خطرہ ہو

اگر پانی وضوء یا غسل میں استعمال کر لینے سے پیاس اور موت کا خطرہ ہو، تو پانی استعمال کرنے کے بجائے تیمّم کرے گا، اور پانی کو پینے کے لئے محفوظ رکھے گا، ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میری یاداشت کے مطابق تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ اگر مسافر کو اپنے پاس موجود پانی کو (وضوء یا غسل میں) استعمال کرنے سے پیاسا ہونے کا خطرہ محسوس ہو تو وہ پانی کو محفوظ رکھے اور تیمّم کرلے.(۱)

خلاصہ کلام: اگر پانی استعمال کرنا مشکل ہو خواہ نہ ہونے کیوجہ سے یا پانی استعمال کرنے سے نقصان کا اندیشہ ہو، تو ان دونوں صورتوں میں تیمّم کرنا مشروع ہے (۲)

تیمّم کرنے کا طریقہ

۱۔ نیت کرے!

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (انما الاعمال بالنیات)(۳) اعمال کا دارو مدار نیت پر ہے.

نیت کی جگہ دل ہے، زبان سے نیت نہیں کرنی چاہئے.

(یعنی دل سے اس تیمّم کے ذریعہ حدث خواہ اصغر ہو یا اکبر کے دور کرنے کی نیت کرے)

(۱) المغنی لابن قدامہ ۱/۳۴۳ وشرح العمدۃ لابن تیمیۃ ۱/۴۲۸.

(۲) الشرح الممتع ۱/۳۲۱ وشرح العمدۃ لابن تیمیۃ ۱/۴۲۲ وفتاوی اللجنۃ الدائمۃ ۵:۳۳۱.

(۳) اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے.

۲/ بسم اللہ کہے!(۱)

۳/ اپنے دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر ایک بار مارے، پھر دونوں ہتھیلیوں سے اپنے چہرے کا مسح کرے، پھر دونوں ہتھیلیوں سے ایک دوسرے کا مسح کرے انگلیوں کے کنارے سے لے کر کلائیوں کے جوڑوں تک، ہتھیلی کے قریب کلائی کے جوڑ کا بھی مسح کرے(۲).

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے ایک ضرورت کے لئے کہیں بھیجا، تو مجھے جنابت لاحق ہوگئی اور پانی نہ مل سکا، تو میں نے مٹی میں چوپائے کی طرح لوٹ لیا (تیمم کے ارادہ سے) پھر (ضرورت سے فارغ ہوکر) میں اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور سارا ماجرا کہہ سنایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: (انما كان يكفيك أن تقول بيديك هكذا) تمہیں اپنے دونوں ہاتھوں سے ایسا کر لینا چاہئے، پھر آپ نے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر ایک بار مارا، اور ان کے اندر پھونکا پھر ان دونوں کو اپنے چہرے اور ہتھیلیوں پر پھیر لیا .اور مسلم کی روایت میں اس طرح ہے (وضرب بيديه الأرض فنفض يديه فمسح وجهه وكفيه)(۳) آپ نے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارا اور انہیں

---

(۱) اس سلسلہ میں وارد حدیث کی تخریج گزر چکی ہے

(۲) الشرح الممتع ا/ ۳۳۳ وفتاوی اللجنۃ الدائمۃ ۵/ ۳۵۴.

(۳) بخاری، کتاب التیمم، باب التیمم هل ینفخ فیهما ح (۳۳۸)، مسلم ح (۳۶۸)

جھاڑا، پھر انہیں اپنے چہرے اور ہتھیلیوں پر پھیر لیا.(۱)

بہر حال اگر ہاتھ میں غبار زیادہ لگ جائے تو انہیں پھونک لے یا جھاڑ دے.(۲)

نواقض تیمّم

۱۔ تیمّم ان تمام چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے جن سے وضوٹوٹ جاتا ہے، کیونکہ پاک مٹی سے تیمّم کرنا درحقیقت پانی سے طہارت حاصل کرنے قائم مقام ہوتا ہے، لہذا ان تمام چیزوں سے تیمّم کی طہارت بھی ٹوٹ جائے گی جن سے پانی کی طہارت ٹوٹ جاتی ہے، چنانچہ اگر کسی نے حدث اصغر سے تیمّم کیا ہے، پھر اس نے پیشاب کیا، یا دیگر کسی ناقض وضوکو کیا، تو اس کا تیمّم باطل ہو جائے گا، کیونکہ بدل کا حکم وہی ہوگا جو مبدل منہ کا حکم ہے. اسی طرح اگر کسی نے حدث اکبر کے لئے تیمّم کیا ہے، پھر اگر اسباب غسل میں سے کوئی سبب پایا جائے تو تیمّم باطل ہو جائے گا. (مثلاً احتلام و جنابت غیرہ)(۳).

۲۔ اگر تیمّم پانی نہ ملنے کی وجہ سے کیا ہے، تو پانی ملنے پر تیمم ٹوٹ جائے گا.

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (ان الصعید الطیب طهور المسلم وان لم یجد الماء عشر سنین فاذا وجد الماء فلیمسه بشرته فان ذلك خیر) **پاکیزہ مٹی مسلمان کی طہارت ہے خواہ**

---

(۱) مسلم، کتاب الحیض، باب التیمم ح (۳۶۸).

(۲) اسی کا شیخ ابن باز رحمہ اللہ فتویٰ دیتے تھے.

(۳) المغنی لابن قدامۃ ۳۰۱/۱، الشرح الممتع ۳۴۱/۱.

اسے دس برس تک پانی نہ ملے، جب پانی مل جائے تو اسے اللہ سے ڈرنا چاہئے اور اسے اپنے جسم پر پہونچانا چاہئے، یہ اس کے لئے بہتر ہے.(۱)

اور اگر اس نے تیمّم کسی بیماری کی وجہ سے کیا ہے، تو پانی ملنے سے تیمّم نہیں ٹوٹے گا بلکہ جب اسے پانی استعمال کرنے کی طاقت ہوگی، تو اس کا تیمّم باطل ہوگا(۲)

۵۔ پانی اور مٹی دونوں نہ دستیاب ہو:

اگر کسی کو پانی اور مٹی دونوں نہ دستیاب ہو، یا دستیاب ہو، لیکن استعمال نہ کرسکتا ہو، تو ایسا شخص بلا طہارت نماز پڑھے گا، جیسے کسی شخص کو دشمنوں نے باندھ دیا ہو اور اسے وضو اور تیمّم دونوں کے کرنے کی طاقت نہ ہو، تو ایسے شخص کے لئے بلا طہارت نماز پڑھنی جائز ہے.

عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ انہوں نے ایک بار اسماء رضی اللہ عنہا کا ہار منگنی لیا جو (ایک غزوہ کے موقعہ) پر غائب ہوگیا، تو آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کو اس کی تلاش میں بھیجا، اور پھر نماز کا وقت ہوگیا تو (پانی نہ ہونے کیوجہ سے) انہوں نے بغیر وضو کے نماز پڑھی (کیونکہ تیمّم ابھی مشروع نہیں کیا گیا تھا) پھر واپسی پر اس کی شکایت آپ ﷺ سے کی تو تیمّم کی آیت نازل ہوئی، اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور کہنے لگے اللہ تعالی آپ کو بہترین بدلہ عطا فرمائے، جب بھی تمہارے ساتھ کوئی

---

(۱) سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب الجنب یتیمم ح (۳۳۲و۳۳۳) وترمذی ح (۱۲۴) والنسائی ح (۳۲۱) وابن حبان موارد (۲۰۱)، شیخ البانی صحیح سنن ابوداؤد ار ۶۷ میں اسے صحیح کہا ہے، نیز دیکھئے ارواء الغلیل ح (۱۵۳).

(۲) الشرح الممتع للشیخ ابن عثیمین ار ۳۴۱.

معاملہ پیش آیا تو اللہ تعالی نے تمہاری رستگاری کا راستہ نکال دیا، اور مسلمانوں کے لئے اسے باعث برکت بنا دیا.(۱)

بہر حال ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ پانی سے طہارت حاصل کرے، اور اگر بیماری وغیرہ کی وجہ سے پانی استعمال نہ کر سکے، تو تیمّم کرے، اور اگر تیمّم کرنے کی بھی استطاعت نہ ہو تو بلا طہارت نماز پڑھ لے(۲). ارشاد باری تعالی ہے ﴿فاتقوا الله ما استطعتم﴾ (۳) جس قدر تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرو!

نیز ارشاد باری تعالی ہے ﴿وما جعل الله في الدين من حرج﴾(۴) اللہ تعالی نے دین میں تمہارے لئے کوئی تنگی نہیں بنائی ہے.

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اذا أمرتكم بأمر فأتوا منه ما استطعتم)(۵) جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو حسب استطاعت اس پر عمل کرو

٦۔ جس نے تیمّم کر کے نماز پڑھی پھر وقت کے اندر پانی پا جائے تو کیا کرے؟

پانی کی عدم موجودگی میں یا بیماری وغیرہ کیوجہ سے کسی نے تیمّم کر کے نماز پڑھ لی پھر نماز سے فراغت کے بعد اسے پانی مل گیا، یا پانی استعمال کرنے کی استطاعت ہو گئی

---

(۱) بخاری، کتاب التیمم، باب اذا لم یجد ماء ولا تراباً ح (۳۳٦) ومسلم ح (۳٦۷).

(۲) دیکھئے فتاوی اللجنۃ الدائمۃ ۵/۳۴٦.

(۳) سورہ تغابن آیت: ١٦.

(۴) سورہ حج آیت: ۷۸.

(۵) بخاری، ح (۷۲۸۸) ومسلم ح (۱۳۳۷).

تو وہ نماز دوبارہ نہیں لوٹائے گا، اگر چہ وقت باقی ہی کیوں نہ ہو، اسی طرح اگر کسی کو پانی اور مٹی دونوں دستیاب نہ ہو، یا استعمال کرنے کی استطاعت نہ ہو، پھر نماز سے فراغت کے بعد پانی اور مٹی دونوں یا دونوں میں سے کوئی ایک دستیاب ہو جائے، یا استعمال کرنے کی استطاعت ہو جائے، تو وہ بھی نماز دوبارہ نہیں لوٹائے گا اگر چہ وقت باقی ہی کیوں نہ ہو.

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ دو آدمی ایک سفر میں نکلے، پھر نماز کا وقت ہو گیا، اور ان کے پاس پانی نہیں تھا، تو دونوں نے پاک مٹی سے تیمم کر کے نماز پڑھ لی، پھر انہیں وقت ہی میں پانی مل گیا، تو ان میں سے ایک نے وضو کر کے دوبارہ نماز ادا کی اور دوسرے نے نہیں پڑھی، پھر وہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئے اور اپنا ماجرا آپ کو سنایا تو دوبارہ نماز نہ پڑھنے والے سے آپ ﷺ نے کہا: (أصبت السنة وأجزأتك صلاتك) تم نے سنت کو پالیا، اور تمہاری نماز تمہارے لئے کافی ہوگئی، اور جس نے نماز کو دوبارہ پڑھا تھا اس سے کہا (لك الأجر مرتين) تمہیں ثواب دو مرتبہ ملا.(۱)

اس سے معلوم ہوا کہ جس نے پانی پانے کے بعد نماز نہیں لوٹائی اس نے سنت کے مطابق کیا، کیونکہ اس نے حسب استطاعت ایک مرتبہ عبادت کر لی تھی، اور جس نے بطور اجتہاد وضو کے دوبارہ نماز ادا کی اسے دونوں نمازوں کا ثواب ملے گا، لیکن اصل مقصد سنت کے مطابق کرنا ہے(۲)

---

(۱) سنن ابوداود، کتاب الطہارۃ، باب فی التیمم یجد الماء بعد ما یصلی فی الوقت ح (۳۳۸) والنسائی ح (۴۳۱) اور شیخ البانی نے صحیح سنن نسائی ۹۲/۱ ،اور صحیح سنن ابوداود، ۶۹/۱ میں اسے صحیح کہا ہے.

(۲) شیخ ابن باز نے یہ بات بلوغ المرام اور منتقی کی شرح کرتے ہوئے فرمائی ہے.

نویں فصل: حیض، نفاس، استحاضہ اور سلس البول کا بیان

حیض کی لغوی تعریف: لفظ حیض کا معنی بہنا وجاری ہونا ہوتا ہے، کہا جاتا ہے: (حاض الوادی) وادی بہنے لگی، اور یہ (حاضت المرأۃ تحیض) [عورت کے ماہواری کا خون جاری ہوگیا] کا مصدر ہے اسی طرح (محاض ومحیض وتحیض) بھی مصدر ہیں، اور اس کی صفت (حائض) اور (حائضہ) ہے جس کا جمع (حوائض) اور (حیض) ہے(۱)

حیض کی شرعی تعریف: ایسا طبعی خون جو عورت کے رحم سے بلوغت کے بعد مخصوص ایام میں خارج ہوتا ہے۔

دم ماہواری کے خلقت کی حکمت: دختران حوا کے اندر اللہ رب العالمین دم ماہواری کو بچے کی غذائیت وپرورش کے لئے پیدا کیا ہے، چنانچہ اللہ رب العالمین بچہ کی تخلیق مرد وعورت کے پانی (مادہ منویہ) سے کرتا ہے، اور رحم مادر میں دم ماہواری سے اسے غذاء عطا فرماتا ہے، یہی وجہ ہے کہ حاملہ عورتوں کو عموما حیض نہیں آتا ہے، اور جب ولادت ہوتی ہے تو بچے کی غذاء سے باقی ماندہ خون (دم نفاس کے طور پر)

---

(۱) القاموس المحیط فصل الحاء باب الضاد۔

(۲) دیکھئے المغنی لابن قدامۃ ۱/۳۸۶ وشرح الزرکشی ۱/۴۰۵ شرح العمدۃ لابن تیمیہ ۱/۴۵۷ والروض المربع بحاشیۃ ابن قاسم ۱/۳۷۰ والحیض والاستحاضہ لروایہ بنت احمد ص ۱۷۔۴۶۔

خارج ہوتا ہے، پھر اللہ رب العالمین اپنی حکمت و دانائی سے اسی دم حیض کو دوبارہ دودھ میں تحویل کر دیتا ہے، جو ماں کے چھاتی کے ذریعہ بچے کے لئے بطور غذا فراہم ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ دودھ پلانے والی عورتوں کو بھی عموما حیض نہیں آتا ہے، پھر جب عورت ایام رضاعت و حمل سے خالی ہوتی ہے، تو یہ خون اپنی جگہ جمع ہو کر عموما ہر مہینہ میں چھ یا سات دن نکلتا ہے، حسب طبیعت کبھی کسی عورت کو اس سے زیادہ اور اس سے کم بھی ہوتا ہے، واللہ اعلم (۱)

ماہواری کے خون کا رنگ:

ماہواری کے خون کا رنگ عموما مندرجہ ذیل چار طرح کا ہوتا ہے:

ا۔سیاہ

جیسا کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ ان کو استحاضہ کی بیماری لاحق تھی، تو اللہ کے رسول ﷺ نے ان سے فرمایا: (ان دم الحیض دم أسود یعرف فاذا کان ذلك فأمسکی عن الصلاۃ فاذا کان الآخر فتؤضی وصلی فانما ھو عرق) (۲) یقیناً حیض کا خون سیاہ رنگ کا ہوتا ہے، جو پہچانا جاتا ہے، جب ایسا خون ہو تو تم نماز سے رک جاؤ، اور جب کوئی دوسرا (خون) ہو تم وضو اور نماز ادا کرو۔

---

(۱) دیکھئے المغنی لابن قدامۃ ۱/۳۸۶ وشرح الزرکشی ۱/۴۰۵ شرح العمدۃ لابن تیمیہ ۱/۴۵۷۔

(۲) (۱) سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب من قال اذا أقبلت الحیضۃ تدع الصلاۃ، ح (۲۸۶) والنسائی ح (۲۰۱) اور شیخ البانی نے ارواء الغلیل میں ۱/۲۲۶، اسے صحیح کہا ہے۔

۲۔سرخ:

کیونکہ سرخی خون کا طبعی رنگ ہے.(۱)

۳۔زرد:

یہ زردی مائل پیپ کی طرح خارج ہوتا ہے.(۲)

۴۔خاکی:

یہ سفید اور سیاہ کے درمیان سیاہی مائل گندہ پانی کی طرح ہوتا ہے.(۳)

علقمہ بن ابی علقمہ اپنی ماں ۔جو عائشہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھیں۔ سے روایت کرتے ہیں کہ عورتیں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ڈبیہ میں کرسف (حیض کی روئی) رکھ کر بھیجتی تھیں جس میں ماہواری کے خون کی زردی لگی ہوتی تھی، وہ پوچھتی تھیں کی کیا اس حالت میں ہم نماز پڑھ سکتی ہیں؟ تو آپ ان سے کہتی تھیں کہ نماز پڑھنے میں جلدی نہ کرو جب تک کہ قصہ بیضاء(۴) نہ دیکھ لو یعنی ایام ماہواری سے بالکل پاک نہ ہو جاؤ(۵)

زردی اور خاکی رنگ کا خون ایام ماہواری، اور طہارت حاصل ہونے کے

(۱) دیکھئے: الحیض والنفاس والاستحاضہ لروایہ بنت احمد ص ۳۷۔۴۸.

(۲) دیکھئے: فتح الباری ۱/۴۲۶.

(۳) دیکھئے: المعجم الوسیط ۲/۷۷۹ وفقہ السنہ لسید سابق ۱/۸۳.

(۴) قصہ بیضاء کے معنی کی وضاحت آگے آرہی ہے.

(۵) مؤطا امام مالک، کتاب الحیض، باب طھر الحائض ح (۹۷) اور بخاری نے معلق روایت کیا، ودارمی ۱/۲۱۴، اور شیخ البانی نے ارواء الغلیل ۱/۲۱۸ میں سے صحیح کہا ہے.

بعد حیض نہیں شمار ہوگا اگر چہ بار بار ہی کیوں نہ آئے.

ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ (کنا لا نعد الکدرۃ والصفرۃ [بعد الطہر] شیئا)(۱) ہم زرد اور خاکی رنگ کے خون کو طہارت و پاکیزگی کے بعد کچھ شمار نہیں کرتی تھیں.

اس حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوا کہ طہارت و پاکیزگی کے بعد زرد اور خاکی رنگ کا خون حیض شمار نہیں کیا جائے گا، اور مفہوم سے معلوم ہوا کہ طہارت و پاکیزگی سے پہلے اگر ایام حیض میں زرد اور خاکی رنگ کا خون آتا ہے تو اسے حیض ہی مانا جائے گا .یہی ہمارے شیخ ابن باز رحمہ اللہ کے نزدیک راجح ہے.

ماہواری کا وقت اور اُس کی مدت

کس عمر میں عورت کو ماہواری آنی شروع ہوتی ہے؟ اور کتنے دنوں تک باقی رہتی ہے؟ اس سلسلے میں علماء کے مابین اختلاف ہے.(۲)

۱۔ ماہواری شروع ہونے کی عمر

صحیح احادیث میں ماہواری شروع ہونے کی عمر کی تحدید نہیں ہے، لیکن عموما عورتوں کو بارہ سال سے لے کر پچاس سال کی عمر کے درمیان ماہواری آتی ہے.

(۱) بخاری، کتاب الحیض باب الصفرۃ والکدرۃ فی غیر أیام الحیض ح (۳۲۶) سنن ابو داؤد ح (۳۰۷) اور شیخ البانی نے ارواء الغلیل ۲۱۹/۱ میں اسے صحیح کہا ہے قوس کے درمیان کی عبارت بخاری کے علاوہ کی ہے.

(۲) دیکھئے الحیض والنفاس والاستحاضہ لراویہ بنت احمد ص ۶۲، ۴۹، ۶۲، والدماء الطبیعیۃ لابن عثیمین رحمہ اللہ.

البتہ اس کے برخلاف کبھی کبھار آب وہوا اور ماحول کے مطابق اس کے آگے پیچھے بھی ہو جاتا ہے.

علماء کے مابین حیض کے عمر کی تعیین میں اختلاف ہے، بایں طور کہ اس متعین عمر سے پہلے یا بعد میں اگر خون آتا ہے، تو اسے دم فاسد شمار کیا جائے گا، امام دارمی رحمہ اللہ علماء کا اختلاف ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: یہ سب (علماء کا اختلاف) میرے نزدیک غلط ہے، بلکہ اس سلسلے میں اصل بنیاد خون ہے جب بھی خون پایا جائے گا خواہ کتنا بھی ہو اور کسی عمر میں ہو اسے ماہواری کا خون ماننا ضروری ہے (۲) بشرط اس خون کے اندر ماہواری کے صفات پائے جاتے ہوں.(۳)

۲۔ ماہواری کی مدت اور اس کا وقت:

علماء کے مابین حیض کی کم سے کم مدت اور زیادہ سے زیادہ مدت، اور دو حیضوں کے درمیان پاکی کی کم سے کم مدت اور زیادہ سے زیادہ مدت، کیا ہوگی اس بارے میں اختلاف ہے.(۳)

۱۔ حیض کی کم سے کم مدت اور زیادہ سے زیادہ مدت کی کوئی حد نہیں ہے.

۲۔ حیض کی کم سے کم مدت ایک دن اور ایک رات ہے اور زیادہ سے زیادہ مدت

---

(۱) دیکھئے: الدماء الطبیعیۃ لابن عثیمین رحمہ اللہ.

(۲) دیکھئے: الشرح الممتع لابن عثیمین رحمہ اللہ وفتاوی ابن تیمیہ ۱۹/۲۳۷، والمختارات الجلیۃ للسعدی ص ۳۲.

(۳) دیکھئے: الحیض والنفاس والاستحاضہ لروایہ بنت احمد ص ۹۶، ۱۰۵، ۷۸، ۱۰۵.

پندرہ دن ہے(۱)

۳ر شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک راجح یہی ہے کہ نہ تو حیض کی کم سے کم مدت اور زیادہ سے زیادہ مدت کی کوئی حد ہے، اور نہ ہی دو حیضوں کے درمیان پاکی کی کم سے کم مدت اور زیادہ سے زیادہ مدت، کی کوئی حد ہے.

آپ فرماتے ہیں کہ: کچھ علماء حیض کی کم سے کم مدت اور زیادہ سے زیادہ مدت کی تحدید کے قائل ہیں لیکن اس کی تعیین میں ان کا اختلاف ہے، چنانچہ کچھ صرف اکثر مدت حیض کی تعیین کرتے ہیں اور اقل مدت حیض کی ان کے یہاں کوئی تعیین نہیں ہے ،لیکن سب سے صحیح تیسرا قول ہے کہ اکثر مدت حیض اور اقل مدت حیض کی کوئی تعیین نہیں ہے، پھر دلائل سے ثابت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: کہ جتنے دن بھی عورت سے بطور عادت خون خارج ہوتا ہے، اسے حیض مانا جائے گا اگر چہ وہ ایک دن سے کم ہی کیوں نہ ہو اور اگر اس سے زیادہ بطور عادت خون خارج ہوتا ہے، تو وہ بھی حیض مانا جائے گا اگر چہ وہ سترہ (۱۷) دن تک ہی کیوں نہ جاری رہے، البتہ اگر کسی عورت کو برابر خون نکلتا رہتا ہے وہ کبھی پاک ہی ہوتی نہیں ہے تو یہ یقینی طور پر معلوم ہے کہ وہ حیض نہیں ہے(۲)

---

(۱) ہمارے شیخ ابن باز رحمہ اللہ کے نزدیک اکثر مدت کے حیض کے سلسلہ میں راجح پندرہ دن ہے اور یہی جمہور کا قول ہے.

(۲) مجموع فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ ۱۹ر۲۳۷، شیخ ابن باز رحمہ اللہ فتوی دیا کرتے تھے کہ پندرہ دن سے زیادہ حیض نہیں آتا ہے اس کے بعد آنے والا خون دم فاسد ہے.

حیض کے احکام

حائضہ عورت کوکن چیزوں سے باز رہنا چاہیئے؟

صحیح قول کے مطابق حائضہ عورت کو آٹھ چیزوں سے باز رہنا چاہئے:

ا۔نماز

حیض کی وجہ سے نماز کا وجوب اور اس کا ادا کرنا دونوں ساقط ہو جاتا ہے.

جیسا کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ انہیں استحاضہ کی بیماری لاحق تھی، تو انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے اس کے بارے پوچھا تو آپ نے فرمایا: (ذلك عرق ليست بالحيضة فاذا اقبلت الحيضة فدعى الصلاة واذا أدبرت فاغتسلى وصلى)(۱) یہ ایک رگ ہے حیض نہیں ہے، جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دو اور جب ختم ہو جائے تو غسل کرو اور نماز ادا کرو.

حائضہ عورت طہارت کے بعد حالت حیض میں فوت شدہ نمازوں کی قضاء نہیں کرے گی:

عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے (كنا نحيض على عهد رسول الله فنؤمر بقضاء الصوم ولا نؤمر بقضاء الصلاة)(۲) کہ اللہ کے رسول ﷺ کے

(۱) بخاری، کتاب الحیض، باب اقبال المحیض وادبارہ ح (۳۲۰) ومسلم ح (۳۳۵).

(۲) بخاری، کتاب الحیض، باب لاتقضی الحائض الصلاۃ ح (۳۲۱) ومسلم ح (۳۳۵).

زمانے میں ہمیں جب حیض لاحق ہوتا تھا تو ہمیں روزہ کی قضاء کا حکم دیا جاتا تھا اور نماز کی قضاء کا نہیں.

البتہ جمہور جس میں امام مالک امام شافعی امام احمد وغیرہ شامل ہیں ان کا کہنا ہے کہ اگر عورت غروب آفتاب سے پہلے عصر کے وقت میں پاک ہوتی ہے، تو اسے ظہر اور عصر دونوں کی نماز پڑھنی چاہئے اور اگر طلوع فجر سے پہلے عشاء کے وقت میں پاک ہوتی ہے تو اسے مغرب اور عشاء دونوں کی نماز پڑھنی چاہئے یہی قول عبدالرحمٰن بن عوف، ابو ہریرہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم وغیرہ سے بھی مروی ہے(۱)، کیونکہ حالت عذر میں دوسری نماز کا وقت پہلی نماز کا بھی وقت ہوتا ہے (سوائے فجر کے) چنانچہ جب معذور شخص کو دوسری نماز کا وقت مل جائے تو اسے پہلی نماز بھی پڑھنی ضروری ہے، امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں سوائے حسن رحمہ اللہ کے اکثر تابعین کا یہی کہنا ہے.(۲)

اور اگر عورت طلوع آفتاب سے پہلے ایک رکعت کے بمقدار پاک ہوتی ہے تو اسے فجر کی نماز پڑھنی ضروری ہے کیونکہ اسے نماز کا وقت مل گیا ہے.

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (من أدرك ركعة من الصبح قبل

---

(۱) السنن الکبری للبیہقی ۱/۳۸۶، ۳۸۷، مذکورہ آثار کو مجد ابن تیمیہ نے منتقی الاخبار میں سنن سعید بن منصور سے نقل کیا ہے، اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے فتاوی ۲۱/۴۳۴ میں ان پر اعتماد کیا ہے، اور شیخ ابن باز رحمہ اللہ اسی کا فتوی دیتے تھے نیز دیکھئے المغنی ۲/۴۷

(۲) المغنی ۲/۴۶

أن تطلع الشمس فقد أدرك الصبح ومن أدرك ركعةمن العصر قبل أن تغرب الشمس فقد أدرك العصر)(۱)طلوع آفتاب سے پہلے جس نے نماز فجر کی ایک رکعت پالی اس نے صبح کی نماز پالی اور غروب آفتاب سے پہلے جس نے نماز عصر کی ایک رکعت پالی اس نے عصر کی نماز پالی.

اگر وقت نماز میں نماز پڑھنے سے پہلے عورت کو حیض آجائے ،تو اسے اس نماز کو طہارت کے بعد قضاء کرنی چاہئے کی نہیں اس سلسلے میں علماء کرام کے دو قول ہیں

پہلا قول: جمہور کے نزدیک قضاء کرنی واجب ہے (۲)،لیکن ان کے مابین اس بات میں اختلاف ہے کہ عورت کو حالت طہارت میں کتنا وقت ملا ہو تب اس پر قضاء کرنی واجب ہے درج میں اس سلسلے میں ان کے چند اقوال ذکر کئے جارہے ہیں:

۱۔عورت کو اگر حالت طہارت میں ایک تکبیر کے بمقدار وقت مل جائے تو اس پر قضاء کرنی واجب ہے.(۳)

۲۔عورت کو اگر حالت طہارت میں ایک رکعت کے بمقدار وقت مل جائے تو اس پر قضاء کرنی واجب ہے.

کیونکہ یہاں وقت ملنے سے نماز کا تعلق ہےاور نماز ایک رکعت سے کم میں نہیں ملتی

(۱) مسلم ،کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب من أدرک رکعۃ من الصلاۃ فقد أدرک تلک الصلاۃ ح (۶۰۸۔۶۰۹) نیز دیکھئے الاختیارات الفقھیۃ لابن تیمیہ ص ۳۴.

(۲) حنابلہ،شافعیہ،مالکیہ دیکھئے بدایۃ المجتھد فی نھایۃ المقتصد ۱/۳۷ والحیض والنفاس ص ۸۶.

(۳) یہ قول شافعیہ،اور مالکیہ کا ہے،دیکھئے مغنی لابن قدامۃ ۲/۱۱ والحیض والنفاس ص ۲۸۶۔۲۸۸.

ہے جیسے جمعہ کی نماز.(۱)

۳۔عورت کواگر حالت طہارت میں اتنا وقت مل جائے جس میں نماز ادا کرسکتی تھی لیکن اس کے باوجود اس نے ادا نہیں کی، تو ایسی صورت میں یہ نماز اس کے ذمہ باقی رہے گی اور حصول طہارت کے بعد اس پر قضاء کرنی واجب ہے.(۲).

۴۔عورت کواگر حالت طہارت میں پانچ رکعت کے بمقدار وقت مل جائے تو اس پر قضاء کرنی واجب ہے.(۳)

۵۔عورت کواگر حالت طہارت میں وقت مل جائے لیکن ادائیگی نماز سے قبل (تاخیر کرنے کیوجہ سے) وقت اس قدر تنگ ہو جائے کہ وہ مکمل نماز ادا نہ کرسکتی ہو، پھر اسے حیض آجائے تو ایسی صورت میں حصول طہارت کے بعد اس پر قضاء کرنی واجب ہے.

دوسرا قول: عورت پر مطلقا فوت شدہ نماز کی قضاء واجب نہیں ہے. چاہے اسے حیض اول وقت میں آیا ہو، یا آخر وقت میں کیونکہ اللہ رب العالمین نے نماز کو محدود وقت میں فرض کیا ہے، جس کا اول ہے اور آخر ہے، اور اللہ کے رسول ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے اول وقت میں بھی نماز ادا فرمائی ہے، اور آخر وقت میں بھی نماز

---

(۱) یہ قول امام شافعی کا ہے، دیکھئے مغنی لابن قدامۃ ۲/۴۷.

(۲) یہ قول، حنابلہ اور شافعیہ، کا ہے، دیکھئے مغنی لابن قدامۃ ۲/۱۲، ۴۷، والحیض والنفاس ص ۲۸۶۔۲۸۹.

(۳) یہ قول امام مالک کی طرف منسوب ہے دیکھئے مغنی لابن قدامۃ ۲/۴۶، ۴۷.

(۴) یہ قول، حنفیہ اور حنابلہ، کا ہے، اور یہی شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا اختیار ہے اور اسی کا فتوی شیخ ابن باز رحمہ اللہ دیتے تھے دیکھئے مغنی لابن قدامۃ ۲/۱۱، ۴۶، ۴۷، والاختیارات الفقھیۃ لابن تیمیہ ص ۳۴ والحیض والنفاس ص ۲۸۶۔۲۸۸.

ادا فرمائی ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ نماز کو آخر وقت تک موخر کرنے والا گنہ گار نہیں ہے (لہذا آخر وقت تک نماز کو موٴخر کرنے والی عورت نے کوئی خلاف شریعت کام نہیں کیا بنا بریں جب اسے ادائیگی نماز سے قبل حیض آگیا، تو اس میں اس کی کوئی غلطی نہیں، لہذا اس پر اس نماز کی قضاء واجب نہیں) یہ قول احناف اور اہل ظاہر کا ہے۔(۱)

راجح: مذکورہ اقوال میں ان شاء اللہ راجح قول یہ ہے کہ اگر عورت حالت طہارت میں وقت پانے کے باوجود ادائیگی نماز میں اس قدر تاخیر کرتی ہے کہ مکمل نماز ادا کرنے کے لئے وقت باقی نہ رہے، پھر ادائیگی نماز سے پہلے حیض آجائے تو ایسی صورت میں یہ نماز اس کے ذمہ باقی رہے گی، اور حصول طہارت کے بعد اس پر قضاء کرنی واجب ہے کیونکہ اس نے نماز کی ادائیگی میں کوتاہی اور سستی برتی ہے، اسی کا فتوی امام علامہ

(۱) دیکھئے الحیض والنفاس ص ۲۸۸، والمحلی لابن حزم ۲/۱۷۵، وبدایۃ المجتھد فی نھایۃ المقتصد ۱/۷۳.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر عورت حالت طہارت میں ایک رکعت کے بمقدار وقت پا جاتی ہے تو اس پر اس وقت کی نماز قضا کرنی واجب ہے، اور اگر اس سے کم پاتی ہے تو نہیں، خواہ اول وقت میں پائے بایں طور کی غروب آفتاب کے بعد اسے ایک رکعت کے بمقدار وقت ملے پھر اسے ماہواری آنا شروع ہو جائے تو ایسی صورت میں ماہواری سے طہارت کے بعد اسے مغرب کی نماز قضا کرنی واجب ہے، یا آخر وقت میں پائے بایں طور کی کوئی عورت طلوع آفتاب سے پہلے ایک رکعت کی ادائیگی کے بمقدار پاک ہو جائے تو ایسی صورت میں غسل کرنے کے بعد اسے فجر کی نماز قضا کرنی ہوگی جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (جس نے نماز کی ایک رکعت پالی اس نے نماز پالی)۔ بخاری ح (۵۸۰) ومسلم ح (۶۰۷) اور جیسا کہ عائشہ وابن عباس، اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (جس نے صبح کے نماز کی ایک رکعت سورج نکلنے سے پہلے پالی اس نے صبح کی نماز پالی جس نے عصر کے نماز کی ایک رکعت سورج ڈوبنے سے پہلے پالی اس نے عصر کی نماز پالی)۔ مسلم ح (۶۲۴) اس حدیث کا مفہوم ہوا کہ جس نے ایک رکعت سے کم پائی اسے نماز نہیں ملے گی، دیکھئے مجموع فتاوی الشیخ ابن عثیمین ۴/۳۰۹، اور یہی امام شافعی کا بھی قول ہے دیکھئے مغنی لابن قدامہ ۱/۴۷ وبدایۃ المجتھد فی نھایۃ المقتصد ۱/۷۳.

شیخ ابن باز رحمہ اللہ دیتے تھے، اور اسی قول کو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے پسند فرمایا ہے.(۱)

۲۔روزہ

عورت پر حالت حیض میں روزہ واجب نہیں ہے البتہ حصول طہارت کے بعد فوت شدہ روزوں کی وہ قضاء کرے گی.

۱/ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (الیس اذا حاضت المرأة لم تصل ولم تصم)(۲) کیا ایسا نہیں ہے کہ جب عورت حائضہ ہوتی ہے تو وہ نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے.

۲/عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے (کنا نحیض علی عهد رسول الله فنؤمر بقضاء الصوم ولا نؤمر بقضاء الصلاة)(۳) کہ اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے میں ہمیں جب حیض لاحق ہوتا تھا تو ہمیں روزہ کی قضاء کا حکم دیا جاتا تھا اور نماز کی قضاء کا نہیں.

یہ اللہ کا فضل وکرم ہے کہ اس نے عورتوں کو حالت حیض میں فوت شدہ نمازوں کے قضاء کا حکم نہیں دیا ہے کیونکہ عموماً انہیں ہر مہینہ چھ یا سات دن حیض آتا ہے جن میں

---

(۱) دیکھئے الاختیارات الفقھیۃ لابن تیمیہ ص ۳۴.

(۲) بخاری، کتاب الحیض، باب ترک الحائض الصوم ح (۳۰۴).

(۳) بخاری، ح (۳۲۱) ومسلم ح (۳۳۵).

فوت شدہ نمازوں کی تعداد ۳۰ یا ۳۵ ہوتی ہے، اور رکعت کی مجموعی تعداد ۱۰۲ یا ۱۱۹ ہے، بلا شبہ ہر ماہ ان نمازوں کا قضاء کرنا مشقت سے خالی نہیں ہے، چنانچہ اللہ تعالی نے اپنی رحمت سے حائضہ اور نفساء عورتوں کے ذمہ سے فوت شدہ نمازوں کے قضا کو واجب نہیں کیا ہے، رہا روزہ تو اس کا معاملہ آسان ہے، یہ سال بھر میں صرف رمضان کے مہینہ میں پیش آتا ہے، اس کے قضا میں عموما کوئی مشقت اور پریشانی نہیں ہوتی ہے، اس لئے روزہ کا قضاء واجب ہے. نماز کا قضاء واجب نہیں ہے.

الحمد لله

۳۔ بیت اللہ کا طواف:

طہارت سے قبل حائضہ عورت کے لئے بیت اللہ شریف کا طواف کرنا جائز نہیں ہے.

ا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (الطواف بالبيت صلاة) بیت اللہ کا طواف کرنا نماز ہے. (۱)

۲/ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب انہیں دوران حج حیض آیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے ان سے فرمایا: (افعلي ما يفعل الحاج غير أن لا تطوفي بالبيت حتى تطهري) (۲) وہ سب کچھ کرو جو حاجی کرتے ہیں البتہ پاک

(۱) اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے

(۲) اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے

صاف ہونے تک بیت اللہ کا طواف نہ کرو.

البتہ اگر حیض طواف افاضہ کے بعد آئے، تو طواف وداع حائضہ عورت سے ساقط ہوجاتا ہے: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے (امر الناس أن یکون آخر عهدهم بالبیت الا أنه خفف عن المرأة الحائض) (۱) لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ ان کا آخری عھد (حج میں) بیت اللہ کے ساتھ ہو، البتہ حائضہ عورتوں سے اسے ہلکا کر دیا گیا ہے.

۴۔ قرآن کا چھونا:

اس مسئلہ میں صحیح قول یہی ہے کہ حائضہ اور نفساء لئے قرآن کا چھونا جائز نہیں ہے.

ا۔ عمرو بن حزم، حکیم بن حزام، اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (لا یمس القرآن الا طاهر) (۲) قرآن کو صرف طاہر ہی ہاتھ لگائے.

البتہ علماء کی ایک جماعت حائضہ اور نفساء کو قرآن پڑھنے سے بھی (بغیر چھوئے ہوئے) روکتی ہے ان کا استدلال اس حدیث سے ہے (لا تقرء الحائض ولا الجنب شیئا من القرآن) (۳) حائضہ اور جنبی قرآن سے کچھ نہ پڑھیں.

(۱) مسلم، کتاب الحج باب وجوب طواف الوداع وسقوطہ عن الحائض ح (۱۳۲۸)

(۲) اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے.

(۳) سنن ترمذی، کتاب الطھارۃ، باب ماجاء فی الجنب والحائض أنھما لا یقرء ان القرآن ح (۱۳۱) وابن ماجۃ (۵۹۵) شیخ البانی نے ارواء الغلیل ح (۱۹۲) میں اور شیخ ابن باز نے منتقی الاخبار اور بلوغ المرام کی تعلیق میں اسے ضعیف قرار دیا ہے.

لیکن یہ حدیث ضعیف ہے قابل احتجاج نہیں، اس لئے اس مسئلہ میں صحیح بات یہی ہے کہ حائضہ اور نفساء (بغیر چھوئے ہوئے) قرآن پڑھ سکتی ہیں، رہا حائضہ اور نفساء کا جنبی پر قیاس کرنا تو یہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ جنابت کی مدت مختصر ہوتی ہے، اور جنبی فوراً غسل کر سکتا ہے، اور اگر غسل کرنے کی طاقت نہیں ہے، تو تیمّم کر کے نماز اور قرآن پڑھ سکتا ہے، رہی حائضہ اور نفساء تو ان کا معاملہ ان کے ہاتھوں میں نہیں ہے، بلکہ یہ اللہ کے ہاتھوں میں ہے، حیض اور نفاس کئی دنوں تک باقی رہتا ہے، اس دوران اگر یہ قرآن نہ پڑھے، تو جو کچھ اس نے قرآن یاد کیا ہے، اسے بھولنے کا امکان ہے، اسی طرح اگر یہ معلّمہ ہے تو اسے عورتوں اور بچیوں کو پڑھانے کی بھی ضرورت ہو سکتی ہے، حائضہ اور نفساء کے زبانی قرآن پڑھنے کے جواز پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا دوران حج حیض آنے کا واقعہ بھی دلالت کرتا ہے جس میں اللہ کے رسول ﷺ نے ان سے فرمایا: (افعلی ما یفعل الحاج غیر أن لا تطوفی بالبیت حتی تطهری) (۱) وہ سب کچھ کرو جو حاجی کرتے ہیں البتہ پاک صاف ہونے تک بیت اللہ کا طواف نہ کرو۔

اس حدیث میں آپ ﷺ نے یہ نہیں کہا (قرآن نہ پڑھو) حالانکہ دوران حج قرآن کا پڑھنا افضل عبادت ہے اس سے معلوم ہوا کہ درست قول یہی ہے کہ

(۱) اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے

حائضہ اور نفساء کے لئے بغیر چھوئے ہوئے قرآن کا پڑھنا جائز ہے.(۱)

۵۔ مسجد میں ٹھہرنا اور بیٹھنا:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (فانی لا احل المسجد لحائض ولا جنب)(۲) بلاشبہ میں حائضہ اور جنبی کے لئے مسجد میں داخلہ جائز قرار نہیں دیتا.

البتہ حائضہ اور نفساء مسجد کے اندر سے گزر سکتی ہیں بشرطیکہ اچھی طرح اپنی حفاظت کرلیں ،تاکہ مسجد کو گندہ کرنے کا اندیشہ نہ ہو، جیسا کہ مندرجہ ذیل دلائل اس پر دلالت کرتے ہیں:

۱ر اللہ تعالی کے اس قول ﴿الا عابری سبیل﴾(۳) کا عموم. (یعنی جنبی اور حائضہ سب کے لئے عام ہے، جس سے معلوم ہوا کہ حائضہ مسجد سے گزر سکتی ہیں)

۲ر عائشہ رضی اللہ عنھا سے آپ ﷺ نے فرمایا: (ان حیضتك لیست فی یدك) (۴) تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے.

۳ر میمونہ رضی اللہ عنھا کا حالت حیض میں مسجد میں چٹائی رکھنے کا واقعہ (۵).

۴ر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: (حیضتك لیست فی

---

(۱) شیخ ابن باز نے اسی کو راجح قرار دیا ہے، دیکھئے فتاوی اسلامیہ ۱ر۲۳۹، اور بلوغ المرام کی شرح ح (۱۲۴، ۱۴۹، ۱۵۹) نیز دیکھئے حجۃ النبی ﷺ للالبانی ص ۶۹، والحیض والنفاس ص ۲۲۵، ۲۷۰ جس میں بڑی مفید باتیں اس مسئلہ میں مذکور ہیں.

(۲) اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے.

(۳) سورہ نساء آیت: ۴۳. (۴) اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے.

(۵) اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے.

یدك)(۱) تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں، وغیرہ احادیث اس کے جواز پر دلالت کرتی ہیں.

۶۔ہم بستری کرنا:

حائضہ اور نفساء سے ہم بستری کرنا حرام ہے:

۱۔ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ویسئلونك عن المحیض قل هو أذی فاعتزلوا النساء فی المحیض ولا تقربوهن حتی یطهرن فاذا تطهرن فأتوهن من حیث أمركم الله ان الله یحب التوابین ویحب المتطهرین﴾ (۲) وہ لوگ آپ سے حیض کے متعلق سوال کرتے ہیں، تو کہہ دیجئے یہ گندگی ہے، لہذا حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو، اور جب تک پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ، ہاں جب وہ پاک ہو جائیں (یعنی غسل کرلیں) تو ان کے پاس اس راستے سے جاؤ جہاں سے اللہ تعالی نے تمہیں حکم دیا ہے، بیشک اللہ تعالی بہت توبہ اور خوب پاکی حاصل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے.

۲/ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (من اتی حائضا أو امرأة فی دبرها أو كاهنا فصدقه بما یقول فقد كفر

---

(۱) اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے.

(۲) سورہ بقرہ آیت: ۲۲۲

بمــاأنـزل عـلـى محـمـد)(۱) جس نے اپنی بیوی سے حالت حیض میں ہم بستری کیا، یا اس کی سرین میں جماع کیا، یا کسی کاہن کے پاس آیا، اور اس کی بتائی ہوئی باتوں کی تصدیق کیا، تو اس نے محمد (ﷺ) کی لائی ہوئی شریعت کا کفر کیا.

حیض اور نفاس کے ختم ہونے کے بعد غسل کرنے سے پہلے بھی جماع کرنا جائز نہیں ہے، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ ولا تقربوهن حتى يطهرن ﴾ (۲) ان کے قریب نہ جاؤ ہاں جب وہ پاک ہو جائیں (یعنی غسل کرلیں).

اگر کوئی اپنی بیوی سے حالت حیض یا نفاس میں ہم بستری کرتا ہے، تو اسے توبہ کرنے کے ساتھ ساتھ ایک یا آدھے دینار کا صدقہ بھی کرنا چاہئے.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ایسے شخص کے بارے میں فرمایا جو حالت حیض میں اپنی بیوی سے ہم بستری کرتا ہے: (يتـصـدق بدينار أو نصف دينار)(۳) وہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کرے.

بنابریں ایسے شخص کو صحیح قول کے مطابق ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کرنے میں اختیار

---

(۱) سنن ابو داؤد، کتاب الطب، باب فی الکھان ح (۳۹۰۴) والترمذی ح (۱۳۵) وابن ماجہ ح (۶۳۹) اور شیخ البانی نے صحیح سنن ابو داؤد ۳۹/۱ ح، صحیح سنن ترمذی، ۴۴/۱، صحیح سنن ابن ماجہ ۱۰۵/۱، ارواء الغلیل ح ۲۰۰٦، اور آداف الزفاف ص ۳۱ میں اسے صحیح کہا ہے.

(۲) سورہ بقرہ آیت: ۲۲۲.

(۳) سنن ابو داؤد، کتاب الطھارۃ، باب فی اتیان الحائض ح (۳۹۰۴) والترمذی ح (۲٦۴) وترمذی ح (۱۳٦، ۱۳۷)، والنسائی ح (۲٦۸، ۲۸۸) ابن ماجہ ح (٦۴۰) اور شیخ البانی نے ارواء الغلیل ح ۱۹۷، میں اسے صحیح کہا ہے

ہے جو چاہے اپنی سہولت کے مطابق وہی کرے.

اور ایک دینار ۴ر۷ سعودی جنیہ کے برابر ہوتا ہے اور آدھا دینار ۲ر۷ سعودی جنیہ کے برابر ہوتا ہے، بنابریں اگر کوئی ۴ر۷ یا ۲ر۷ سعودی جنیہ توبہ واستغفار کے ساتھ صدقہ کردے تو اس کے لئے کافی ہوگا.(۱)

اور معاصر وزن میں ایک دینار ۴،۲۵ گرام (سونا) کا ہوتا ہے اور آدھا دینار ۲،۱۳ گرام (سونا) کا ہوتا ہے (۲).

بہر حال دونوں میں سے کوئی بھی صدقہ کردے تو کافی ہوگا.

۷۔ طلاق:

حالت حیض میں عورت کو طلاق دینا خلاف سنت، بدعت اور حرام ہے.

۱۔ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿فطلقوهن لعدتهن﴾ (۳) ان کی عدت (کے دنوں کے آغاز) میں انہیں طلاق دو!

یعنی حیض کے بعد ایسی طہارت میں انہیں طلاق دو جس میں ہم بستری نہ کیا ہو.

۲۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی، جب یہ خبر عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ اللہ کے رسول ﷺ کو ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں حکم دو کہ وہ رجوع کرلیں اور پاک ہونے تک اپنے پاس رکھیں پھر جب

(۱) یہی شیخ ابن باز کے نزدیک راجح ہے دیکھئے فتاوی اسلامیہ ۱/۲۳۸.

(۲) الحیض والنفاس ص (۵۵۳).

(۳) سورہ طلاق آیت: ۱.

اسے (دوبارہ) حیض آئے، اور پاک ہوتو اگر چاہیں، تو اسے اپنے پاس رکھیں اور اگر چاہیں تو دوبارہ ہم بستری کرنے سے پہلے طلاق دے دیں، یہی عورتوں کے طلاق دینے کی عدت ہے، جسے اللہ نے حکم دیا ہے اس میں عورتوں کو طلاق دیا جائے.(۱)

۸۔عدت کا مہینہ سے حساب کرنا:

جن عورتوں کو حیض آتا ہے ان کے طلاق کی عدت کا شمار حیض سے کرنا واجب ہے مہینے کے حساب سے شمار کرنا جائز نہیں ہے:

ا۔ارشاد باری تعالی ہے:﴿والمطلقت يتربصن بأنفسهن ثلثة قروء﴾(۲) طلاق والی عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں!

۲۔نیز ارشاد باری تعالی ہے:﴿واللائی يئسن من المحيض من نسائكم ان ارتبتم فعدتهن ثلثة أشهر واللائی لم يحضن﴾(۳) تمہاری عورتوں میں سے جو حیض سے ناامید ہوگئی ہوں، اگر تمہیں شبہ ہو گیا ہو، تو ان کی عدت تین مہینہ ہے، اور ان کی بھی جنہیں حیض آنا شروع ہی نہ ہوا ہو.

مذکورہ دونوں آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جن عورتوں کو حیض آتا ہے ان کی عدت کا شمار حیض سے ہوگا اور جن عورتوں کا سن رسیدہ ہونے کی وجہ سے حیض بند ہو گیا ہو یا کم سنی کی

(۱) بخاری، کتاب الطلاق، باب قول اللہ (یا أیھا النبی اذا طلقتم النساء) ح (۵۲۵۱) ومسلم ح (۱۴۷۱).

(۲) سورہ بقرۃ آیت: ۲۲۸.

(۳) سورہ طلاق آیت: ۴.

وجہ سے جنہیں حیض ہی نہ آتا ہو ان کی عدت کا شمار مہینہ کے حساب سے ہوگا (یعنی تین مہینہ).

رہی وہ عورت جس کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہو تو مطلقا، اس کی عدت چار مہینہ دس دن ہے، خواہ اسے حیض آتا ہو، یا کبر سنی یا صغر سنی کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿والذين يتوفون منكم ويذرون أزواجا يتربصن بأنفسهن أربعة أشهر وعشرا﴾ (۱) تم میں سے جو لوگ فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں، وہ عورتیں اپنے آپ کو چار مہینے دس (دن) عدت میں رکھیں

یہ عدت وفات ہر عورت کے لئے ہے (۲) خواہ اسے حیض آتا ہو یا کبر سنی یا صغر سنی کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو (مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ ہو) البتہ اس سے حمل والی عورتیں مستثنی ہیں کیونکہ ان کی عدت وضع حمل ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وأولات الأحمال أن يضعن حملهن﴾ (۳) اور حاملہ عورتوں کی عدت ان کے وضع حمل ہے.

حیض کے منجملہ احکام میں سے یہ بھی ہے کہ حیض بلوغت کی علامت ہے اور اس کی وجہ سے غسل واجب ہو جاتا ہے (۴).

---

(۱) سورہ بقرۃ آیت: ۲۳۴.

(۲) (۴) شرح العمدۃ لابن تیمیہ ۱/۴۷۲.

(۳) سورہ طلاق آیت: ۴.

(۴) شرح العمدۃ لابن تیمیہ ۱/۴۷۲.

ب۔حیض اور نفاس والی عورت کے ساتھ کیا کرنا جائز ہے؟

جماع کے علاوہ حائضہ اور نفساء عورت کے ساتھ ہر طرح کا اٹھنا، بیٹھنا، سونا، بوس و کنار کرنا جائز ہے.

ا۔انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ یہودیوں کے یہاں جب کوئی عورت حائضہ ہوتی تھی، تو وہ اس کے ساتھ کھانا پینا، اور رہنا سہنا ترک کر دیتے تھے، صحابۂ کرام نے اس کے بارے میں آپ ﷺ سے پوچھا، تو اللہ رب العالمین نے یہ آیت کریمہ ﴿ويسئلونك عن المحيض قل هو أذى ......﴾(۱) نازل فرمائی اس کے بعد آپ ﷺ نے صحابۂ کرام سے فرمایا: (اصنعوا كل شئ الا النكاح)(۲) سوائے جماع کے (حائضہ اور نفساء) عورت سے تم ہر چیز کر سکتے ہو.

۲۔حائضہ عورت کے ساتھ لیٹنے کے سلسلے میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث.(۳)

۳۔حرام بن حکیم کے چچا نے اللہ کے رسول ﷺ سے دریافت کیا کہ حالت حیض میں عورت سے ہمارے لئے کیا حلال ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تہبند کے اوپر سب کچھ حلال ہے(۴)

ہمارے شیخ علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حائضہ عورت سے جماع

---

(۱) سورہ بقرۃ آیت: ۲۲۲.

(۲) مسلم، کتاب الحیض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجھا وترجیلہ وطہارۃ سؤرھا ح (۳۰۲).

(۳) بخاری، کتاب الحیض، باب مباشرۃ الحائض ح (۳۰۲) ومسلم ح (۲۹۳).

(۴) سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب فی المذی ح (۲۱۲) ورشیخ البانی نے صحیح سنن ابوداؤد ۱/۱۹۷، میں اسے صحیح کہا ہے.

کرنا حرام ہے(۱)، لیکن ناف کے نیچے اور گھٹنے کے اوپر عورت سے لطف اندوزی کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، اور اسی اجازت کو حدیث شریف میں ,,تہبند کے اوپر سب کچھ حلال ہے،، سے تعبیر کیا گیا ہے، رہا تہبند کے نیچے حصہ سے لطف اندوزی کرنا (جماع کے علاوہ) تو اس سلسلے میں صحیح یہی ہے کہ وہ بھی جائز ہے جیسا کہ آپ ﷺ (اصنعوا کل شیء الا النکاح) سوائے جماع کے (حائضہ اور نفساء) عورت سے تم ہر چیز کر سکتے ہو،، سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس حدیث میں صرف جماع کی ممانعت ہے.

بنا بریں حائضہ عورت سے لطف اندوزی کی تین حالتیں ہیں:

پہلی حالت: جماع کرنا یہ بالا جماع حرام ہے، جب تک عورت پاک نہ ہو جائے.

دوسری حالت: تہبند کے اوپر سے لطف اندوزی کرنا یہ بالا جماع حلال ہے.

تیسری حالت: تہبند کے نیچے ناف سے لے کر گھٹنے تک عورت سے لطف اندوزی کرنا، اس سلسلے میں علماء کا اختلاف ہے، لیکن راجح یہی ہے کہ جماع کے علاوہ ہر طرح کی لطف اندوزی کرنا جائز ہے، ویسے احتیاطا اس کا ترک کرنا بہتر ہے تا کہ حرام میں واقع ہونے سے محفوظ رہے.(۲)

میمونہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ اپنی بیویوں کے ساتھ

(۱) شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے فتاوی ۲۱/۶۲۴ میں حائضہ سے وطی کرنے کی حرمت پر تمام ائمہ کا اتفاق نقل کیا ہے.

(۲) آپ نے منتقی الاخبار کی شرح کرتے ہوئے ذکر کیا ہے نیز دیکھئے مغنی لابن قدامۃ ۱/۴۱۴ والحیض والنفاس ص ۳۲۱-۳۷۰.

حالت حیض میں تہبند کے اوپری حصہ کے ساتھ چمٹ کر لیٹتے تھے.(۱)

۲۔حائضہ کے ساتھ کھانا پینا:

ا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں حالت حیض میں پانی پیتی ، پھر برتن آپ ﷺ کو دے دیتی ،تو آپ ﷺ وہیں منہ رکھ کے پانی پیتے جہاں پر میں نے منہ رکھ کے پانی پیا تھا، اسی طرح حالت حیض میں گوشت والی ہڈی کونوچ کر کھاتی ، پھر اسی ہڈی کو آپ ﷺ کو دے دیتی ،تو آپ ﷺ ہڈی کے گوشت کو اسی جگہ سے کھاتے جہاں سے میں نے کھایا تھا.(۲)

۲رعائشہ رضی اللہ عنھا سے آپ ﷺ نے فرمایا:(ان حیضتك لیست فی یدك)(۳)
تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے.

۳۔عیدین کے موقعہ پر عیدگاہ جانا:

حائضہ عورت کے لئے عیدگاہ جانا، خطبہ کا سننا، مسلمانوں کی دعا اور نیک کام میں شرکت کرنا، مباح ہی نہیں بلکہ مستحب ہے.

ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہمیں حکم دیا گیا ہے، ہم نوجوان لڑکیوں ، پردہ نشین اور حائضہ عورتوں کو عیدگاہ لے جائیں ، حائضہ عورتیں عیدگاہ سے الگ رہیں، ایک روایت میں ہے: وہ نماز سے الگ رہیں، مسلمانوں کی دعا اور نیک کام میں شریک

(۱) مسلم، کتاب الحیض، باب مباشرۃ الحائض فوق الازار ح (۲۹۴).

(۲) مسلم، کتاب الحیض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجھا وترجیلہ وطہارۃ سؤرھا ح (۳۰۰).

(۳) مسلم، ح (۲۹۹) اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے.

ہوں.(۱)

۴۔حائضہ بیوی کی گود میں سر رکھ کے قرآن پڑھنا جائز ہے:

عائشہ رضی اللہ عنھا کا بیان ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ میری گود میں ٹیک لگا لیتے تھے، میں حالت حیض میں ہوتی تھی، اور پھر آپ ﷺ قرآن پڑھتے تھے.(۲)

۵۔حائضہ بیوی کا شوہر کے سر کا دھونا اور اس میں کنگھی کرنا جائز ہے.

عائشہ رضی اللہ عنھا کا بیان ہے کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے سر میں کنگھی کیا کرتی تھی، اور میں حالت حیض میں ہوتی تھی.(۳)

۶۔ مذکورہ ممنوع عبادتوں کو چھوڑ کر حالت حیض میں عورت بقیہ سارے عبادات کو کرسکتی ہے: چنانچہ حائضہ عورت ہر طرح کی ماثور اور مسنون دعاؤں کو پڑھ سکتی ہے، حج اور عمرہ کے لئے احرام باندھ سکتی ہے، البتہ طہارت سے پہلے بیت اللہ شریف کا طواف نہیں کرسکتی ہے، جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب انہیں دوران حج حیض آیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے ان سے فرمایا: (افعلی ما یفعل الحاج غیر أن لا تطوفی بالبیت حتی تطہری)(۴) وہ سب کچھ کرو جو حاجی کرتے ہیں البتہ پاک صاف ہونے تک بیت اللہ کا طواف نہ کرو.

(۱) بخاری، کتاب الحیض، باب شھود الحائض العیدین ودعوۃ المسلمین ویعتزلن المصلی ح (۳۲۴) مسلم ح (۸۹۰).

(۲) بخاری، کتاب الحیض، باب قراءۃ الرجل فی حجر امرأتہ وھی حائض ح (۲۹۷) مسلم ح (۳۰۱).

(۳) بخاری، کتاب الحیض، باب غسل الحائض رأس زوجھا وترجیلہ ح (۲۹۵) ومسلم ح (۲۹۷).

(۴) اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے.

طہارت کی علامت

حیض سے طہارت کی دو علامت ہے:

پہلی علامت: قصہء بیضاء

قصہء بیضاء کسے کہتے ہیں اس سلسلے میں علماء کے کئی اقوال ہیں جو درج ذیل ہیں:

ا۔سفید پانی جو حیض کے بعد نکلتا ہے.

۲۔سفید دھاگے کے مانند ایک مادہ جو مکمل طور پر حیض کے ختم ہونے پر نکلتا ہے.

جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا حائضہ عورتوں سے کہتی تھیں کہ (لا تعجلن حتی ترین القصة البیضاء) (۱) نماز پڑھنے میں جلدی نہ کرو جب تک کہ قصئہ بیضاء نہ دیکھ لو.

۳۔اگر کرسف (وہ روئی جو عورت ایام حیض میں اپنی شرم گاہ میں رکھتی ہے) خشک نکلے اس پر زردی وغیرہ کے اثرات نہ ہوں تو اسی کو قصئہ بیضاء کہتے ہیں. (۲)

دوسری علامت: خشکی

حیض سے طہارت کی دوسری علامت یہ ہے کہ عورت حیض ختم ہونے کے بعد اپنی شرم گاہ میں روئی یا کپڑا ڈال کر نکالے اگر خشک نکلے یا اس پر قصئہ بیضاء ہو یا صرف خشک ہو تو یہ پاکی کی علامت ہے. (۳)

---

(۱) اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے.

(۲) النہایۃ فی غریب الحدیث لابن الاثیر ۴/۷۱ والحیض والنفاس ص ۵۳۴.

(۳) الحیض والنفاس لروایۃ ص ۵۳۴. ومنہاج المسلم ص ۱۸۹ والشرح الممتع ۱/۴۳۳.

نفاس

۱۔لغوی تعریف: نِفاس حرف نون پر زیر کے ساتھ یہ مصدر ہے جس کا معنی جننا، بچہ پیدا کرنا ہے، اور جب بچے کی پیدائش ہو جائے تو ایسی عورت کو نفساء کہتے ہیں.(۱)

<u>شرعی تعریف:</u> ایسا خون جو ولادت کیوجہ سے ولادت کے وقت یا ولادت سے پہلے ایک دن یا دو دن یا تین دن عورت کی بچہ دانی سے روانی کے ساتھ نکلے یا ولادت کے بعد ایک مخصوص مدت تک نکلے.

۲۔حیض اور نفاس کے خون میں فرق:

نفاس اور حیض کے خون میں کوئی فرق نہیں ہے، کیونکہ درحقیقت نفاس کا خون حیض کا وہی خون ہوتا ہے، جو عورت کی بچہ دانی میں بچہ کی غذا سے باقی رہ جاتا ہے اور پھر بچہ کی ولادت کے وقت نکلتا ہے.(۳)

حیض و نفاس کے احکام میں فرق

نفاس اور حیض دونوں کے احکام یکساں ہیں یعنی جو چیزیں حائضہ کے لئے حرام ہیں، وہی نفساء کے لئے بھی حرام ہیں، اور جو چیزیں حائضہ کے لئے حلال ہیں، وہی نفساء کے لئے بھی حلال ہیں، اسی طرح جو چیزیں حائضہ پر واجب ہیں وہی نفساء پر بھی واجب

(۱)لسان العرب والقاموس المحیط باب السین فصل النون.

(۲) دیکھئے: الحیض والنفاس والاستحاضہ لراویہ بنت احمد ص ۴۴۶، ۴۶۷ والدماء الطبیعیہ للشیخ ابن العثیمین ص ۳۹.

(۳) شرح العمدة لابن تیمیہ ۵۱۶/۱.

ہیں اور جو چیزیں حائضہ سے ساقط ہیں، وہی نفساء سے بھی ساقط ہیں، کیونکہ نفاس اور حیض درحقیقت دونوں ایک ہی خون ہے، جیسا کہ اس سے پہلے بیان کیا گیا، البتہ درج ذیل امور میں دونوں کے احکام مختلف ہیں:

ا۔عدت

نفاس کو عدت میں نہیں شمار کیا جائے گا کیونکہ حالت نفاس میں طلاق کی دوصورتیں ہو سکتی ہیں، یا تو طلاق ولادت سے پہلے دی گئی ہو ایسی صورت میں ولادت کی وجہ سے عدت ختم ہو جائے گی، یا ولادت کے بعد دیا گئی ہو تو ایسی صورت میں نفاس کے ختم ہونے کے بعد حیض کے آنے کا انتظار کیا جائے گا اور جب حیض آنا شروع ہو جائے گا تو اس وقت سے عورت تین حیض عدت گذارے گی۔

۲۔مدت ایلاء:

مدت حیض کو مدت ایلاء میں شمار کیا جائے گا جب کہ مدت نفاس کو مدت ایلاء میں شمار نہیں کیا جائے گا.

(ایلاء کا مطلب ہوتا ہے کہ شوہر اپنی بیوی سے چار مہینہ یا اس سے زیادہ مدت تک جماع نہ کرنے کی قسم کھالے)

۳۔بلوغت:

بلوغت کی پہچان حیض سے ہوتی ہے نفاس سے نہیں، کیونکہ درحقیقت نفاس آنے سے

پہلے عورت بالغ ہو جاتی ہے، بایں طور کہ نفاس سے پہلے منی کا انزال ہونا پھر حمل کا قرار پانا عورت کے بالغ ہونے کی علامت ہے.

۴۔حیض کا خون مہینہ کے مخصوص ایام میں آتا ہے جبکہ نفاس کا خون بچہ کی ولادت کے وقت، یا ولادت سے پہلے ایک دن یا دو دن یا تین دن روانی سے نکلتا ہے.(۱)

۴۔نفاس کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ مدت:

اس سلسلے میں صحیح بات یہی ہے کہ نفاس کی کم سے کم مدت کی کوئی حد نہیں ہے البتہ اس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالس دن ہے، اور اگر چالس دن سے پہلے عورت پاک ہو جاتی ہے، تو اسے غسل کر کے نماز پڑھنی شروع کر دینی چاہئے

ام سلمہ رضی اللہ عنھا کا بیان ہے کہ (کانت النساء فی عهد رسول الله ﷺ تقعد بعد نفاسها أربعين يوما)(۲) اللہ کے رسول ﷺ کے زمانہ میں نفاس والی عورتیں چالس دن تک نفاس میں گزارتی تھیں.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ، صحابہ، تابعین اور ان کے بعد والوں میں سے اکثر اہل علم کے نزدیک نفاس والی عورتیں چالس دن تک نماز ادا نہیں کرینگی الا یہ

(۱) دیکھئے الحیض والنفاس والاستحاضہ لراویہ بنت احمد ص ۴۴۷، ۴۷۸، والدماء الطبیعیہ للشیخ ابن العثیمین ص ۴۰ والشرح الممتع لہ ۱/۴۵۰-۴۵۳-۴۵۴، شیخ کے نزدیک نفاس والی عورت کو طلاق حرام نہیں ہے. ۱/۴۵۳

(۲) سنن ابوداود، کتاب الطہارۃ، باب ماجاء فی وقت النفساء ح (۳۱۱) وترمذی ح (۱۳۹) وابن ماجہ ح (۶۴۸) اور شیخ البانی نے صحیح سنن ابوداود ۱/۶۲، اور ارواء الغلیل ۱/۲۲۲-۱/۲۲۶ میں اسے حسن کہا ہے.

کہ وہ چالیس دن سے پہلے پاک ہو جائیں تو انہیں غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دینی چاہئے .اور اگر چالیس دن کے بعد تک بھی خون جاری رہتا ہے تو اکثر علماء اور فقہاء کا کہنا ہے کہ ایسی صورت میں نماز نہیں ترک کرنی چاہئے (۱) (کیونکہ وہ مستحاضہ کے حکم میں ہوگی جس کا ذکر آگے آرہا ہے)، یہی قول ان شاء اللہ راجح اور بہتر ہے .

استحاضہ

ا رلغوی تعریف: استحاضہ حیض سے باب استفعال کا مصدر ہے، جو حیض کے ماسوا ایک خون کو کہتے ہیں.(۲)

شرعی تعریف: استحاضہ عورت کی شرمگاہ سے اس مسلسل بہنے والے خون کو کہتے ہیں جو بچہ دانی سے نہ نکلے، بلکہ کسی بیماری کی وجہ سے، یا رگ عاذل جو بچہ دانی کے نیچے ہوتی ہے کی خرابی کی وجہ سے ایام حیض کے علاوہ دنوں میں خارج ہو.(۳)

حیض اور استحاضہ کے خون میں فرق:

حیض اور استحاضہ کے خون میں فرق کرنے کی کئی علامتیں ہیں جسے عموماً اکثر عورتیں

---

(۱) شیخ ابن باز رحمہ اللہ اسی کا فتوی دیا کرتے تھے دیکھئے فتاوی دائمی کمیٹی ۵/۴۱۵۔ اور فتاوی اسلامیہ ۱/۲۳۸.

(۲) المصباح المنیر ۱/۱۵۹.

(۳) دیکھئے: الحیض والنفاس والاستحاضہ لراویہ بنت احمد ص ۲۸۳، ۲۸۸ والدماء الطبیعیہ للشیخ ابن العثیمین.

جانتی ہیں ذیل میں چند علامتیں ذکر کی جارہی ہیں:

پہلی علامت: حیض کا خون کالا گھاڑا، اور بدبودار ہوتا ہے، جبکہ استحاضہ کا خون پتلا سرخ ہوتا ہے، اس میں کوئی بو نہیں ہوتی ہے.

دوسری علامت: حیض کا خون بچہ دانی کے آخری حصہ سے نکلتا ہے، جبکہ استحاضہ کا خون بچہ دانی کے شروع میں موجود رگ عاذل سے نکلتا ہے، یعنی استحاضہ کا خون بچہ دانی کے بجائے ایک رگ سے نکلتا ہے.

تیسری علامت: حیض کا خون ایک طبعی خون ہے جو حالت صحت میں مخصوص ایام میں نکلتا ہے جبکہ استحاضہ کا خون بیماری کا خون ہے جس کے خارج ہونے کا کوئی مخصوص وقت نہیں ہے.(۱)

استحاضہ میں مبتلا عورت کی تین حالت ہے

پہلی حالت: استحاضہ کی بیماری لاحق ہونے سے پہلے اسے حیض معلوم مدت میں آتا رہا ہو، ایسی صورت میں یہ عورت ہر مہینہ اسی معلوم مدت کو حیض مانے گی، اور اس مدت میں اس پر حیض کے سارے احکام لاگو ہونگے، اور اس مدت کے بعد جو خون آئے گا اسے استحاضہ مانے گی، اور اس پر اس وقت استحاضہ کے سارے احکام لاگو ہونگے.

---

(۱) دیکھئے: الحیض والنفاس والاستحاضہ لراویہ بنت احمد ص ۴۸۷

اس کی دلیل ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی فاطمہ بنت ابی حبیش کے متعلق وہ حدیث ہے جس میں ہے کہ عہد رسالت میں ایک عورت کا خون بہتا تھا (یعنی استحاضہ ہوگیا تھا) تو انہوں نے اس کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے چاہئے کہ اس بیماری کے لاحق ہونے سے پہلے اسے مہینہ میں کتنا دن حیض آتا تھا، اسے شمار کرلے اور اس کے بعد اتنے دن ہر مہینہ میں نماز چھوڑ دیا کرے، پھر جب وہ دن گزر جائیں تو غسل کرے اور کپڑے کا لنگوٹ باندھ لے (یعنی خون کے منتشر ہونے سے تحفظ کا انتظام کرلے) اور نماز پڑھے (۱)

دوسری دلیل۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کی، اے اللہ کے رسول ﷺ میں ایک ایسی عورت ہوں جو کبھی بھی اپنے آپ کو پاک نہیں سمجھتی ہوں تو کیا ایسی حالت میں نماز چھوڑ دوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تو ایک رگ کا خون ہے، حیض کا خون نہیں ہے، جب تمہارا حیض آئے تو نماز چھوڑ دو، اور جب حیض کی مدت ختم ہو جائے، تو اپنے بدن سے خون دھولو اور نماز پڑھو اور پھر تم ہر نماز کے لئے وضوء کرو یہاں تک کہ دوبارہ حیض کا وقت آجائے. (۲)

---

(۱) سنن ابوداود، کتاب الطہارۃ، باب فی المرأۃ تستحاض ومن قال تدع الصلاۃ فی عدۃ الایام التی کانت تحیض ح (۲۷۴) ونسائی ح (۲۰۸) وابن ماجہ ح (۶۲۳) اور شیخ البانی نے صحیح سنن ابوداود ۱/۵۲، میں اسے صحیح کہا ہے۔

(۲) بخاری، کتاب الحیض، باب غسل الدم ح (۲۲۸) ومسلم ح (۳۳۳).

تیسری دلیل / عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا نے اللہ کے رسول ﷺ سے (استحاضہ کے متعلق) دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اتنے دنوں تک انتظار کرو جتنے دنوں تک پہلے تمہارا حیض آتا تھا، پھر غسل کرو اور نماز پڑھو.(۱)

بنابریں جس مستحاضہ عورت کی پہلے سے حیض کی کوئی عادت ہے، وہ حسب عادت ہر مہینہ اتنے دنوں تک انتظار کرے، اور جب عادت کی مدت ختم ہو جائے تو حسب دستور غسل کرے، اور نماز پڑھنی شروع کردے، ہر نماز کے وقت وضو کرے، اور اس وقت میں جس قدر فرائض اور نوافل کی اُدائیگی کرنی چاہے کرسکتی ہے، تا آنکہ دوسری نماز کا وقت نہ آجائے (دوسری نماز کا وقت آنے سے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا اسے دوسری نماز کے لئے از سرے نو وضو کرنی پڑے گی).

<u>دوسری حالت</u>: استحاضہ کی بیماری لاحق ہونے سے پہلے حیض کی کوئی معلوم عادت نہ ہو لیکن وہ حیض اور استحاضہ کے خون میں فرق کرسکتی ہے، بنابریں اگر خون کالا ہے یا گاڑھا ہے یا بدبودار ہے تو وہ حیض ہوگا اور حیض کے سارے احکام اس پر لاگو ہوں گے، اور اگر مذکورہ صفات نہیں پائی جاتی ہیں تو وہ استحاضہ کا خون ہوگا، اور اس پر استحاضہ کے سارے احکام لاگو ہوں گے، اس کی دلیل، فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث ہے جس میں ہے کہ ان کو استحاضہ کی بیماری لاحق تھی

(۱) مسلم، کتاب الحیض، باب المستحاضۃ وغسلھا وصلاتھا ح (۳۳۴).

تو اللہ کے رسول ﷺ نے ان سے فرمایا:(ان دم الحیض دم أسود یعرف فاذا کان ذلك فأمسکی عن الصلاة فاذا کان الآخر فتوضی وصلی فانما هو عرق)یقیناً حیض کا خون سیاہ رنگ کا ہوتا ہے، جو پہچانا جاتا ہے، جب ایسا خون ہو تو تم نماز سے رک جاؤ، اور جب کوئی دوسرا (خون) ہو تم وضو کرو اور نماز ادا کرو!(۱)

<u>تیسری حالت</u>: مستحاضہ عورت کو نہ تو پہلے سے حیض کی عادت معلوم ہو، اور نہ ہی اسے حیض اور استحاضہ کے خون میں صحیح تمیز کرنے کی صلاحیت ہو، بایں طور کہ اس کی بلوغت ہی استحاضہ کی حالت میں ہی ہوئی ہو جس کی وجہ سے وہ حیض اور استحاضہ میں تمیز نہ کر پاتی ہو یا پہلے اسے حیض کی عادت معلوم رہی ہو پھر بھول گئی ہو یا اسے عادت یا تمیز کی تعیین میں تردد ہو تو ایسی حالت میں یہ عورت عام عورتوں کی عادت کے مطابق ہر مہینہ میں چھ یا سات دن حیض کا شمار کرے گی ان دونوں مدتوں میں سے جو بھی اس کی قریبی رشتہ دار عورتیں جیسے ماں بہن خالہ پھوپھی کی عادت کے موافق ہوگا اس پر عمل کرے گی، ان ایام کا شمار اسی دن سے کرے گی جس دن پہلی بار خون دیکھے گی، اس مدت کے بعد بقیہ ایام کو استحاضہ شمار کرے گی اس کی دلیل حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے ان سے فرمایا:(انما هی رکضة

(۱) سنن ابوداود، کتاب الطہارة، باب من قال اذا اقبلت الحیض تدع الصلاة ح (۲۸۶) ونسائی ح (۲۱۵،۲۱۶)، اور شیخ البانی نے صحیح سنن ابوداود ۱/۵۵، صحیح سنن نسائی ح ۲۵۰، اور ارواء الغلیل ۱/۲۲۳ میں اسے حسن کہا ہے۔

من ركضات الشيطان فتحيضي ستة ايام أو سبعة أيام في علم الله ثم اغتسلي ....)یہ تو شیطان کا ایک کچوکا ہے، لہذا تم چھ یا سات دن حیض کا شمار کرو پھر نہا لو، جب تم پاک وصاف ہو جاؤ، تو پھر ۲۳ یا ۲۴ دن نماز پڑھو اور روزہ رکھو بیشک یہ تمہارے لئے کافی ہوگا، اور ہر ماہ اسی طرح کیا کرو جیسا کہ حیض والی خواتین اپنے پاکی اور طہارت والے ایام میں کرتی ہیں۔(۱)

خلاصہ کلام عادت والی عورت اپنے عادت پر عمل کرے گی اور حیض واستحاضہ کے خون کے درمیان تمیز کرنے والی اپنی تمیز کے مطابق عمل کرے گی، اور جسے نہ عادت ہو اور نہ ہی حیض واستحاضہ کے خون کے درمیان تمیز کرنیکی صلاحیت ہو، ایسی عورت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کی حدیث پر عمل کرتے ہوئے سابقہ تفصیل کے ساتھ چھ یا سات دن حیض کا شمار کرے گی، اور بقیہ ایام میں غسل کرنے کے بعد نماز پڑھے گی (۲).

---

(۱) سنن ابوداود، کتاب الطہارۃ، باب من قال اذا اقبلت الحیض تدع الصلاۃ ح (۲۸۷) وترمذی، ح (۱۲۸) وابن ماجہ ح (۶۲۷) ونسائی ح (۲۱۵، ۲۱۶) اور شیخ البانی نے ارواء الغلیل ۱/۲۰۲ ح (۱۸۸) صحیح سنن ابوداود ح (۲۶۷)، صحیح سنن ترمذی ح (۱۱۰) اور، صحیح سنن ابن ماجہ ح (۵۱۰) میں اسے حسن کہا ہے۔

(۲) دیکھئے: الحیض والنفاس والاستحاضہ/راویہ بنت احمد ص ۴۸۹، ۵۳۴ والدماء الطبیعیہ للشیخ ابن العثیمین ومنار السبیل ۱/۵۹.

استحاضہ کے احکام

مستحاضہ عورت پاک عورت کی طرح ہے، وہ نماز، روزہ، اعتکاف، قرآن پاک چھونا پڑھنا مسجد میں ٹھہرنا، پاک عورتوں کی طرح سب کچھ کرسکتی ہے، اس پر وہ ساری عبادتیں واجب ہیں جو پاک عورتوں پر واجب ہیں، اسی طرح وہ پاک عورتوں کی طرح اپنے شوہر کے لئے حلال ہے(۱)، البتہ مندرجہ ذیل امور میں وہ پاک عورتوں سے مختلف ہے:

ا۔ انقطاع حیض کے بعد ایک مرتبہ صرف مستحاضہ عورت پر غسل کرنا واجب ہے جیسا کہ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا نے جب اللہ کے رسول ﷺ سے (استحاضہ کے متعلق)دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: (امکثی قدر ما کانت تحبسك حیضتك ثم اغتسلی وصلی)(۱)، تم اتنے دنوں تک رکی رہو جتنے دنوں تک تمہیں تمہارا حیض روکے رکھے پھر غسل کرو اور نماز پڑھو.

پھر ہر نماز کے وقت کے لئے اس پر وضو کرنا ضروری ہے.

۲۔ مستحاضہ پر ہر نماز کے وقت وضو کرنا واجب ہے:

جیسا کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: (ثم توضئی لکل صلاۃ حتی یجئی ذلك الوقت) (۲)

(۱) مسلم کتاب الحیض، باب المستحاضۃ وغسلھا وصلاتھا (۳۳۴،۶۶).

(۲) اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے.

پھر تم ہر نماز کے لئے وضوء کرو یہاں تک کہ دوبارہ اس کا وقت آجائے.

بنابریں اوقات مقررہ پر پڑھی جانے والی نماز کے لئے مستحاضہ کو وقت کے داخل ہونے سے پہلے وضونہیں کرنی چاہئے بلکہ جب وقت داخل ہوجائے تو وضوکرے ،اور اس وضوسے جب تک استحاضہ کے خون کے علاوہ کوئی دوسرا ناقض وضو نہ پایاجائے ،وہ ہرطرح کی فرض نفل جوبھی نماز ادا کرنی چاہے ادا کرسکتی ہے،تا آنکہ اس نماز کا وقت ختم نہ ہوجائے.

۳۔مستحاضہ وضوکرنے سے پہلے اپنی شرمگاہ کودھل لے،اورخون کے پھیلنے سے تحفظ کے لئے اس جگہ روئی وغیرہ رکھ لے،یااس پر پٹی باندھ لے جیسا کہ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ان سے کہا:(میں تمہیں کرسف (روئی) رکھنے کا مشورہ دیتا ہوں ،اس سے تمہارا خون رک جائے گا،تو انہوں نے کہا کہ اس سے بھی زیادہ ہے،تو آپ ﷺ نے کہا کپڑا رکھ لوتو وہ کہنے لگیں کہ اس سے بھی زیادہ ہے،وہ تو بہت تیز بہتا ہےتو آپ ﷺ نے کہا کہ لنگوٹ باندھ لو)(۱).

اورجیسا کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:(فلتغتسل ثم لتستثفر بثوب ثم لتصل)(۳) تم غسل کرو پھر

(۱) سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب من قال اذا اقبلت الحیض تدع الصلاۃ ح (۲۸۷) وترمذی، ح (۱۲۸) وابن ماجہ ح (۶۲۷) ملاحظہ ہوسنن ابوداؤد ۵۲/۱،صحیح سنن ابن ماجہ ۱۰۳/۱،ارواء الغلیل ح (۱۸۸).

(۳) اس حدیث کی تخریج گزرچکی ہے.

کپڑے کا لنگوٹ باندھ لو پھر تم نماز پڑھو.

حسب استطاعت خون سے تحفظ کے باوجود بھی اگر خون نکلتا رہتا ہے، تو اس سے اس کی نماز پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، جیسا کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا کی حدیث کی بعض روایتوں میں ہے، کہ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: (وتوضئی لكل صلاة وان قطر الدم على الحصير)(۱) اور تم ہر نماز کے لئے وضو کرو اور نماز پڑھو اگر چہ خون چٹائی پر ہی کیوں نہ ٹپکتا رہے.

۴۔ مستحاضہ عورت کے لئے جمع صوری جائز ہے:

جیسا کہ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: (اگر تجھ میں یہ ہمت ہے کہ، ظہر کو موخر اور عصر کو مقدم کر کے غسل کرے اور ظہر اور عصر کی نماز کو ایک ساتھ پڑھ لے، اور مغرب کو موخر اور عشاء کو مقدم کر کے، غسل کرے اور مغرب اور عشاء کو ایک ساتھ پڑھ لے، اور فجر کی نماز کے لئے الگ غسل کرے تو ایسا تو کر سکتی ہے)(۲)

اور اگر مستحاضہ عورت نماز ظہر اور عصر کو ان دونوں میں سے کسی ایک کے وقت میں پڑھ لیتی ہے اور مغرب وعشاء کو ان دونوں میں سے کسی ایک کے وقت میں

(۱) سنن ابن ماجہ، کتاب الطهارة، وسننها باب ما جاء في المستحاضة التي قد عدت أيام اقرائها قبل أن تستمر بها الدم ح (۶۲۴) صحیح سنن ابن ماجہ ۱/۱۰۳. نیز صحیح بخاری میں ہے امہات المومنین میں سے ایک بیوی نماز پڑھتی تھیں اور ان کے نیچے طشتری ہوتی تھی جس میں خون اور زردی گرتی تھی دیکھئے بخاری مع فتح ۱/۴۱۱ ح (۳۱۰).

(۲) اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے.

پڑھ لیتی ہے، تو ایسا کرنا اس کے لئے جائز ہے، کیونکہ وہ مریض کے حکم میں ہے (۱) واللہ مستعان. (۲)

دوران حمل نکلنے والا خون استحاضہ ہوگا یا حیض

عموما حالت حمل میں حیض کا آنا بند ہو جاتا ہے، لیکن اگر کسی عورت کو حالت حمل میں خون آتا ہے، تو اس خون کا کیا حکم ہوگا؟ آیا اسے حیض کا خون مانا جائے گا یا استحاضہ کا ،اس سلسلہ میں علماء کا اختلاف ہے، کچھ کا کہنا کہ یہ فاسد خون ہے جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (لا توطأ حامل حتى تضع ولا حائل حتى تستبرى بحيضة) (۳) حمل والی (قیدی عورت) سے ولادت سے قبل جماع نہ کیا جائے اور بغیر حمل والی (قیدی عورت) سے جب تک کہ ایک حیض آنے سے استبراء رحم نہ کرلیا جائے جماع نہ کیا جائے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہی جمہور تابعین کا قول ہے، اور جن تابعین نے کہا ہے کہ یہ حیض ہے، ان کی اس سے مراد وہ خون ہے جو ولادت سے ایک دن یا دو دن یا تین دن قبل روانی کے ساتھ نکلتا ہے، اور اسے نفاس کہتے ہیں (۴)

---

(۱) شیخ ابن باز رحمہ اللہ اسی کا فتوی دیا کرتے تھے.

(۲) ملاحظہ ہو، الحیض والنفاس والاستحاضہ لراویہ بنت احمد ص ۵۳۵، ۵۴۸ نیز دیکھئے مغنی لابن قدامہ ۱/۴۴۹.

(۳) سنن ابوداؤد، کتاب النکاح، باب فی وطء السبایا ح (۲۱۵۷) ودارمی، ح (۲۳۰۰) اور شیخ البانی نے ارواء الغلیل ح (۱۸۸) اسے صحیح قرار دیا ہے.

(۴) دیکھئے مغنی لابن قدامہ ۱/۴۴۳،۴۴۴.

کچھ علماء کا کہنا ہے کہ حالت حمل میں نکلنے والا خون حیض کا خون ہے کیونکہ اصل یہی ہے.
ہمارے شیخ علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ ابن باز رحمہ اللہ کے نزدیک پہلا قول راجح ہے یعنی حاملہ عورت کو حیض نہیں آتا ہے اور حالت حمل میں نکلنے والے خون استحاضہ کی طرح فاسد خون ہوتا ہے.(۱)

سلس البول کے احکام

جو شخص سلس البول کے مرض میں مبتلا ہو یعنی اس کا پیشاب مسلسل نکلتا رہتا ہو کبھی بند نہ ہوتا ہو ایسے شخص کو نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد بدن، اور کپڑے پر جہاں بھی پیشاب لگا ہو صاف کر کے شرمگاہ کو دھلنا چاہئے، اور پھر پیشاب نکلنے کی جگہ پر کوئی چیز باندھ لے تاکہ پیشاب دھلنے کے بعد دوبارہ بدن، کپڑا، پر نہ لگنے پائے اور نہ ہی جائے نماز اور مسجد گندی ہونے پائے. اس کے بعد وضو کرے.
یہی حکم اس شخص کا بھی ہے جسے مسلسل ہوا نکلنے کی بیماری لاحق ہے.
اسی طرح جسے برابر مذی خارج ہوتی رہتی ہے وہ بھی اپنے اپنی شرمگاہ اور فوطوں کو دھلے اور جہاں کپڑے پر مذی لگنے کا امکان ہو وہاں پانی سے چھینٹا مارلے.

مذکورہ تینوں طرح کے مریضوں کو بعینہ مستحاضہ کی طرح نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد وضو کرنا چاہئے، پھر وقت کے اندر وہ ہر طرح کا فرض، نفل جو بھی نماز

(۱) ملاحظہ ہو فتاوی دائمی کمیٹی ۳۹۲/۵ وشرح العمدہ لابن تیمیہ ۵۱۴/۱ وشرح الزرکشی ۴۵۰/۱ نیز دیکھئے فائدہ کے لئے: الدماء الطبیعیہ للشیخ ابن العثیمین والشرح الممتع لہ ۴۰۳/۱-۴۰۵.

ادا کرنی چاہیں ادا کر سکتے ہیں، تا آنکہ اس نماز کا وقت ختم نہ ہو جائے ،اور اگر وضو کرنے کے بعد نماز سے پہلے یا نماز کے بعد مذکورہ چیزوں میں سے کوئی چیز نکلتی ہے، تو اس سے نماز پر کوئی اثر نہیں پڑے گا .

سلس البول کے مریض کو چاہئے کہ نماز کے لئے ایک پاک کپڑا الگ سے رکھے کیونکہ پیشاب نجس ہوتا ہے، لیکن اگر ایسا کرنے میں مشقت ہو تو اسی کپڑے میں نماز پڑھ لے (ان شاء اللہ) یہ اس کے لئے معاف ہے

ارشاد باری تعالی ہے ﴿فاتقوا الله ما استطعتم﴾ (۱) جس قدر تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرو!

نیز ارشاد باری تعالی ہے ﴿وما جعل الله عليكم في الدين من حرج﴾ (۲) اور تم پر اللہ نے دین کے بارے میں کوئی تنگی نہیں ڈالی.

نیز ارشاد باری تعالی ہے ﴿لا يكلف الله نفسا الا وسعها﴾ (۳) اللہ تعالی کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا.

نیز ارشاد باری تعالی ہے ﴿يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر﴾ (۴) اللہ تعالی کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے سختی کا نہیں.

(۱) سورہ تغابن آیت: ۱۶.

(۲) سورہ حج آیت: ۷۸

(۳) سورہ بقرہ آیت: ۲۸۶.

(۴) سورہ بقرہ آیت: ۱۸۵.

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اذا أمرتکم بأمر فأتوا منه ما استطعتم)(۱) جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو حسب استطاعت اس پر عمل کرو.

نماز جمعہ کے لئے مذکورہ مریضوں کو اتنا وقت پہلے وضو کرنا چاہئے جس میں یہ آسانی سے خطبہ جمعہ سن سکیں اور نماز ادا کرسکیں .(۲)

ایسے لوگ ہمیشہ اللہ سے شفا کی دعا کریں، اور جائز علاج کی تلاش جاری رکھیں، اللہ تعالی سے ہم دعا گو ہیں، اے اللہ ہمیں اور ہمارے سارے مسلمان بھائی بہنوں کو ہر برائی سے عافیت عطا فرما اور ہر شر سے محفوظ رکھ! آمین

مترجم۔ابوسعد محمد عرفان محمد عمر

بوقت صبح ۱۰/۵۲

۴ رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ

باللغة الأوردية

طهور المسلم

فی ضوء الکتاب والسنة

مفهوم، فضائل، آداب، أحكام

تاليف

فضيلة الشيخ الدكتور/سعيد بن على بن وهف القحطاني

ترجمه الى اللغة الأردية

محمد عرفان محمد عمر المدني

راجعه

أبو أسامه نياز أحمد أنصارى ☆ عبد الباسط عبد العزيز المدني

المكتب التعاونى للدعوة والارشاد وتوعية الجاليات بمحافظة السليل

هاتف ٠١٧٨٢٠٥٤٠ فاكس ٠١٧٨٢٥٦٠٦

طبع على نفقة مؤسسة الشيخ / سليمان بن عبد العزيز الراجحي الخيرية

19